فضائلِ

صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

از:

شاہ عبد العزیز دہلوی رح

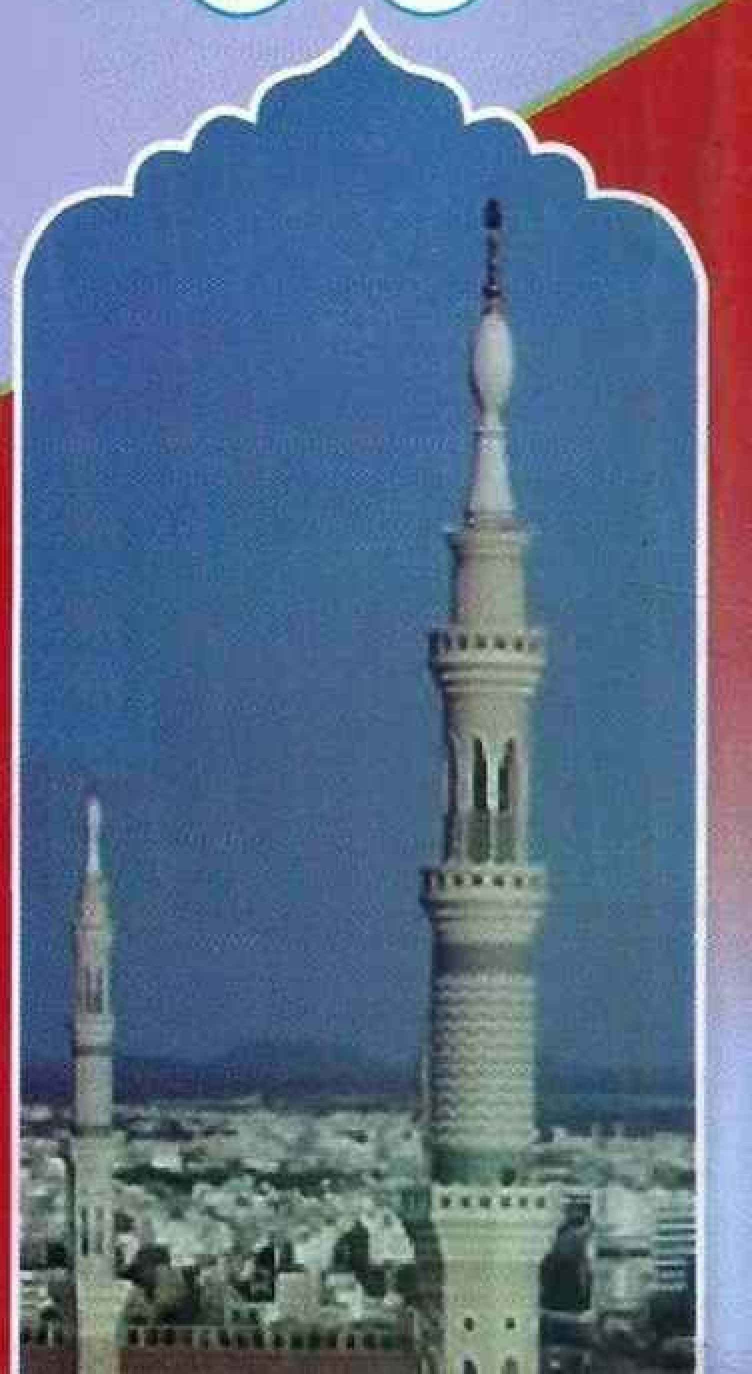

002 www.taemeernews.com

فضائل صحابہ و اہل بیت

(مع مکتوبات شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین دہلوی)

از شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (ف ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۴ء)

مع مقدمہ

از محمد ایوب قادری ایم اے

پاک اکیڈمی ۱۴۱/۱ وحید آباد کراچی ۱۸

003 www.taemeernews.com

سال طباعت — جنوری سنہ ۱۹۶۵ء

بار اول — ایک ہزار

قیمت — چھ روپے

مطبوعہ — ید پریس کراچی

ہندوستان میں ملنے کے پتے :-

(۱) کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد، دہلی ۶

(۲) مکتبہ تجلی، دیوبند۔ یو۔پی

(۳) مکتبہ نشاۃ ثانیہ معظم جاہی مارکیٹ، اندھرا پردیش۔

(۴) فاروقیہ بک ایجنسی پاٹا نالہ۔ لکھنؤ۔ یوپی۔

پاکستان میں ملنے کے پتے :-

(۱) صدیق اینڈ کمپنی بیرون لوہاری دروازہ لاہور

(۲) شمس الدین تاجر کتب، مسلم مسجد، چوک انارکلی لاہور

(۳) کتب خانہ امدادیہ۔ بیرون بوہڑ دروازہ، ملتان

 www.taemeernews.com

فضائل صحابہ واہل بیت

یعنی مجموعہ رسائل

مقدمہ از محمد ایوب قادری 6

(۱) سر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل : 89
(اردو ترجمہ : از مفتی محمد شفیع صاحب)

(۲) عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس : 125
(فارسی ترجمہ : از حسن علی محدث لکھنوی رح)
(اردو ترجمہ : مولوی نظام الدین کیرانوی رح)

(۳) وسیلۃ النجات : 159
(نظر ثانی و تہذیب : از مولوی حکیم عبد الغفور رح)

(۴) مکتوبات شاہ عبد العزیز و شاہ رفیع الدین دہلوی : 192
(اردو ترجمہ : مولوی محمد سلیمان بدایونی رح
مولوی محمد جمیل الدین بدایونی)

مولفہ شاہ عبد العزیز دہلوی رح (۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء)

نوٹ :
فارسی ترجمہ اس پی۔ڈی۔ایف فائل میں شامل نہیں کیا گیا ہے!

005 www.taemeernews.com

بیادگار

(۱) مولانا عبدالشکور لکھنوی رح (ف ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۲ء) ؟

و

(۲) مولوی پیر غلام دستگیر نامی رح (لاہور) (ف ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از محمد ایوب قادری، ایم۔ اے

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی، ۲۵ رمضان ۱۱۵۹ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۷۴۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے تاریخی نام "غلام حلیم" ہے علوم متداولہ کی تحصیل اپنے والد شاہ ولی اللہ سے کی، والد کے انتقال کے بعد شیخ محمد عاشق پھلتی (ف ۱۱۸۷ھ) خواجہ محمد امین کشمیری (ف ۱۱۸۷ھ/ ۷۴-۱۷۷۳) اور ان کے خسر مولوی نوراللہ بڈھانوی (ف ۱۱۸۷ھ/ ۷۴-۱۷۷۳ء) نے تربیت فرمائی۔ سترہ سال کی عمر میں اپنے والد کے جانشین ہوئے، علوم معقول و منقول میں علامہ روزگار تھے نامور مدرس، مصنف، خطیب، واعظ، شیخ طریقت، مفتی، محدث اور مفسر تھے انہوں نے علوم دینیہ اور ملت اسلامیہ کی بڑی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ وہ مرجع علماء و مشائخ تھے، تمام عمر درس و تدریس، افتاء، فصل خصومات، وعظ و پند اور تلامذہ کی تربیت و اصلاح میں صرف کر دی۔ ۷ر شوال ۱۲۳۹ھ مطابق ۵ر جون ۱۸۲۴ء کو دہلی میں انتقال ہوا اور اپنے آبائی قبرستان مہندیوں میں دفن ہوئے۔ مومن دہلوی نے شاہ عبدالعزیزؒ کے انتقال پر جو قطعہ تاریخ کہا ہے اس کا آخری شعر نقل کیا جاتا ہے جس سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

www.taemeernews.com

بے سر و پا گشتہ انداز دست بیداد اجل
عقل و دین، لطف و کرم، فضل و ہنر، علم و عمل

۱۰۰+۱۰+۹ + ۲۰۰ + ۸۰۰ + ۵۰ + ۳۰ + ۴۰ = ۱۲۳۹ھ (۱۸۲۴ء)

شاہ عبدالعزیز کے ایک ہم عصر وقائع نگار مولوی عبدالقادر رام پوری (ف ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء) لکھتے ہیں[1]

"مولوی شاہ عبدالعزیز، علم تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور تاریخ میں شہرہ آفاق تھے اور ہیئت، ہندسہ، مجسطی، مناظر ا اصطرلاب، جر ثقیل، طبیعات، الٰہیات، منطق، مناظرہ، اتفاق، اختلاف، ملل، نحل، قیافہ، تاویل، تطبیق مختلف اور تفریق مشتبہ میں یکتائے زمانہ تھے۔ فن، ادب اور ہر قسم کے اشعار سمجھنے میں بلند مرتبہ رکھتے تھے، منقول میں کلام اللہ اور حدیث سے دلیل پیش کرتے تھے اور معقول میں جو ثبوت مناسب سمجھتے خواہ مخواہ یونانیوں میں سے افلاطون، ارسطو اور متکلمین میں سے فخر رازی وغیرہ کے اقوال کی تائید میں مبتلا نہیں ہوتے تھے اور اپنی تحقیقات کو فن معقول میں صاف صاف بیان کرتے تھے چاہے وہ کسی کی رائے کے موافق ہو یا نہ ہو"

---

[1] علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) مرتبہ محمد ایوب قادری جلد اول ص ۲۴۶ (آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ۱۹۶۰ء)

008 www.taemeernews.com

شاہ عبدالعزیز کا زمانہ ہندو پاکستان کے مسلمانوں کے زوال و انحطاط کا دور ہے وہ محمد شاہ بادشاہ (ف ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ء) کی حکومت کے آخری زمانے میں پیدا ہوئے، انہوں نے احمد شاہ (معزول ۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۴ء) عالمگیر ثانی (ف ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء) شاہ عالم ثانی (ف ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء) اور اکبر شاہ ثانی (ف ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء) کا زوال پذیر دورِ حکومت دیکھا۔ یہ مغل بادشاہ اپنے وزراء اور امراء کے ہاتھوں مجبور اور بے بس تھے، شاہ عبدالعزیز کے بچپن میں احمد شاہ اندھا کر کے قید کر دیا گیا۔ عالمگیر ثانی کو قتل کر کے اس کی نعش جمنا کی ریتی میں پھینک دی گئی، شاہ عالم ثانی مدتوں پورب میں بھٹکتا پھرا، انگریزوں سے معاہدہ کے بعد سیندھیا کی حمایت میں اس نے دہلی کے اجڑے تخت کو زینت بخشی مگر بابر و اکبر کا یہ جانشین حسرت و یاس کی زندہ تصویر تھا تا آنکہ بصارت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا کس حسرت سے کہتا ہے۔

صرصر حادثہ برخاست پئے خواری ما
داد بر باد سر و برگ جہانداری ما

۱۸۰۳ء میں دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اکبر شاہ ثانی برائے نام پنشن خوار بادشاہ تھا۔ مغل متاخرین کے زمانے میں غیر مسلم طاقتیں پوری قوت سے ملک میں ہنگامہ آرا تھیں، پنجاب میں سکھوں، آگرہ اور بھرت پور میں جاٹوں اور تمام ملک میں مرہٹوں نے اودھم مچا رکھا تھا۔ مرہٹوں کے ہاتھوں بستیاں ویران اور غیر آباد ہو چکی تھیں۔ کسی کا جان و مال ان سے محفوظ نہ تھا۔ مرہٹوں نے سترہ حملے تو شمالی ہند پر کئے جن میں پہلا حملہ ۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۷-۸ء اور آخری حملہ ۱۲۲۹ھ / ۱۸۰۴ء میں ہوا۔ مرہٹوں نے چھ مرتبہ بنگال پر تاخت کی پہلی مرتبہ ۱۱۵۴-۵ھ / ۱۷۴۱-۲ء میں آخری

009 www.taemeernews.com

مرتبہ ۱۱۶۶ھ (۱۷۵۲-۵۳ء) میں حملہ آور ہوئے مرزا ظہیر الدین اظفری لکھتے ہیں لہ

"یہ تمام خرابیاں مرہٹوں کی بدعملی اور بدنظمی کی وجہ سے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ ان دکھنیوں کی مملکت میں آبادی کیونکر باقی رہے گی ہم نے تو اپنی زندگی میں یہی دیکھا کہ جب ہمارے ملک پر دکھنیوں کا عمل ہوا تو کوئی ایسی خرابی نہ تھی جو ملک میں نہ آئی ہو غرض ہندوستان کی یہ ساری تباہی دکھنیوں کے آنے کا نتیجہ ہے۔"

مرہٹوں اور سکھوں کے مظالم کے متعلق خود شاہ عبدالعزیز نے اپنے چچا شاہ اہل اللہ (ف ۱۱۸۷ھ/ ۱۷۷۳ء) کو منظوم عربی حکایات میں لکھا ہے۔ ۲ہ

"اللہ تعالیٰ سکھ اور مرہٹوں کو ہماری طرف سے مزہ چکھائے، بہت برا مزہ بہت جلد بلا تاخیر و مہلت کے، ان شریروں نے اللہ کی بہت سی مخلوق کو شہید کر ڈالا، اور غریب گڈریوں تک کو اپنے ظلم و ستم سے ستایا، ہر سال یہ ہماری بستیوں اور شہروں پر چڑھائی کرتے ہیں اور ہم پر صبح و شام حملہ کرتے رہتے ہیں۔"

مرکزی حکومت کی کمزوری اور بدحالی سے صوبے دار خودسر ہو چکے تھے بنگال میں علی وردی خاں اور اودھ میں برہان الملک سعادت خاں نے اپنی حکومتیں قائم کرلیں، دکن میں آصف جاہ نظام الملک کا اقتدار تھا۔

لہ واقعات اظفری از مرزا ظہیر الدین اظفری (مرتبہ عبدالقادر بالتصحیح و ترجمہ محمد حسین محوی صفحہ ۱۱۱ مدراس ۱۹۳۷ء)

۲ہ تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ از مولانا مناظر احسن گیلانی صفحہ ۳۶-۳۷ (دبستان ادب، کراچی ۱۹۵۳ء)

010 www.taemeernews.com

یہ تو سیاسی حالات کا ایک ہلکا سا جائزہ ہے، معاشی، اقتصادی، معاشرتی اور مذہبی حالات بد سے بدتر تھے اس زمانے کی عام تاریخیں، شخصی وقائع، روزنامچے شعراء کے شہر آشوب اور دوسرا اہم عنصر ادب اس موضوع پہ خاصی معلومات فراہم کرتا ہے محمد شاہ کے زمانے میں دکن کے ایک رئیس درگاہ قلی خاں (ف ۱۱۸۰ھ ۶۷-۱۱۶۶ء) نے دہلی کی سیاحت کی ہے یہ سیاحت نامہ "مرقع دہلی" کے نام سے طبع ہو چکا ہے اس کے پڑھنے سے شرم وحیائی آنکھیں جھک جاتی ہیں اور غیرت وحمیت کو حجاب آتا ہے۔ سپاہی اور بادشاہ عامی اور عالم ہر شخص حقیقت اور واقعیت سے فرار اختیار کرتا ہے۔ عمل سے گریز اس دور کی عام خصوصیت ہے، بدعات اور محدثات کا زور ہے، تفصیل کی گنجائش نہیں ہے ایسے زمانے میں شاہ عبدالعزیز نے اپنی اصلاحی تحریک شروع کی حقیقت یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز نے یوں تو اصلاح و تبلیغ کے ہر مورچہ کو سنبھالا مگر "شیعیت اور تفضیلیت" کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو جس کوشش اور حسن تدبر سے روکا یہ انہیں کا حصہ تھا اور یہ اس زمانے کا سب سے اہم مسئلہ تھا آئیے اب ذرا اس مسئلہ کا تاریخ کی روشنی میں جائزہ لیں۔

مغل متاخرین کے زمانے میں شاہی دربار میں ایرانی اور تورانی (شیعہ اور سنی) دو مستقل پارٹیاں تھیں۔ سیاسی اثر و اقتدار کے لئے ان دونوں پارٹیوں میں مسابقت ہوتی تھی۔ ایرانی پارٹی اگرچہ اقلیتی پارٹی تھی۔ مگر اثر واقتدار کے اعتبار سے بہت مضبوط اور مستقل تھی۔ وہ بہت تدبر اور تنظیم سے کام کرتی تھی۔ اور اکثر کامیاب ہوتی تھی۔ اس کا اثر دربار سے لے کر بازار تک سا تھا۔ یوں تو اس تنظیم وفکر کی بنیاد دکن کی شیعہ حکومتوں نے قائم کی مگر شمالی ہند میں ہمایوں کے دوبارہ ہندوستان آنے

011 www.taemeernews.com

پر اس جماعت کو فروغ حاصل ہوا۔ اکبر کی پالیسی مذہبی معاملہ میں بڑی آزادانہ تھی۔ اس کا فائدہ بھی بلاواسطہ اسی جماعت کو ہوا، اس کے زمانے میں نور اللہ شوستری (ف ۱۰۱۹ھ / ۱۶۱۰ء) دارالسلطنت لاہور کے قاضی مقرر ہوئے ان کی کتاب مجالس المومنین مشہور و معروف ہے جس میں انہوں نے اہل سنت کے اکابر مشائخ و علماء کو "زمرۂ مومنین" میں دکھلایا ہے۔ جہانگیر کے زمانے میں زمامِ حکومت نور جہاں کے ہاتھ میں تھی۔ شاہجہاں کے زمانے میں نور جہاں کے بھائی آصف خاں اور اس کے خاندان کو اقتدار حاصل رہا کیونکہ آصف خاں کی کوششوں سے شاہجہاں "تختِ شاہی" پر متمکن ہوا تھا اور اس کی بیٹی ممتاز محل، شاہجہاں کی چہیتی بیگم تھی۔ اورنگ زیب عالمگیر یوں تو متعصب سنی مشہور ہے مگر اس کے امراء مصاحبین میں اہلِ تشیع کی ممتاز تعداد نظر آتی ہے۔ اورنگ زیب کا فرزند، بہادر شاہ اول جب تخت نشین ہوا تو اس نے شیعہ مسلک اختیار کیا مؤلف سیر المتاخرین لکھتے ہیں [1]

"چوں بہ تحقیق خود مذہب شیعہ امامیہ را حق می دانست ہمیں مسلک اختیار نمود"

اور اس کی تبلیغ و اشاعت میں کوشاں ہوا [2]

"در ترویج و تقویت مذہب شیعہ می کوشید"

اس نے اپنے نام میں "سید" کا اضافہ کیا اور چوتھے سال جلوس ۱۱۲۱ھ / ۱۷۰۹-۱۰ء میں اپنے شیعہ وزیر منعم خاں کے مشورہ سے حکم دیا کہ جمعہ کے خطبہ میں خلفائے راشدین کے

---

[1] [2] سیر المتاخرین جلد دوم از غلام حسین طباطبائی صفحہ ۳۸۱ (نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۷ء)

012 www.taemeernews.com

ذکر میں حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ "علی ولی اللہ وصی رسول اللہ" داخل کیا جائے اس حکم سے جمہور اہل سنت میں بد دلی پیدا ہوئی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے احمد آباد (گجرات) میں ایک خطیب مارا گیا۔ لاہور میں بات اس سے بھی زیادہ بڑھی، بہادر شاہ نے علمائے لاہور کو اپنے حضور میں طلب کیا۔ مولانا یار محمد کی قیادت میں مولوی محمد مراد دوسرے تین علماء کے ہمراہ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے بادشاہ نے خود مباحثہ ومناظرہ کیا۔ مگر مولانا یار محمد نے نہایت جرأت اور استقامت سے اعلان حق کیا اور اپنے موقف پر ثابت قدم رہے بادشاہ نے برآشفتہ ہو کر کہا کہ "تو بادشاہوں کے غضب سے نہیں ڈرتا" تو اس مرد مجاہد نے جواب دیا[1]

"میں اپنے خدا سے چار چیزوں کی آرزو رکھتا تھا اول تحصیل علم دوم حفظ کلام اللہ سوم حج چہارم شہادت، الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے تین نعمتیں مجھے عطا کیں، آرزوئے شہادت باقی ہے امیدوار ہوں کہ بادشاہ کی توجہ سے اس میں ہوں"۔

اس مناظرہ کے نتیجہ کے سلسلہ میں شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی لکھتے ہیں[2]

"اس مباحثہ میں کئی روز لگے ایک ایک آدمی جن میں بعض افغان تمن دار بھی تھے۔ حاجی محمد یار سے متفق ہوئے شاہزادہ عظیم الشان بھی خفیہ

---

[1] تاریخ ہندوستان جلد نہم از شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی صفحہ ۳۷ (شمس المطابع دہلی ۱۸۹۸ء)

[2] تاریخ ہندوستان جلد نہم از مولوی ذکاء اللہ صفحہ ۳۷

013 www.taemeernews.com

اس جماعت کا طرفدار تھا آخر کو جب حیدر نے خطبہ کے لئے عرضی دی تو بادشاہ نے اس پر دستخط کئے کہ عالم گیر کے زمانے کی طرح خطبہ پڑھا جایا کرے اس طرح جھگڑا ختم ہوا کہتے ہیں کہ بادشاہ نے حاجی یار محمد اور دو اور فاضلوں کو جن سے وہ آشفتہ خاطر تھا ایک قلعہ میں بھیج دیا۔"

اس کے بعد سید برادران قطب الملک عبداللہ خاں (ف ۱۱۳۵ھ ۱۷۲۲ء) اور امیر الامراء حسین علی خاں (ف ۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ء) کا دور وزارت آیا اور ان دونوں بھائیوں نے اس قدر اقتدار اور غلبہ حاصل کیا کہ "بادشاہ گر" مشہور ہوئے وہ ملکی سیاست پر بہر طرح چھا گئے۔ ان کے عقائد و نظریات خوب اشاعت پذیر ہوئے اور انہیں قبول عام حاصل ہوا۔ امیر الامراء حسین علی خاں ہر مہینے کی گیارہ اور بارہ تاریخ کو مجلس منعقد کرتے تھے۔ صمصام الدولہ شاہنواز خاں لکھتے ہیں[1]

"احداث مجلس یازدہم و دوازدہم ہر ماہ در بلاد عظیمۂ دکن نمودہ کہ تا حال (سنہ ۱۱۶۰ھ) است"

فرخ سیر کے دور میں خاں دوراں خاں بخشی کے بھائی خواجہ محمد جعفر ایک متصوف تھے ان کے حالات میں تحریر ہے کہ ان کے گھر میں ائمہ طاہرین کی منقبت میں قوالیاں گائی جاتی تھیں۔ بعض مریدین و معتقدین سلام کی بجائے زمین بوس آداب کرتے تھے اور ائمہ اثنا عشریہ کی منقبت گاتے تھے ملتان کے ایک واعظ شیخ عبداللہ دار السلطنت دہلی پہنچے تو انہوں نے اس رجحان پر گرفت کی اور کہا کہ[2]

---

[1] مآثر الامراء جلد اول از صمصام الدولہ شاہنواز خاں صفحہ ۳۲۸ (کلکتہ ۱۸۹۰ء)
[2] تاریخ ہندوستان از شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ صفحہ ۱۲۱

014 www.taemeernews.com

"سجدہ سوائے معبود برحق کے کسی کو سزاوار نہیں اور سرود کا سننا بھی شریعت کے طریقہ کے خلاف ہے فقط حمد و منقبت اہل بیت کا سننا اور اصحاب کبار کے اسم اور ذکر کا نہ ہونا اسلام کے آئین اور طریقہ سے دور ہے"

اور شیخ عبداللہ ملتانی نے مسجد جامع میں جمعہ کے دن وعظ کہا کہ[1]

"حضرت علی داخل اہل عبا نہیں ہیں اور علوی کو سید نہیں کہہ سکتے اور جن پنجتن کو پاک کہتے ہیں یہ اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے کیا اور اصحاب کرام پاک نہ تھے"

انجام یہ ہوا کہ[2]

"جمعہ کے روز کچھ مغل زادے اوباش دمنع کربلا کی تسبیحیں گردن اور بازو میں ڈالے ہوئے وعظ کے وقت پہنچے اس پر یہ گمان ہوا کہ وہ شیخ عبداللہ کے قتل کرنے کو آئے ہیں.... شیخ عبداللہ کے ہواخواہوں نے فرخ سیر سے استغاثہ کی جس کا فیصلہ یہ ہوا کہ عبداللہ واعظ ملتان جلائے اور خواجہ جعفر شہر سے باہر نکلے"

دہلی میں عزاداری اور مرثیہ خوانی بڑے زوروں سے ہوتی تھی نواب درگاہ قلی خاں نے اس سلسلہ میں خاصی تفصیل دی ہے جس طرح دہلی میں "قدم شریف"

---

[1] تاریخ ہندوستان از شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ صفحہ ۱۲۱

[2] تاریخ ہندوستان جلد نہم صفحہ ۱۲۲

015 www.taemeernews.com

کے نام سے مجاوروں نے ایک فرضی زیارت گاہ قائم کر رکھی تھی اور مشہور کر دیا کہ یہ نقش قدم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے[1] اسی طرح امامیہ حضرات نے دہلی میں "شاہ مرداں" اور "پنجہ شریف"[2] کی زیارات قائم کیں اور مشہور کر دیا کہ یہ حضرت علی کا نقش قدم ہے[3] اس کی یہ کیفیت تھی کہ[4]

"ہر روز شنبہ زائرین اور حاجت مندوں کا بڑا ہجوم ہوتا اور ۱۲ار محرم کو (ہر روز زیارت خامس آل عبا) خصوصیت سے اہل عزا برسم پرسہ داری گریاں و نالاں حاضر ہو کر مراسم تعزیت بجا لاتے تھے اس روز کوئی متنفس ایسا نہ ہوتا تھا کہ زیارت سے محروم رہے"!

مرثیہ خوانی کا بڑا زور ہوتا تھا درگاہ قلی خاں ایک مرثیہ خواں کے متعلق لکھتے ہیں[5]

"بنائے مرثیہ بر عجب سوز و گداز می گزارد معدن اندوہ است

---

[1] قدم شریف کے فرضی ہونے کے متعلق ملاحظہ ہو "مخدوم جہانیاں جہاں گشت،" از محمد ایوب قادری صفحہ ۲۱۰-۲۲۱ (ادارہ تحقیق و تصنیف، کراچی ۱۹۶۳ء)

[2] "پنجہ شریف" کے متعلق مشہور ہے کہ وہاں حضرت علیؓ کی انگلیوں کے نشان ہیں اور دہلی میں یہ شیعوں کا مشہور قبرستان ہے ملاحظہ ہو نجوم السماء صفحہ ۳۶۲ و ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۲۰۰-۲۰۱

[3] ملاحظہ ہو مخدوم جہانیاں جہاں گشت صفحہ ۲۲۰-۲۲۱، "عوام کو بہکانے کے لئے ادبی" حیدر آباد (مغربی پاکستان) میں حضرت علیؓ کے نقش قدم اور ٹھٹھہ میں حضرت حسینؓ کے نقش قدم شیعہ مجاوروں نے مشہور کر دیئے ہیں

[4] مرقع دہلی از نواب درگاہ قلی خاں صفحہ ۴۲ (مقدمہ ۳۱) (متن، حیدر آباد دکن بن طباعت ندارد)

[5] مرقع دہلی صفحہ ۵۰-۵۱-۵۲

016 www.taemeernews.com

وکان الم مخزن مصیبت است و گنجینہ غم، میر اہتمام عاشور خانہ جاوید خاں است و بمراعات زائراں دلتعزیہ داراں، می پردازد

دوسرے کی کیفیت ملاحظ فرمایئے[۱]

"میر عبداللہ از تعزیہ داران جناب حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام است مرثیہ ہائے ندیم و حزیں راقسمے باہنگ ہائے حزین می خواند کہ بے اختیار شور از نہاد سامعاں برمی خیزد و از کثرتِ نوحہ و فریاد گوشِ فلک کرمی گردد..... در ماہ محرم مقدمش ہمہ جا واجب الاحترام، نوبت در تعزیہ خانہائے مردم عمدہ وار دمی شود و بتقدیم مراسم عزائی پرداز د خلائق در اماکن موعودہ بریک دگر سبقت جستہ ہجوم می نمایند"

ایک اور تعزیہ دار اور مرثیہ خواں کا ذکر ملاحظ ہو[۲]

"میر درویش حسین از تعزیہ داران خلب خاص آل عبا است و در تقدیم مراسم شیون بے ہمتا، آہنگ ہائے برجستہ، انتحالش پیش ہمہ کس مسلم الثبوت است وایراد را دخلے نیست"

دہلی میں تعزیہ داری دکن سے آئی دہلی کے رزیڈنٹ چارلس مٹکاف کے زمانے (۱۸۲۵ء تا ۱۸۲۷ء) میں تعزیہ داری کے موقعہ پر جھگڑا ہو گیا تو اس

---

[۱] مرقع دہلی صفحہ ۵۰-۵۱-۵۲

[۲] مرقع دہلی صفحہ ۵۳

017 www.taemeernews.com

نے مفتی اکرام الدین صدر الصدور دہلی (ف ۱۲۶۰ھ) سے اس کے آغاز و ابتدا کے متعلق استفسار کیا تو مفتی صاحب نے بتایا کہ [1]

"ماہ محرم از قدیم است مگر تعزیہ داری نبود ہرگاہ
اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ در دکن رفتند لشکریان شاہی
از عبداللہ پیرزادۂ دکن کہ در آنجا تعزیہ داری می کرد ایں رسم
آموختند از آں در شاہجہاں آباد نیز رسم تعزیہ داری جاری گردید"

یہ حالات تھے کہ حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی نے دو معرکۃ الآرا تصانیف "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" اور قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" تصنیف کیں ازالۃ الخفاء کے آغاز میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں [2]

"دریں زماں بدعت تشیع آشکارا شد و نفوس عوام
بشبہات ایشاں منشرب گشت"

مندرجہ بالا اقتباسات سے ہم اس دور کی عام مذہبی زندگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امراء و وزراء کی سرپرستی میں شیعیت اور تفضیلیت کو کس قدر فروغ ہو رہا تھا کہ ہر شخص اسی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ مذہب اور ادب ہر شعبۂ حیات میں اس کی چھاپ نظر آتی ہے! اردو شاعری کے اساطین شعراء میر (ف ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) فغاں (ف ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء) سودا (ف ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء) سوز (ف ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۸ء) میر حسن (ف ۱۲۰۱ھ / ۱۷۸۶ء)، انشاء (ف ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء)

---

[1] سیر کریمی از نواب کریم اللہ خاں رام پوری صفحہ ۶۳ (قلمی) مخزونہ صولتیہ لائبریری (رام پور)

[2] ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء از شاہ ولی اللہ دہلوی ص ۱ (مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ)

018 www.taemeernews.com

سلیمان شکوہ سلیمان (ف ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء) نظیر (ف ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء) آتش (ف ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۷ء) ناسخ (ف ۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۸ء) سب اسی جماعت کے ارکان ہیں اور اسی فکر و نظر کے مبلغ و منادی۔ شعراء اور مصنفین کے ذریعہ یہ افکار و خیالات خوب اشاعت پذیر ہوئے اور تفضیل شائع۔ شاہ فخر الدین دہلوی (ف ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء) وغیرہ نے تو اس لے کو اور آگے بڑھایا جس کی تفصیل حسب موقع پیش کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر ذاکر حسین رقم طراز ہیں [1]

"ہندوستان میں جن حضرات نے تصوف کے پردہ میں تبلیغ دین فرمائی ان کو تمام تر سنی المذہب قرار دینا غلط ہے اس لئے کہ اثنا عشری اور اسماعیلی شیعہ بھی تصوف کے بھیس میں ایران سے ہندوستان آتے رہے ہیں اور اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے رہے ہیں نزاری اور مستعلی اسماعلیوں کی تبلیغ تمام تر تصوف کے پردے میں ہوئی ہے چنانچہ نزاریوں کے پیر صدر الدین اور حسن کبیر الدین کا نام اس سلسلے میں کافی شہرت رکھتا ہے اثنا عشری علماء و مبلغین بھی تصوف کے پردے میں ہندوستان میں تبلیغ کرتے رہے ہیں جن کا ایک واضح اشارہ ابو الفضل نے بھی آئین اکبری میں کیا ہے۔"

یہ تو خاص مرکز دہلی کے حالات کا ایک ہلکا سا نامکمل جائزہ ہے دکن، سندھ اور بنگال کا بھی یہی حال تھا، دکن میں یہ پودا سب سے پہلے بار آور ہوا اور دکن کی شیعہ حکومتوں نے اس کو خوب پروان چڑھایا اس دور میں ایران سے امراء و علماء آئے اور دکن

---

[1] اردو مرثیہ اور شاہی سرپرستی از ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی بی اے پی ایچ ڈی (رضاکار لاہور الحسین نمبر ۱۹۶۳ء)

019 www.taemeernews.com

میں قیام پذیر ہو کر اپنے ادارے قائم کرکے امامیہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو گئے، آخر میں آصف جاہ نظام الملک نے حیدرآباد دکن میں جو ریاست قائم کی اس میں شیعہ امیروں، رئیسوں، زمینداروں اور جاگیرداروں کے غلبہ و اقتدار کی وجہ سے یہ افکار و نظریات خوب پھیلے، سندھ میں "امیران سندھ" کا بھی یہی مسلک تھا۔ تاریخ و ادب اور شعر و شاعری سب میں ان ہی افکار و خیالات کی صدا گونجتی نظر آ رہی ہے سندھی ادبی بورڈ نے اس دور کا جو فارسی لٹریچر شائع کیا ہے اس میں اس کی بھرپور تفصیل ملتی ہے یہاں صرف ایک مثال ملا محمد معین سندھی (ف ۱۱۶۱ھ / ۴۸-۱۷۴۷ء) مصنف "دراسات اللبیب" کی پیش کی جاتی ہے کہ ایک طرف تو وہ "غیر مقلدیت" کے مبلغ ہیں تو دوسری طرف "رفض و شیعیت" میں ڈوبے ہوئے ہیں [1] اور یہ اس دور کے متصوفین، شعراء اور امراء کا عام رجحان تھا، "امیران سندھ" کے اقتدار کی آخری نشانی "ریاست خیرپور" تھی کہ جس نے اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری کو پوری مستعدی سے پورا کیا۔ سندھ کے دوسرے امیروں اور متصوفین کا بھی یہی حال تھا، تاریخ اوچ کے مؤلف مولوی محمد حفیظ الرحمٰن بہاولپوری (ف ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء) "اوچ میں شیعیت کا آغاز" کی سرخی کے تحت رقمطراز ہیں [2]

---

[1] دراسات اللبیب کو مولانا محمد عبدالرشید نعمانی نے ایڈٹ کیا ہے اس کے مقدمہ میں انہوں نے ملا محمد معین کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں اور ان کے افکار و معتقدات کا جائزہ لیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ دراسات اللبیب صفحہ ۱ - ۱۰۷ (سندھی ادبی بورڈ۔ کراچی ۱۹۵۷ء)

[2] تاریخ اوچ از مولوی محمد حفیظ الرحمٰن صفحہ ۱۱۶ (دہلی ۱۹۳۱ء)

020 www.taemeernews.com

"جندوڈہ شاہ نے سندھ میں بالغ ہو کر ایک طوائف گوہر خاتون سے نکاح کر لیا اور میر سہراب خاں تالپور کے اثر تربیت و صحبت سے مذہب شیعہ اختیار کر لیا اور ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں اپنے مریدوں کی ایک جماعت کے ساتھ اوچ میں وارد ہوا اور مخدوم ناصرالدین سادس کے لقب سے سجادہ نشین خانقاہ حضرت جلال (بخاری) (مخدوم جہانیاں جہاں گشت) بن گیا..... جندوڈہ شاہ پہلا سجادہ نشین اوچ بخاری ہے جس نے سندھ سے مسلک شیعہ لاکر اوچ اور ریاست بہاولپور میں مروج کیا!"

عہد فیروزی کے مشہور سہروردی بزرگ مخدوم جہانیاں جہاں گشت (م ۷۸۵ھ/۱۳۸۴ء) کی خانقاہ کا یہ حال ہے اور اس کے سجادہ نشین اب اہل تشیع ہیں۔

بنگال اس معاملہ میں سب سے آگے تھا نظامت مرشد آباد کے بانی "مرشد قلی خاں ایک شیعہ امیر تھے۔ اس کے بعد جب مسند مرشد آباد پر علی وردی خاں کی بالادستی قائم ہوئی تو مرشد آباد اور عظیم آباد اس تحریک کے دو خاص مرکز قائم ہو گئے علی وردی خاں نے ان رجحانات کی اشاعت میں خاصا حصہ لیا ان کے زمانے میں فضلائے ایران جوق در جوق بنگال و بہار میں پہنچے اور حکومت کی سرپرستی میں اپنے عقائد و افکار کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہوئے۔ نواب علی وردی خاں مہابت جنگ خود بھی روزانہ بعد عصر ان ایرانی افاضل و اکابر کے ساتھ مجلس مذاکرہ منعقد کرتے اس مجلس میں سید الافاضل میر محمد علی فاضل، تقی قلی خاں، حکیم ہادی خاں میرزا محمد حسین صفوی وغیرہ شریک ہوتے کتاب کافی مصنفہ شیخ محمد بن یعقوب کلینی

021 www.taemeernews.com

سے دو احادیث روزانہ پڑھی جاتیں اور میر محمد علی فاضل اس کی شرح کرتے تھے[۱]
غلام حسین طباطبائی نے سیر المتاخرین کی ایک فصل میں ان افاضل ایران کا تفصیل سے ذکر کیا ہے[۲] جو علی وردی خاں کے زمانے میں وارد بنگال و بہار ہوئے
ان حضرات کی تبلیغ کا انداز بھی خوب تھا۔ غلام حسین طباطبائی مؤلف سیر المتاخرین کی نانی کے حقیقی چچا شاہ حیدری کربلائی حائری تھے وہ اپنے معتقدات میں بہت پختہ تھے[۳]

"در تشیع نہایت دبے باک ودر کمال استغنا بود

شاہ حیدری بھاگل پور (بہار) میں مقیم تھے وہاں کے ایک رئیس محمد غوث خاں بیمار ہوئے تو ان شاہ صاحب نے کس طرح اپنے معتقدات کی تبلیغ کی ملاحظہ ہو[۴]

"محمد غوث خاں اتفاقاً بیمار شد و بیماریش اشتداد یافتہ، از حیاتش امیدے نماند، دراں وقت شاہ حیدری کہ از مباینت مذہبش نفور اما از شجاعتیش راضی ومسرور بود لبسر وقتش رسیدہ لبشرط قبول مذہب تشیع ضامن شفائے اد شد واد قبول نمود و شفا یافت وارادت کامل با شاہ حیدری بہم رسانیدہ، مع اولاد مطیع ومنقادش بود۔"

---

[۱] ملاحظہ ہو سیر المتاخرین از غلام حسین طباطبائی صہ ۶۰۹ - ۶۱۰ (نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۷ء)

[۲] سیر المتاخرین صہ ۶۱۵ - ۶۲۰

[۳، ۴] سیر المتاخرین صہ ۶۱۳

022 www.taemeernews.com

اس کے بعد ہم اودھ کی حکومت کا جائزہ لیتے ہیں اس کا مدت قیام بھی زیادہ رہا اور اس کے حکمرانوں نے اپنے اپنے عقائد وافکار کی اشاعت میں بہت سرگرمی دکھائی اس حکومت کے بانی برہان الملک سعادت خاں (ف ۱۱۵۱ھ / ۱۷۲۹ء) ہیں جن کو پہلے مرشد قلی خاں، ناظم مرشد آباد کی سرپرستی حاصل رہی ۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۰ء میں وہ اودھ کے مستقل صوبے دار ہوئے برہان الملک کی پیشانی پر سب سے بڑا داغ یہ ہے کہ انہوں نے نادر شاہ کے ہاتھوں دہلی کو تباہ و برباد کرایا۔ حکیم نجم الغنی خاں تاریخ مظفری کے حوالے سے لکھتے ہیں [1]

"روز دیگر فردوس آرام گاہ خلعت میر بخشی گری بہ نظام الملک فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خاں برہان الملک کہ امیدوار ایں خدمت بود از حد کبیدہ خاطر گشت و نادر شاہ را بہ رفتن دار الخلافہ شاہجہاں آباد ترغیب نمود و او نمک حرامی ادا کردہ خزائن و دفائن آنجا گوش زد کرد"

مفتاح التواریخ میں بھی اس بات کی تصریح کی ہے

"از گفتن او (برہان الملک) نادر شاہ از میدان قتال کرنال بہ بہانۂ ضیافت در قلعہ شاہجہاں آباد داخل شدہ والا ارادۂ نادر شاہ چنیں نہ بود چنانچہ تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد چنیں یافتہ اند ۶ بے سعادت نمک حرام مرد"

---

[1] تاریخ اودھ جلد اول از حکیم نجم الغنی صہ ۱۸ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۹ء)

023 www.taemeernews.com

برہان الملک کے بعد ان کے جانشین ان کے داماد ابو المنصور خاں صفدر جنگ (ف ۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۴ء) ہوئے جنہوں نے دہلی کی مرکزی حکومت میں وزارت کا منصب حاصل کیا۔ صوبہ اودھ سے ملی ہوئی فرخ آباد اور روہیل کھنڈ کی ریاستیں تھیں جن کے حکمراں بنگش اور روہیلہ پٹھان تھے مذہباً یہ لوگ سنی تھے۔ اختلافِ مذہب کی وجہ سے ان دونوں ریاستوں کا وجود صفدر جنگ کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا اور انہوں نے ان دونوں مسلم ریاستوں کو ختم کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، ان کی اس آرزو کی تکمیل ان کے بیٹے شجاع الدولہ اور پوتے آصف الدولہ کے ہاتھوں ہوئی۔ برہان الملک اور صفدر جنگ کے زمانے میں بہت سے ایرانی اودھ میں آئے اور حکومت کے نظم و نسق میں ہاتھ بٹایا نجم الغنی خاں لکھتے ہیں[۱]

"ان (صفدر جنگ) کی سرکار میں سوارانِ مغلیہ بیس ہزار تھے لیکن اکثر ہندوستانی بھی صفدر جنگ کا ادھر سلامی باگران کا سا لباس پہن کر بات چیت کرتے تھے اور تنخواہ پاتے تھے۔"

صاف ظاہر ہے کہ فوج کی ملازمت کے لئے ایرانی لباس و زبان ضروری تھے تو الناس علیٰ دین ملوکہم کے مصداق معلوم نہیں کتنوں نے آبائی عقائد کو خیرباد کہا ہوگا۔ اختلافِ مذہب کی وجہ سے ان دونوں حکمرانوں کے زمانے میں سنی علماء و مشائخ کی بہت سی جائدادیں ضبط ہوگئیں۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں[۲]

۱؎ تاریخ اودھ جلد اول از نجم الغنی خاں صفحہ ۲۹۷

۲؎ مآثر الکرام جلد اول از غلام علی آزاد صفحہ ۲۲۲ (آگرہ ۱۹۱۰ء)

024 www.taemeernews.com

"تا حدود سنہ ۱۱۳۰ھ ہنگامۂ علم و علماء دریں گل زمین (بلگرام) گرمی داشت تا آنکہ برہان الملک سعادت خاں نیشاپوری در آغاز جلوس محمد شاہ حاکم اودھ شد و اکثر بلاد عمدہ صوبہ الہ آباد نیز دار الخیور جون پور و بنارس و غازی پور و کڑہ و مانک پور و کوڑہ جہاں آباد وغیرہا ضمیمہ حکومت گردید و وظائف و سیور غالات خانوادہائے قدیم و جدید یک قلم ضبط شد و کار شرفا و نجباء بہ پریشانی کشید، و اضطرار مردم آنجا از کسب علم باز داشتہ ..... و رواج تدریس و تحصیل بآں درجہ نماند، و مدارسے کہ از عہد قدیم معدن علم و فضل بود یک قلم خراب افتاد و انجمن ہائے ارباب کمال بیشتر برہم خورد، انا للہ و انا الیہ راجعون، و بعد ارتحالِ برہان الملک نوبت حکومت بخواہر زادۂ او ابو المنصور خاں صفدر جنگ رسید و وظائف و اقطاعات بدستور زیر ضبط ماند و در اواخر عہد محمد شاہ سنہ ۱۱۵۹ھ صوبہ داری الہ آباد نیز صفدر جنگ مقرر شد و تتمہ وظائف آں صوبہ کہ تا حال از آفت ضبط محفوظ ماندہ بود بضبط درآمد و در عہد جہاں دار شاہ، صفدر جنگ بپایۂ وزارت اعلیٰ صعود نمود و نائب صوبہ کار بر ارباب وظائف تنگ تر گرفت و تا حین تحریر کتاب ایں دیار پامال حوادث روزگار است۔"

جلد دار اور املاک کی واگزاری کے لئے بہت سے قدیم خاندانوں نے اپنے

025 www.taemeernews.com

آبائی مذہب کو خیر باد کہہ دیا۔ اس سلسلہ میں مآثر الکرام کے مقدمہ میں بابائے اردو مولوی عبدالحق لکھتے ہیں [1]

"ایک بات تاریخی حیثیت سے اس تذکرہ میں خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ ان علماء و فضلائے بلگرام میں سے جن کا اس میں ذکر ہے ایک بھی اہل تشیع میں سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ نے وہاں بعد کے زمانے میں رواج پایا"

حقیقت یہ ہے کہ سادات بلگرام نے معاشی اور معاشرتی مجبوریوں سے پہلے تفضیلیت اور پھر شیعیت اختیار کی اور آخر زمانے میں تو یہ رنگ بہت پختہ ہو گیا۔ یہاں کی تعزیہ داری نے دور و نزدیک شہرت پائی بلگرام کے صرف ایک محلہ میدان پورہ کی تعزیہ داری کا حال ملاحظہ ہو [2]

"۱۰ محرم کو گیارہ بجے تک کل محلہ میدان پورہ کے تعزیے جن کی فہرست درج ذیل معہ بنانے والوں کے ہے جو تعداد میں چوبیس، پچیس کے ہوتے اور ہمراہ سفید تعزیہ کے گشت میں شامل رہ کر کربلا جاتے مشہور تعزیوں میں بیٹوں کا تعزیہ، کنجڑوں کا تعزیہ، کرم میاں پیرزادہ کا تعزیہ، رسول بخش کا تعزیہ، حیدری پنجہ بند کے تعزیے تھے اس کے بعد بز قصابوں کا، قصابوں، خیاطوں، معماراں، جوگیاں، نوربافاں، گاذراں کے تعزیے امام باڑے میں آکر شریک گشت ہوتے تھے اہل ہنود کے یہ لوگ تعزیہ

---

[1] مآثر الکرام جلد اول (مقدمہ) صفحہ ۱۴

[2] تاریخ خطۂ پاک بلگرام از قاضی شریف الحسن بلگرامی صفحہ ۲۵۸ (علی گڑھ ۱۹۶۰ء)

026 www.taemeernews.com

بناتے تھے اور شریک عزاداری ہوتے تھے، ایشری شاہ بقال، ہیرالال بھوبھوجی، سوہن بقال، گوکل تنبولی، لچھمن بقال، سوہن نجار..... قریب ۵ بجے دن کے جبکہ تعزیہ متصل مکان مولوی محمد عالم صاحب پہنچتا تو شیخ مظہر حسین مذکور مرثیہ

قتل جب رن میں ہوا سبط رسول الثقلین

خاص اپنے چیدہ بازوؤں کے ساتھ بہت شان سے پڑھتے اس مرثیہ میں ہندی کے الفاظ کی ٹیپیں ہیں جو بہت درد آمیز اور بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ اس مرثیے کے سننے کے واسطے تمام بلگرام کے معززین اہل ہنود اور حکامان تحصیل دتھانہ آتے تھے مجمع نہایت کثیر اور پر رونق ہوتا تھا ہجوم مردماں کی وجہ سے مرثیہ خوان بمشکل ایک دو ہاتھ سے زیادہ نہیں پڑھ سکتے تھے اس مرثیے کا جواب بھی اہل ہنود ہی پڑھا کرتے تھے بعدہٗ واپسی تعزیہ از کربلا تمام بزرگوار و اہالیان محلہ امام باڑہ میں موجود ہو کر غم امام علیہ السلام میں شریک ہوئے اور مجلس شربت کی ہوتی اور یہی مجلس سوم اور چہلم کو کربلا میں ہوا کرتی تھی۔

اودھ اور روہیل کھنڈ میں تعزیہ داری کا یہ رنگ بھی نوابان وشاہان اودھ کی ترغیب و تحریص اور ان کی سرپرستی کی وجہ سے پیدا ہوا، بلگرام کی تعزیہ داری کی جو تفصیل بیان ہوئی ہے نام و مقام کو چھوڑ کر کم و بیش روہیل کھنڈ کے شہر و قصبات میں بھی تعزیہ داری کا یہی انداز تھا۔ تقسیم ہندوستان سے قبل، ۲ نولہ، بدایوں، اوجھیانی،

027 www.taemeernews.com

بریلی، سنبھل، بہیت، رام پور اور امروہہ وغیرہ میں اسی زور و شور سے تعزیہ داری ہوتی تھی۔ آج کراچی میں تقسیم کے بعد سے تعزیہ داری کا رنگ اس سے بھی چوکھا ہو گیا ہے بات ذرا آگے بڑھ گئی ذکر تھا صفدر جنگ کے جائدادوں کے ضبط کرانے کا آئینہ اودھ کے مؤلف ابوالحسن مانکپوری لکھتے ہیں۔

"سادات موضع بتی، پرگنہ سہوہ دفتح پور خاص میں مقیم ہوئے مدت تک اولاد ان کی بہ مذہب آبائی (اہل سنت) قائم رہی لیکن بعہد ریاست ابوالمنصور خاں صفدر جنگ مذہب امامیہ اختیار کرتے گئے" [1]

"ان (سید غلام حسین ثانی ساکن بہرائچ) کے دو پسر غلام محمد و غلام رسول ثانی (ہوئے) یہ معاصر تھے نواب شجاع الدولہ بہادر کے، بعد شکست بکسر کے جب صلح نامہ گورنمنٹ انگلشیہ سے ہوا تو نواب ممدوح الذکر نے حکم ضبطی کل معافیات صوبہ اودھ کا صادر کیا یہ دونوں بھائی بہ طمع بحالی معافی بہ تبدیلی مذہب آبائی (اہل سنت) پابند مذہب امامیہ ہو گئے" [2]

صفدر جنگ کے بعد شجاع الدولہ (ت ۱۱۸۸ھ ۱۷۷۵ء) سریر آرائے حکومت ہوئے وہ اپنی مذہبی پالیسی میں اپنے والد بزرگوار کے سختی سے پابند رہے بلکہ ان کے زمانے

---

[1] آئینہ اودھ از ابوالحسن مانک پوری صفحہ ۱۱۹ (مطبع نظامی کانپور ۱۸۸۰ء)

[2] آئینہ اودھ صفحہ ۱۵۵

028 www.taemeernews.com

میں یہ پودا اور بھی برگ و بار لایا۔ انہوں نے فرخ آباد کے بنگش اور روہیل کھنڈ کے روہیلہ حکمرانوں کا پورے طور سے استیصال کیا۔ احمد خاں بنگش کے صاحبزادے نواب دلیر ہمت خاں مظفر جنگ (ف ۱۲۱۱ھ / ۱۷۹۶ء) کے زمانے میں ۱۷۷۳ء میں ریاست فرخ آباد شجاع الدولہ کے ماتحت ہو گئی اور ۱۷۷۳ء نواب مظفر جنگ نے باقاعدہ شیعہ مسلک اختیار کر لیا۔ لوح تاریخ (تصنیف ۱۲۵۵ھ) کے مولف منور علی خاں لکھتے ہیں[1]

"کول (علی گڑھ) کی راہ میں ایک قصبہ جلالی ہے کہ سید اس میں رہتے ہیں وہاں محرم کا چاند دکھائی دیا تب نواب شجاع الدولہ نے وہیں قیام کیا اور تعزیہ داری وہیں کی۔ امام باڑہ کپڑے کا کھڑا کیا گیا اور چاندی کے تعزیے رکھے گئے جو امیروں کے ہمراہ سفر میں ہوتے ہیں چنانچہ نواب مظفر جنگ اس مقام پر شیعہ ہوئے۔"

شجاع الدولہ نے جلالی میں ایک صاحب حکیم خیرات علی کے امام باڑے کے لئے چار گاؤں مال پور، کمال پور، نور پھتہ اور نرولی معاف کئے[2]

۱۷۷۴ء میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کی مدد سے روہیلوں پر چڑھائی

---

[1] لوح تاریخ از منور علی خاں ورق ۱۲۰ الف (قلمی، سال کتابت ۱۲۷۳ھ) (مخزونہ مسلم یونیورسٹی، لائبریری، علی گڑھ)

[2] حیات حافظ رحمت خاں از سید الطاف علی بریلوی صفحہ ۲۵۹ (طبع ثانی، کراچی ۱۹۶۳ء)

029 www.taemeernews.com

کردی، روہیلہ سردار حافظ الملک حافظ رحمت خاں میراں پور کٹرہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ تمام ریاست روہیل کھنڈ پر شجاع الدولہ کا قبضہ ہو گیا اور اس کی ایک دیرینہ آرزو پوری ہو گئی۔ اہل روہیل کھنڈ کو سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ شہر و قصبات بری طرح تاراج کیے گئے، امراء و رؤسا اور علماء و مشائخ کو سخت تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ شعائر اسلامی کی اعلانیہ بے حرمتی کی گئی۔ شیو پرشاد کی کتاب فرح بخش کے حوالہ سے نجم الغنی خاں لکھتے ہیں[۱]

"مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں اور مقبروں میں تلنگے گوبر سے چوکا دیتے اور کھانا پکاتے ہیں، آنولہ نواب علی محمد خاں کے عہد میں دارالاسلام تھا اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتھ آبادی میں ترقی دی تھی قلعہ اور مسجدیں تعمیر کرائی تھیں آنولہ کی دینداری پر بلاد اسلام کو رشک تھا شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہنچی کہ آخون محمد رحیم کی مسجد میں جو ایک مقدس اور مجتہد شخص تھے رنڈیاں اور فاحشہ عورتیں رہنے لگیں اور اعلانیہ ان میں بیٹھ کر کسب کراتیں بدفعلی میں مشغول رہتیں ان سے کوئی یہ تعرض نہیں کرتا کہ تم مسلمانوں کے ایک مقدس مقام میں ایسا کیوں کرتی ہو۔"

شجاع الدولہ نے فتح روہیل کھنڈ کے سلسلہ میں مشہور حق گو صوفی شیخ، پیرزادہ مدن کی جائداد ضبط کر لی اور ان کو قید کر دیا، قید ہی میں ان کا انتقال ہوا یہ وہی شاہ

---

[۱] تاریخ اودھ جلد دوم از نجم الغنی خاں صفحہ ۲۰۱ (نول کشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۹ء)

030 www.taemeernews.com

مدن ہیں جن کے متعلق مشہور ہے

بڑھائی شیخ نے داڑھی اگرچہ سن کی سی
مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

ضبطی جائداد کے سلسلہ میں ہم عصر مورخ منشی فیض بخش بن غلام سرور کاکوروی مرتب "رقعات لچھمی نرائن" لکھتے ہیں[1]

"بعد انقضائے مدت دہ سال کہ صحبت شاہ مدن بجہات شتی کہ اظہار آں محض طول مقال است از وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر برہم خوردہ دیہات جاگیر الشاں کہ قریب بہ محاصل یک لکھ روپیہ بود بہ ضبط سرکار دولت مدار درآمد شاہ موصوف باایں ہمہ طنطنۂ مشیخت وسیادت محبوس زنداں شدند"

اس سلسلہ میں مزید تفصیل نامہ مظفری میں ملاحظہ ہو[2]

"شجاع الدولہ کے سالے نواب سالار جنگ جو بہو بیگم کے بھائی تھے وہ نہایت متعصب وحاسد شخص تھے شاہ (مدن) صاحب کے احترام سے انہیں دلی عناد تھا اکثر وہ شجاع الدولہ کے دل میں شاہ صاحب کی برائیاں جماتے تھے شاہ صاحب حافظ الملک کے ضرور طرفدار تھے

---

[1] رقعات لچھمی نرائن مرتبہ منشی فیض بخش بن غلام سرور کاکوروی صفحہ ۵ (مطبع جعفری، کان پور ۱۲۷۸ھ)

[2] نامہ مظفری حصہ دوم از منشی محمد مظفر حسین خاں صفحہ ۲۴۰-۲۴۱ (مطبع مجتبائی لکھنؤ ۱۹۱۷ء)

031 www.taemeernews.com

کیونکہ حافظ الملک شاہ صاحب کے ارادت مند تھے بلکہ بعض راوی حافظ صاحب کو شاہ صاحب کا مرید بتلاتے ہیں اس وجہ سے شجاع الدولہ نے شاہ صاحب پر حافظ الملک سے سازش رکھنے کا الزام لگایا اور ان کی جاگیرات ضبط کرلیں اور صرف اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ یہاں تک ظلم کیا کہ شاہ آباد کے قیام میں اثاث البیت اور مستورات کے زیورات تک شاہ صاحب سے منگوا لئے اس کے چھ ماہ کے بعد شاہ مدن صاحب نے انتقال کیا شاہ صاحب کے صبر اور حافظ الملک کے خون ناحق نے شجاع الدولہ کو ایک سال بھی خوشی نصیب نہ ہونے دی حافظ الملک کے قتل کرانے کے نو مہینے بعد اور شاہ مدن صاحب کے انتقال کے تین ماہ کے بعد عین شباب میں ۴۵ برس کی عمر میں ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ کو شجاع الدولہ نے انتقال کیا۔"

شجاع الدولہ کے عہد کے دو واقعات کی طرف اشارہ کرنا اور ضروری ہے کہ اس کے عہد میں اس زمانے کے دو نامور فاضل ملا عبدالعلی بحرالعلوم (ف ۱۲۳۵ھ / ۱۸۲۰ء) اور ملا محمد حسن فرنگی محلی (ف ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء) اختلاف عقائد کی وجہ سے لکھنؤ سے خارج البلد کئے گئے اور ان ہستیوں کو پھر کبھی اپنا وطن دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ملا عبدالعلی بحرالعلوم نے ساری عمر شاہجہاں پور، رام پور، بنگال اور مدراس میں غریب الوطنی میں گزاری اور مدراس ہی میں پیوند خاک ہوئے ملا محمد حسن نے رام پور میں سکونت اختیار کرلی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ لکھنؤ کی سرزمین ان افاضل پر فخر کرتی ہے مگر یہ حقیقت بھی ہے کہ اہل لکھنؤ اور حاکم لکھنؤ (شجاع الدولہ) نے ان کے ساتھ کیا ننگ انسانیت سلوک

032 www.taemeernews.com

کیا ۶ آسماں راحق بود گر خوں ببارد بر زمین

ملا عبد العلی بحر العلوم کے سلسلہ میں مولانا فضل امام خیر آبادی لکھتے ہیں[۱]

"بعد ازاں بہ سببے از اسباب از لکھنؤ برآمدہ چندے در رام پور

ماندد آنجا بہ افادہ و افاضہ پرداختند"

مؤلف اغصان اربعہ اس سبب کی کسی قدر نشان دہی کرتے ہیں[۲]

"در اوائل حال او (ملا عبد العلی بحر العلوم) را سانحۂ عظیمے در وطن

پیش آمد، بہ سبب آں صورت قیام در آنجا مناسب ندیدہ، ہر چند

اعانت و امداد از خویشاں و عزیزاں درخواست، آنہا ہم شریک

او گشتند لاکن گفتند کہ مایاں مدام در خانہ نمی باشیم ..... ملا مذکور

فساد ارباب شہر دیدہ قیام دریں شہر نتوانست دراہی شاہجہاں پور

گشت حاکم آنجا حافظ رحمت خاں مرحوم آمدن فرزند مولانا نظام الدین

در ملک خود غنیمت دانست بکمال اعزاز و اکرام او را گرفتہ وجہ

معقول برائے مصارف طلبہ علم مقرر ساخت و نواب شاہجہاں پور عبد اللہ

خاں مرحوم آمدہ اندرون قلعہ در حویلی خود او را اجداد تا حیات حافظ

رحمت خاں مرحوم ہماں جا سکونت داشت"

---

[۱] تراجم الفضلاء از فضل امام خیر آبادی صہ ۱۲ (پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی ۱۹۵۶ء)

[۲] اغصان الاربعہ للشجرۃ الطیبہ از ولی اللہ لکھنوی صہ ۱۲۲-۱۲۳ (مطبع کارنامہ فرنگی محل لکھنؤ ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء)

033 www.taemeernews.com

واقعہ یہ تھا کہ بلگرام کا ایک رئیس نور الحسن خاں ملا بحر العلوم کے مدرسہ کے پاس ان کے ایک عزیز مولوی محب اللہ کے مکان میں علاج کی غرض سے مقیم تھا محرم کا مہینہ آگیا اس رئیس نے وہاں تعزیہ منگوایا اس بات پر جھگڑا ہو گیا بحر العلوم کی جان کے لالے پڑ گئے ان کو لکھنؤ چھوڑنا پڑا اور پھر کبھی وطن نصیب نہ ہوا۔

ملا حسن بھی اسی نوع کے قضیے میں لکھنؤ سے نکالے گئے۔ مؤلف اغصان الاربعہ لکھتے ہیں:[1]

"بشرارت بعضے از حساد مفسدۂ عظیم در وطن رو داده که در آں اہلاک خود را مشاہدہ ساخت و قیام وطن ممکن ندانسته راہ روہیل کھنڈ شد و بقیہ عمر در حمایت حکام آں ملک بسر برد در رام پور وفات یافت۔"

شجاع الدولہ کے بعد نواب آصف الدولہ (ف ۱۲۱۲ھ/۱۷۹۷ء) مسند نشین حکومت ہوئے چونکہ فتح روہیل کھنڈ کے بعد جلد ہی شجاع الدولہ کا انتقال ہو گیا تھا لہٰذا نظم و نسق کے قیام کی تمام پالیسی آصف الدولہ کو وضع کرنی پڑی، آصف الدولہ نے بڑی حد تک اپنے باپ اور دادا کی روایات کو برقرار رکھا، قدیم جاگیر داروں کی جاگیریں ضبط ہوئیں۔ روہیلوں کے مرکزی مقامات کے محلات اور سرائیں ضبط ہو کر ان شیعہ عمال اور افسران کو ملیں جو آصف الدولہ کی طرف سے ان مقامات پر مقرر ہوئے آنولہ میں نواب علی محمد خاں کے قلعہ میں شیعہ سادات آباد کیے گئے۔ یہ لوگ سنہ ۱۹۴۷ء تک قلعہ کے ایک حصہ چوبرجی میں قابض و دخیل رہے، تقسیم

---

[1] اغصان الاربعہ صفحہ ۸

ہند کے لبد یہ تتر بتر ہو گئے، سید الطاف علی بریلوی لکھتے ہیں لہ

"شاہان اودھ کے عہد حکومت میں اہل تشیع حضرات کی مہذب و ذی علم آبادی کا کافی اضافہ ہوا روہیل کھنڈ کے ہر ایک ضلع میں ہمارے ان بھائیوں کے مشہور خاندان آکر سکونت پذیر ہو گئے اور حکومت کی جانب سے ان کو معقول زمینداریاں اور جاگیریں عطا کی گئیں۔ بریلی میں حسینی باغ گزری کی مسجد اور آصف الدولہ کا کالا امام باڑہ وغیرہ اسی عہد کی مشہور یادگاریں ہیں۔"

محرم کی عزاداری کے سلسلہ میں بریلوی صاحب رقم طراز ہیں ٢ہ

"سرزمین روہیل کھنڈ میں موجودہ زمانے کی سی دھوم دھام کی محرم داری جس میں باجے تاشے، نوبت، علم، تخت، تعزیوں وغیرہ کے جلوس نکالے جاتے ہیں اس کا روہیلوں کے دور حکومت یا اس سے قبل کے زمانے میں جہاں تک تحقیق کی گئی، وجود نہیں ملتا، اس قسم کی تعزیہ داری کا سلسلہ لبعد شہادت حافظ الملک والیانِ اودھ کے بست و ہفت سالہ عہد سلطنت میں شروع ہوا، کالا امام باڑہ تعمیر کردہ نواب آصف الدولہ اور بریلی میں شیعہ حضرات کی دوسری عمارتیں بھی اسی زمانے کی یادگار ہیں۔"

لبو لی میں نواب دوندے خاں کا تعمیر کردہ شیش محل تھا اس کی ایک پرانی محل سرا میں میر مشرف علی کو مقیم کیا جو شجاع الدولہ کے زمانے میں ایران سے وارد لکھنؤ

لہ حیات حافظ رحمت خاں (طبع دوم) صفحہ ۱۸۴

٢ہ حیات حافظ رحمت خاں (طبع دوم) ص ۳۳۵ — ۳۳۶

035 www.taemeernews.com

ہوئے تھے، ان کی اولاد تقسیم ملک تک اس محل سرا میں رہتی تھی اور یہ حصہ حویلی سادات کہلاتا تھا۔ اس خاندان کے آخری نمائندے سید محمود علی تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بسولی میں وہ فوت ہوئے۔ اسی طرح اودھیانی کا قلعہ جو نواب عبداللہ خاں ولد نواب علی محمد خاں کا تعمیر کردہ تھا وہ بھی شیعہ سادات کو ملا۔ اس خاندان کے آخری آدمی سید شیدا علی بن سید حمزہ علی تھے، آصف الدولہ کے زمانے میں اودھیانی میں (محلہ ساہوکارہ) ایک وسیع اور عالی شان امام باڑہ بھی بنا تھا نواب آصف الدولہ نے خادم حسین خاں متولی امام باڑہ کو چھ گاؤں برائے امام باڑہ وقف کئے تھے، اس امام باڑہ کی تمام عمارت ختم ہو گئی صرف صدر دروازہ باقی ہے اس خاندان کے آخری آدمی مرزا صفدر حسین تھے جو کراچی میں اندھے ہو کر مرے انہوں نے امام باڑہ کی تمام موقوفہ جائداد موضع نناکھیڑہ اور بسید پور (ضلع بدایوں) بیچ کر خرد برد کر دی تھی۔

غرض کہ آصف الدولہ کے دور میں روہیل کھنڈ میں اثنا عشری مسلک کی خوب نشر و اشاعت ہوئی۔ حکومت کی طرف سے تحریص و ترغیب اور تنبیہہ و تخویف کے حربے بھی استعمال کئے گئے گزیٹیر مراد آباد کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہو[1]

"اکبر کے عہد سے (نوابان) اودھ کے تسلط و حکومت کے ابتدائی زمانہ تک) امروہہ کے تمام سید متوخر الذکر مذہب (اہل سنت و جماعت) کے پابند تھے۔ نوابانِ اودھ چونکہ بذات خود غالی شیعہ تھے اس لئے امروہہ کے بہت سے سیدوں نے اپنا قدیم مذہب[2] (شیعیت)

---

[1] گزیٹیر مراد آباد صفحہ ۱۰۴ (مطبوعہ الہ آباد سنہ ۱۹۱۱ء)

[2] گزیٹیر کا یہ بیان درست نہیں کہ ان کا قدیم مذہب شیعہ تھا بلکہ ان کا قدیم مذہب اہل سنت و جماعت تھا

036 www.taemeernews.com

پھر اختیار کرلیا اور اس طرح تبدیل مذہب کرنے سے انہیں بہت سے دنیوی فوائد بھی، صحرائی وسکنائی جائداد و املاک کے حصول کی صورت میں حاصل ہو گئے۔

اس سلسلہ میں آل حسن نخشبی مولف تخبۃ التواریخ کا بیان ملاحظہ ہو لہ

"سید علی احمد در ابتدا مذہب قدیم اہل سنت وجماعت داشت چوں اور او ہم دیگر سادات جاگیرداران امروہہ رلپئے استخلاص محال جاگیر ضبط کردۂ نواب آصف الدولہ کہ درآں وقت متصرف ایں ممالک بود اتفاقاً بہ لکھنؤ افتاد و چندگاہ آنجا اقامت اختیار کردند صحبت ہائے شیعان آنجا کہ معاون کار آناں بودند، بر داشتند، الصحبۃ مؤثرۃ" مذہب تشیع اختیار کردند پیش ازو دریں سلسلہ کسے متہم بہ شیعیت نہ شد"

مولوی محب علی خاں عباسی مؤلف آئینہ عباسی اس مسلک کی اشاعت کا چشم دید حال اس طرح بیان کرتے ہیں لہ

"اس شہر (امروہہ) میں بعد سالار غازی کہ آٹھ سو برس ہوئے ہونگے اہل اسلام سادات وشرفا بود و باش رکھتے ہیں سب کا ایک مذہب حق اہل سنت وجماعت تھا جیسا کہ آثار واطوار وتصانیف واخبار سے بخوبی

لہ بحوالہ تاریخ امروہہ جلد اول از محمود احمد عباسی ص ۲۶۹ (دہلی ۱۹۳۰ء)

لہ بحوالہ تاریخ امروہہ جلد اول ص ۲۷۰

037 www.taemeernews.com

ثابت ہے اب عرصہ ۵ ، برس سے بوجہ آنے عمل داری نواب وزیرکہ وہی اس مذہب .... کیا موجد ہندوستان میں ہے بمجواے الناس علیٰ دین ملوکہم بعض بعض نے بہ طمع نفسانی اپنے بزرگوں کا مذہب .... چھوڑکر تشیع اختیار کیا اب ہمارے سامنے اس مذہب کی ترقی ہوئی"

جنہوں نے نوابانِ اودھ کے مذہب کو قبول نہیں کیا ان کا کیا حشر ہوا اس کی داستان بھی سنیئے مؤلف تذکرہ کاملان رام پور، علی برادران (مولانا محمد علی و شوکت علی مرحومین) کی ننہیال کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں [1]

" اودھ کے تسلط روہیل کھنڈ کے وقت امروہہ کے امرا نے تبدیل مذہب اور حاضری دربار کی بدولت اپنی جاگیروں کو قائم رکھا اس خاندان میں سے کوئی سلطنت اودھ کے دربار میں شریک نہیں ہوا اس لئے کثیر حصہ جائداد کا ضبط ہوگیا۔

بدایوں میں حکومت اودھ کی طرف سے ۱۷۷۴ء میں خواجہ آفتاب خاں پہلا عامل مقرر ہوا اور اپنے پیش رو فتح خاں خانساماں (ف ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء) کی حویلی میں مقیم ہوا۔ کیونکہ فتح خاں کا خاندان قید ہو کر لکھنؤ اور الہ آباد پہنچ چکا تھا اسی زمانے سے بدایوں میں تعزیہ داری شروع ہوئی شیعہ حکام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تعزیہ داری کے جلوس حکام کی قیام گاہ محلہ بھاجی ٹولہ (حسینی گلی) سے نکالے گئے خواجہ آفتاب کے بعد مسلمان عاملوں میں خواجہ عین الدین ، مہدی علی خاں۔ الماس علی خاں

---

[1] تذکرہ کاملان رام پور از حافظ احمد علی خاں صفحہ ۱۳۰

038 www.taemeernews.com

اور حسین علی خاں آئے[1]۔ ان شیعہ حکام کے قیام کی غرض سے اس گلی سے خاص طور سے تعزیہ داری کے جلوس گزرنے شروع ہوئے اور ان کے قیام کی وجہ ہی سے اس گلی کا نام "حسینی گلی[2]" پڑ گیا خواجہ عین الدین اس مسلک میں بڑے غالی تھے[3]

"(وہ) ائمہ اطہار سے بے حد محبت رکھتا تھا یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم میں معمول تھا کہ عاشورے کو تمام مال و متاع (نقد و جنس اور عمارات اور زن و مرد بلکہ اپنی ذات سمیت جناب سید الشہداء کے نام خیرات کر دیتا تھا اور پھر قرض ادھار سے زر نقد پہنچا کر مول لیتا تھا..... جس جگہ تھوڑے دنوں کیلئے جاتا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا۔"

---

[1] عمدۃ التواریخ (تاریخ بدایوں) از مولوی عبدالحئ صفا بدایونی صہ ۳۸-۳۹ (مطبع مطلع العلوم مراد آباد ۱۸۷۹ء)

[2] بدایوں کے اس تاریخی کوچہ "حسینی گلی" کی طرف ذرا اشارہ کرنا ضروری ہے ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء میں مسٹر لیمب کلکٹر ضلع بدایوں کے زمانے میں عشرۂ محرم اور دسہرہ ایک ساتھ پڑے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان بعض امور پر جھگڑا ہوا، ہندو مانع تھے کہ اس گلی سے تعزیے نہ نکلیں مسلمان مصر تھے کہ حسب معمول نکلنے چاہئیں واقعہ یہ ہے کہ یہ محلہ اور راستہ قطعاً ہندوؤں کی بستی ہے صرف ایک دو مکان مسلمانوں کے، ایک مسجد اور ایک مزار اس گلی میں ضرور واقع ہیں، اس جھگڑے کے موقعہ پر مسٹر نیل کمشنر روہیلکھنڈ کے معائنہ کے وقت مسلمانوں نے اس مزار کا فرضی نام "سید حسین شہید" رکھ کر اسی نام سے "حسینی گلی" منسوب کیا تنقیح طلب امر یہ ہے کہ یہ محلہ پورا ہندوؤں کا ہے اس راستے سے مسلمانوں کے علم، تعزیے اور جلوس کیوں نکلے جبکہ وہ محلہ میں آباد بھی نہیں شہر کے اور راستے ہو سکتے تھے واقعہ یہ ہے کہ اودھ کے شیعہ حکام کی وجہ سے تعزیہ داری کے جلوس اسی گلی سے نکلے اور اسی وجہ سے اس گلی کا نام "حسینی گلی" پڑا

[3] تاریخ اودھ جلد سوم صہ ۱۵۳

039 www.taemeernews.com

بدایوں میں اس مسلک کی ترویج و اشاعت کے متعلق مولوی محمد سلیمان بدایونی (ف ۱۹۶۳ء) اپنے ایک مقالہ "بدایوں کے اہل تشیع" میں لکھتے ہیں[1]

"صورت سنگھ نے بدایوں کا چارج لے کر اندازہ کیا۔۔۔۔ کہ عوام کی تالیف قلوب عطیات سے کی جاوے اور علماء میں سے بھی انتخاب کر کے مخالفت کی آواز کو بالکل نہ اٹھنے دیا جائے چنانچہ اس کی نظر انتخاب مفتی محمد علی صدیقی حمیدی اور مولوی محمد علی عثمانی پر پڑی ۔۔۔۔۔ مولوی صاحب (محمد علی عثمانی) نے موضع شادی پور تحصیل داتا گنج میں معافی کی اراضی لے کر سکوت اختیار کر لیا۔

مفتی صاحب نے علاوہ ہدایا اور عطایا کے حکومت کا مذہب بھی اختیار کر لیا اور ان کی اولاد اولاد اس وقت تک شیعیت پر قائم ہیں مفتی جی کی ترویج شیعیت سے ان کے اکثر عم زادوں نے شیعیت اختیار کی مفتی جی کے بیٹے مفتی مظفر علی نے "عروج الشیعہ فی البدایوں" لکھی ایک امام باڑہ تعمیر کرایا جو بڑا امام باڑہ کہلاتا ہے یہ میرے مکان کی شمالی حد تھا اس امام باڑے کے نام موضع خیر پور[2] تحصیل بدایوں میں معافی عطیہ

---

[1] بدایوں کے اہل تشیع از مولوی محمد سلیمان بدایونی ص ۶، سائیکلو اسٹائلڈ، کراچی ۱۹۵۹ء (مملوکہ محمد ایوب قادری)

[2] اس امام باڑے کیلئے خیر پور (ضلع بدایوں) میں ۲۲۱ ایکڑ اراضی وقف تھی، ملاحظہ ہو بدایوں کی معافیات کا دخل نامہ مورخہ ۹ اگست ۱۸۵۵ء جاری شدہ صدر بورڈ آف ریونیو شمالی مغربی صوبہ آگرہ (محمد ایوب قادری)

040 www.taemeernews.com

نواب آصف الدولہ ہے "

اسی زمانے میں بدایوں کے مشہور شاعر ظہور اللہ خاں نوا (ف ۱۲۴۶ھ، ۱۸۲۹ء) ولد مولوی علی دلیل اللہ صدیقی حمیدی نے بھی اثنا عشری مسلک اختیار کر لیا تھا۔ نوا مدتوں لکھنؤ، حیدر آباد اور ایران کے درباروں میں رہے۔ ان ہی درباروں کے اثر سے یہ مسلک اختیار کیا ہوگا۔ بدایوں میں ایک اور امام باڑہ (۱۲۲۱ھ، ۱۸۰۶ء) میں تعمیر ہوا ضلع بدایوں کے قصبہ اسلام نگر میں بھی شیعہ سادات عہد آصفی کی یادگار ہیں اسلام نگر میں ایک امام باڑہ بھی تھا شیعہ سنی تعلقات کے سلسلہ میں مولوی محمد سلیمان بدایونی لکھتے ہیں[۱]

"بدایوں میں شیعہ سنیوں میں اس وقت تک باہم دگر شادی و بیاہ ہوتے ہیں عموماً شیعہ لڑکیوں کی اولاد شیعہ ہوتی ہے اور اکثر سنی لڑکیاں اپنے خاوندوں کے مذہب پر شیعہ ہو جاتی ہیں۔ بدایوں شہر (حدود میونسپلٹی) کا کوئی سید، شیعہ نہیں ہے جتنے بھی ہیں شیخ صدیقی ہیں نہ حیدری نہ علوی نہ جعفری"

نواب آصف الدولہ نے ۱۲۰۹ھ، ۱۷۹۴ء میں رام پور پر چڑھائی کی اور ریاست کا ایک حصہ ضبط کر لیا اس واقعہ کی تہہ میں بھی مذہبی جذبہ کار فرما تھا نواب فیض اللہ خاں کے انتقال کے بعد ان کے فرزند نواب محمد علی خاں مسند نشین ریاست ہوئے چونکہ وہ آصف الدولہ کے دربار لکھنؤ میں رہے تھے اس لئے نواب کی ترغیب سے انہوں نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا تھا انہوں نے سربرآرائے حکومت ہونے کے بعد لکھنؤ کے آئین و قانون روہیلہ پٹھانوں پر جاری کئے انہوں نے غلام محمد خاں کو شریک بنا کر محمد علی خاں کو ختم کر دیا بس پھر کیا تھا

---

[۱] بدایوں کے اہل تشیع صفحہ ۸

041 www.taemeernews.com

انگریزوں کو ساتھ لے کر آصف الدولہ نے فوج کشی کی اور مقتول کے صاحبزادے احمد علی خاں کو مسند نشین کیا۔ اسی زمانہ سے رام پور میں شیعیت کا زور ہوا اور نواب کلب علی خاں کو چھوڑ کر رام پور کے تمام نواب اثنا عشری ہوئے، نواب محمد سعید خاں کے زمانے میں شاندار امام باڑہ تیار ہوا۔

مارہرہ ضلع ایٹہ کا مشہور قصبہ ہے یہاں پیرزادوں کا ایک قدیم مشہور خاندان ہے۔ جس میں نامی گرامی مشائخ گذرے ہیں۔ ان کا تعلق بلگرام کے سادات سے ہے، ان میں اثنا عشری مسلک کی تردیج کے سلسلہ میں اسی خاندان کے ایک مورخ مولوی سید محمد میاں مارہروی لکھتے ہیں [۱]

"ہمارے اسلاف کرام اور ان کے اخلاف فخام سب بحمداللہ تعالیٰ ہمیشہ سے دین اسلام و مذہب مہذب اہل سنت و جماعت سے آراستہ و پیراستہ چلے آتے تھے اور اپنے اس دین متین و مذہب مہذب میں تعصب و تغلب کو مقبول و محمود جانتے اور مانتے اور بتلاتے رہتے تھے اور اگرچہ اودھ کی رافضی سلطنت کے قرب اور اثر سے بلگرام اور اس کے نواح کے مقامات میں رہنے والے بعض ہماری نسل کے منتسبین میں شیعیت کا دخل ایک عرصۂ کثیر و دراز سے ہو گیا تھا جو بامتداد زمانہ بڑھتا رہا مگر بحمدہ تعالیٰ ہمارے اجداد کرام کے علم و عمل ظاہری و باطنی اور ان کی پختگیٔ دین و مذہب و حفاظت شریعت نے ہمارے مارہرہ کی نسل میں اس ضلالت

---

[۱] خاندان برکات از مولوی سید محمد میاں صد ۸۱۔۸۲ (مطبوعہ حسنی پریس بریلی ۱۹۲۷ء)

042 www.taemeernews.com

کو داخل نہ ہونے دیا جہاں تک معلوم ہوا دادل جامیاں صاحب[۱]
لکھنؤ اور پورب کی صحبتوں سے اس طرف مائل ہوئے اور اب ان کی باغ بچۂ
کی نسل کی جو حالت ہے وہ میں اوپر بتا چکا ہوں اور حضرت سید شاہ
آل حسین سچے میاں صاحب قدس سرہ کے بعد ان کے دوسرے بیٹے
سید محمد تقی خاں صاحب سے ان کی نسل میں بھی شیعیت کی کچھ کچھ داغ
بیل پڑنا شروع ہوئی اور اب فقیر کے علم میں اس نسل کا کوئی بھی ایسا نہیں
جو شیعہ بتفاوت مراتب نہ ہو اور ہمارے حضرات کی صاحبزادیوں کی
بھی جو نسل مارہرہ سے باہر کوات، بلگرام، باڑی سانڈی وغیرہ میں ہے
ان میں بھی ایک عرصہ سے شیعیت گھس گئی ہے"

چونکہ آصف الدولہ کے دور میں علاقہ روہیل کھنڈ میں خاص طور سے اثنا عشری مسلک کی تبلیغ واشاعت ہوی اس لئے ہم نے اس کا قدرے تفصیلی جائزہ لیا ہے آصف الدولہ کو ان کے نائب سرفراز الدولہ نواب حسن رضا خاں کی وجہ سے اس معاملہ میں خاصی دلچسپی تھی مولوی سید عبدالحیٔ مصنف گل رعنا لکھتے ہیں[۲]

"نواب آصف الدولہ کے زمانے کا یہ کارنامہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے
کہ لہو ولعب میں مشغول ہونے کے ساتھ مذہب تشیع کی اشاعت میں انہوں

---

[۱] جامیاں کا نام آل امام بن آل برکات ہے ۱۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے ۸ رمضان ۱۲۴۵ھ میں فوت ہوئے تفصیل کے لئے دیکھئے خاندان برکات ۲۴-۲۵

[۲] گل رعنا از مولوی عبدالحیٔ صفحہ ۱۵۲-۱۵۳

043 www.taemeernews.com

نے دل سے کوشش کی ان کے نائب حسن رضا خاں بھی مذہبی آدمی تھے وہ بھی اسی کوشش میں لگے رہتے تھے ان کی کوششوں سے ہزاروں خاندان سنّی سے شیعہ ہوگئے اور ان کو جاگیریں ملیں اور جو اپنی ضد پر قائم رہے ان کی جاگیریں، جو شاہان مغلیہ کے وقت سے چلی آتی تھیں ضبط کی گئیں۔"

سید غلام علی نقوی مصنف عماد السعادت لکھتے ہیں[1]

"بانی جمعہ و جماعات در اثنا عشریاں در لکھنؤ او (حسن رضا خاں) بودہ است در ہیچ شہرے از شہرہائے ہندوستان نماز جمعہ و جماعت در مذہب امامیہ رائج بنود بلکہ کسے را گمانِ ایں ہم نہ بود کہ در ایران و بلاد عرب نماز جماعت در عشریاں گزاردہ می شود"

سید کمال الدین حیدر مشہدی اس واقعہ کو قدرے تفصیل سے لکھتے ہیں[2]

"دوسرا امر حسنات دینی یہ ہوا کہ لکھنؤ میں مومنین برائے نام شیعہ تھے اور اپنی عدم واقفیت سے اعمال عوام خلاف بھی کرتے تھے اس قدر ضروریات مذہب سے آگاہ نہ تھے اور بعض جو از راہ علم واقف تھے طریقہ ہدایت پند و عظ و جماعت نماز علیٰ لرؤس الاشہاد نہ کہہ سکتے تھے ہر چند اپنے اپنے ایمان میں کامل تھے یہ ترقی شریعت محمدی کی فقط مرزا حسن رضا خاں کی جہت سے ہوئی اتفاقاً اسی زمانے میں مرزا جواں بخت شاہزادے (فرزند

---

[1] عماد السعادت از سید غلام علی نقوی صفحہ ۱۳۰ (نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۶۴ء)

[2] قیصر التواریخ جلد اول صفحہ ۱۱۳-۱۱۴ (نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۶ء)

044 www.taemeernews.com

شاہ عالم ثانی) مہمان جناب عالی (آصف الدولہ) تھے کس واسطے کہ وہ سنی تھے پہلے نماز جمعہ جماعت میں جناب عالی (آصف الدولہ) بھی شریک ہوئے جناب غفرآں مآب سید دلدار علی زیارت عتبات عالیات اور تحصیل کتب فقہ امامیہ اور اجازت جہاد (اجتہاد؟) جناب میر سید علی صاحب طباطبائی لے کر آئے تھے صالحین و مقدسین جو اس زمانے میں صاحبِ احتیاط مشہور تھے ان کے صلاح و مشورہ سے جناب غفران مآب کا جانا بھی عتباتِ عالیات کا ہوا تھا نظر باحتیاط امامت نماز اپنی گوارا نہ کی ان کے واسطے تجویز کی تھی وگرنہ جناب غفران مآب مرزا حسن رضا خاں کے بیٹے کے معلم تھے غرض غفران مآب پیشوا و مقتدائے مومنین ہوئے چنانچہ ان کے فیضان صحبت سے بہت سے شیعہ نکلے بہت سے شاگرد رشید ہوئے جن کی تعلیم و تلقین سے اکثر جاہل ناواقف اپنے اعمال خلاف سے باز رہے توفیق ہدایت پائی اور رواج درس و تدریس و تصانیف ہونے لگا اور دستخط احکام مسائل اثنا عشریہ جاری ہوئے۔"

"صالحین و مقدسین" کی نشان دہی کرتے ہوئے سید عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں لہ

"شاہ اکبر علی چشتی مودودی کے مشورہ اور ملا محمد علی فیض آبادی کی تحریک سے نواب حسن رضا خاں نے جمعہ و جماعت قائم کرکے سب سے پہلے مولوی سید دلدار علی نصیر آبادی کے اقتدار میں ۱۳ ار رجب سنہ ۱۲۰۰ھ کو نماز ادا کی

لہ گل رعنا صفحہ ۱۵۴

یہ پہلا دن ہے کہ وسط ہند میں شیعوں نے اپنا جمعہ و جماعت علیحدہ کر لیا نائب امام کی حیثیت سے مجتہدین کے ہاتھ میں زمام مذہب دی"

ملا محمد علی فیض آبادی کی مساعی جمیلہ کے سلسلہ میں مولوی مرزا محمد علی مؤلف نجوم السماء لکھتے ہیں[1]

"وقتیکہ جناب غفران مآب دریں بلاد بنائے اقامت جمعہ و جماعت فرمودہ واشاعت شعائر شریعت نمودہ، باعث آں ملا علی مذکور شد کہ بہ ترغیب و تحریص او ایں امر خیر از نواب آصف الدولہ و وزیرش نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں مرحوم کہ از عقیدت مندانِ ملا علی بودند بظہور پیوست۔"

ملا محمد علی فیض آبادی کی "ترغیب و تحریص" کے سلسلہ میں یہی مصنف رقم طراز ہے[2]

"دریں اثنار قدوۃ الافاضل و فخر الاماجد و الاماثل مقبول بارگاہِ الٰہ ملا محمد علی کشمیری ملقب بہ پادشاہ طاب ثراہ کہ در علم فقہ علم اشتہار برافراختہ و در فیض آباد رحل اقامت انداختہ بود رسالہ در بیان فضیلت نماز جمعہ کہ از احادیث ماثورہ و غیر آں بادلہ شرعیہ واضح ست تالیف نمودہ و خطبہ آں را بنام نامی جناب نواب مرحوم (آصف الدولہ) مزین فرمودہ و در پنج باب مبوب گردانید و باب چہارم آں را متضمن اسامی

---

[1] نجوم السماء از مرزا محمد علی صد ۳۵۱ (مطبع جعفری لکھنؤ ۱۳۰۲ھ)

[2] نجوم السماء صفحہ ۳۴۷

046 www.taemeernews.com

سہ کس راکہ برطبق تحقیق شاں دریں بلاد قابلیت پیش نمازی داشتند
نوشتہ باب پنجم را متضمن التماس کہ بخدمت وزیر الممالک نواب
آصف الدولہ مرحوم کردہ و دراں رسالہ مندرج ساختہ مرسل نمودہ"

ملا محمد علی فیض آبادی کے اس رسالہ کا خاطر خواہ اثر ہوا یہی مؤلف لکھتا ہے[1]

"سخن ملا علی دردل نواب مرحوم (آصف الدولہ) استقرار یافت دچناں
تصمیم فرمود کہ ہرگاہ اتفاق مراجعت جناب مولانا از وطن بلدۂ لکھنؤ افتد
تکلیف گزاردن نماز جماعت باں عالی جناب نماید اما دنواب جنت مکاں
التماس گزاردن نماز بجماعت فرمود و دریں باب مبالغہ ازحد گزرانید

آصف الدولہ نے لکھنؤ میں دس لاکھ روپے کی لاگت سے ایک بڑا امام باڑہ تیار کرایا اور نجف اشرف میں دریائے فرات سے ایک نہر نکلوائی جس سے زوار کو پانی کی سہولت ہوئی آصفی دور کی سب سے اہم دریافت "درگاہ حضرت عباس" کا قیام ہے۔ ایک شخص نقیرا نام نے ایک علم دریائے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور مشہور یہ کیا کہ مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ وہ حضرت عباس کے ہاتھ میں جو علم معرکۂ کربلا میں تھا وہ فلاں مقام پر دفن ہے تو اس کو نکال لے" چنانچہ اس کے بعد وہ چند آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچا تو علم نکلا رفتہ رفتہ اس بات کی شہرت ہوئی ضعیف الاعتقاد عوام منت مرادیں مانگنے لگے اتفاق سے ایک روز نواب آصف الدولہ اپنے کسی خدمتگار سے خفا ہو گیا اور کہا کہ کل تیری ناک کٹوا دوں گا۔ وہ بھی بھاگا ہوا درگاہ عباس پر منت مانگنے پہنچ گیا، آصف الدولہ

---

[1] نجوم السماء صفحہ ۳۴۹

047 www.taemeernews.com

کو دوسرے دن یاد بھی نہ رہا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ مہربان ہو گیا ایک روز اس خادم نے باتوں باتوں میں نواب کو ناراضی کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے کہا "بعنایت خدا و بہ تصدق علم جناب عباس علیہ السلام و تفضلات حضور تک غلام کی بچ گئی" نواب آصف الدولہ نے علم کی کیفیت پوچھی، نواب آصف الدولہ نے فقیر کو بلا کر ایک ہزار روپیہ دیا نجم الغنی خاں لکھتے ہیں لہ

"نواب آصف الدولہ ہزار جان و دل سے شہدائے کربلا کے جاں نثار تھے اس علم کی زیارت کے لئے آنے لگے اور ایک گنبد اینٹوں کا وہاں تعمیر کرا دیا۔ یہ گنبد اور بھی موجب ترقی ہوا۔"

نواب آصف الدولہ کے سریر آرائے حکومت ہونے کے بعد ان کے بھائی سعادت علی خاں (ف ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۴ء) روہیل کھنڈ کی صوبے داری سے معزول ہو کر بنارس پہنچے، سعادت علی خاں نے یہ نیت کی کہ اگر آصف الدولہ کے بعد لکھنؤ کی حکومت مجھے مل گئی تو میں علم جناب عباس کی درگاہ کو رونق دوں گا۔ چنانچہ آصف الدولہ کے متبنّیٰ وزیر علی خاں کے علیحدہ ہونے کے بعد سعادت علی خاں نواب اودھ بنے اور ان کی دلی مراد بر آئی۔ نواب سعادت علی خاں نے درگاہ علم عباس کے گنبد خشتی کو طلائی کیا اور درگاہ کو وسعت دی اس میں دو درجے زنانے اور مردانے قائم کئے اور وہاں کی رونق بہت بڑھ گئی اس کے بعد غازی الدین حیدر نے بلند نقار خانہ بنوایا۔ نوبت اور گھڑیال رکھے گئے، اندرون درگاہ، دروازہ اور منبر چاندی کے بنائے گئے اور آرائش کا سامان

لہ درگاہ علم حضرت عباس کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ اودھ از نجم الغنی خاں جلد سوم صفحہ

048 www.taemeernews.com

رکھا گیا۔ نصیر الدین حیدر کے وقت میں ملکۂ زمانیہ نے درگاہ کا باورچی خانہ تعمیر کرایا[۱]۔ غرض اس قسم کی درگاہیں قائم کرکے عوام کے لئے عقیدت کے آستانے فراہم کئے گئے[۲]۔

ہم نے اودھ کے پہلے چار حکمرانوں کے دور کا جائزہ لیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اثنا عشری مسلک کی اشاعت میں بھرپور کوشش کی آصف الدولہ کے زمانے میں اس مسلک کی سب سے زیادہ اشاعت ہوئی اس کے زمانے میں نظام حکومت تو بالکل ڈھیلا پڑ گیا۔ انگریزوں کی گرفت سخت سے سخت تر ہوگئی مگر اثنا عشری مسلک کی تنظیم کی بنیادیں خوب مضبوط ہوگئیں۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی لکھتے ہیں[۳]

---

[۱] درگاہ علم حضرت عباس کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ اودھ از نجم الغنی خاں جلد سوم صفحہ ۳-۳۴

[۲] ماہنامہ "عارف" لاہور ستمبر ۱۹۶۲ء میں "رضا کار لاہور" مجریہ ۱۶ جولائی ۱۹۶۲ء سے ایک مضمون نقل ہوا ہے جس کا عنوان ہے "قافلۂ نبوت لاہور میں" مضمون نگار کا نام حکیم خادم اسلم ہے جنہوں نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کی صاحبزادی رقیہ زوجہ مسلم بن عقیل، عقیل کی پانچ بہنوں کے ہمراہ واقعہ کربلا (۶۱ھ) کے بعد ہندوستان آئیں اور لاہور میں "بیبیاں پاکداماں" کی جو قبریں ہیں وہ ان ہی خواتین کی ہیں مضمون میں کشف و کرامات اور افسانے کے سوا کچھ نہیں ہے، تاریخ کا منہ چڑایا گیا ہے۔ حیرت تو ہیں مدیر عارف، عبدالرحمٰن شوق مصنف تاریخ اسلام پر ہے کہ انہوں نے اپنے موقر جریدہ میں کیسے نقل کر دیا، پیر غلام دستگیر نامی (ف ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء) نے اس کی تردید فرمائی ہے ملاحظہ ہو تاریخ جلیلہ از پیر دستگیر نامی صفحہ ۱۳۲-۱۳۳ (لاہور ۱۹۶۰ء)

[۳] لکھنؤ کا دبستان شاعری از ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی صفحہ ۲۸ (لاہور ۱۹۵۵ء)

049 www.taemeernews.com

" نواب وزیر اوران کے خاص محل کے ذاتی اثر نے اس عقیدے (امامیہ مسلک) کو لکھنوی تمدن کا ایک نمایاں عنصر بنا دیا۔"

اسی زمانے میں دہلی میں ذوالفقار الدولہ نجف خاں امیر الامرار (ف ۱۱۹۶ھ ۱۷۸۲ء) شاہ عالم ثانی کی حکومت کے سیاہ و سپید کے مالک بنے ہوئے تھے ۱۷۷۱ء میں جب شاہ عالم ثانی دہلی آئے تو انگریزوں نے نجف خاں کو سپہ سالار فوج کی حیثیت سے بادشاہ کے ساتھ بھیجا امرار کی آپس کی کمزوری، نفاق اور دشمنی نے موقعہ دیا کہ وہ سب پر بازی لے گئے وہ اپنے عقائد میں نہایت متصلب اور متعصب تھے مرزا محمد علی مؤلف نجوم السمار لکھتے ہیں[۱]

" نواب نجف خاں مرحوم کہ سر آمد امرائے روزگار از شیعانِ ائمہ اطہار بود۔"

شیخ غلام ہمدانی مصحفی لکھتے ہیں[۲]

" در عہد شاہ عالم بادشاہ کہ بہ سبب بودن امیر الامرار ذوالفقار الدولہ بہادر در دہلی علوی اہل تشیع بیشتر بود"

ذوالفقار الدولہ نجف خاں امیر الامرار کا دس گیارہ سال تک دہلی میں استیلار اور غلبہ رہا ان کے زمانے میں ان کے مسلک کو بڑا فروغ اور سنیوں کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ مرزا مظہر جانجاناں لکھتے ہیں[۳]

---

[۱] نجوم السمار صہ ۳۵۳ [۲] عقد ثریا از غلام ہمدانی مصحفی (مرتبہ مولوی عبدالحق) صہ ۵۵ (اورنگ آباد، ۱۹۳۴ء) [۳] کلمات طیبات (ملفوظات و مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں) مرتبہ ابوالخیر محمد بن احمد مراد آبادی صہ ۴۵ (مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۰۹ھ)

050 www.taemeernews.com

"حال مردم ایں شہر از روزیکہ نجف خاں، است از شاہ تا گدا تباہ است"

اکابر صحابہ کرام مثل خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر حضرت مظہر جان جاناں جیسے شیخ کی موجودگی میں مرثیہ خواں تبرا کرتے تھے ملفوظات مظہری میں ہے[1]

"حضرت ایشاں (مرزا مظہر جان جاناں) می فرمود کہ یک بار فقیر را بر جمع از مرثیہ خوانانِ شیعی اتفاق گذر افتاد ناگاہ یکے از آناں بے ادبی در جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشود چوں تاب تحمل و طاقت ضبط آں نماند زمام اختیار از دست رفت"

اس زمانے میں دہلی میں محرم کی مجالس میں صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے بعد حضرتِ شاہ عبدالعزیز دہلوی پر تبرا ہوتا تھا[2] مرزا نجف خاں کے زمانے میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور و معروف بزرگ اور اجل شیخ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی شہادت ہوئی حضرت مرزا نے اس دور میں شیعیت کے طوفان کو بڑی پامردی

---

[1] معمولات مظہریہ از مولوی نعیم اللہ بہرائچی صہ ۵۰ (مطبع نظامی کانپور، ۱۲۷۵ھ)

[2] اخبار رنگین از سعادت یار خاں رنگین (مرتبہ ڈاکٹر سید معین الحق) صہ ۲۰ (پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، ۱۹۶۲ء) مرزا محمد رفیع سودا نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی ہجو کی ہے۔ قصیدہ کا مطلع ہے: کرو نہ چمن میں اگر جاکے میں غزل خوانی تو بلبلیں ہوں میرے پیچھے کی دیوانی تفصیل کے لئے دیکھیے "سودا" از شیخ چاند صہ ۲۵۵ (اورنگ آباد ۱۹۳۶ء)

www.taemeernews.com

سے رد کا تھا اور عقائدِ اہلِ سنت کی حکیمانہ انداز میں تبلیغ کی مرزا صاحب کے مکتوبات اس پر شاہد ہیں[1] ذوالفقار الدولہ نجف خاں کے ایک لشکری فولاد خاں شیعہ[2] نے مرزا صاحب کو شہید کیا ایک ہم عصر تذکرہ نگار لکھتا ہے[3]

" در دورۂ نواب نجف خاں ..... بہ سبب اختلاف مذہب از دست شخصے شیعہ بضرب طپانچہ رخصت شہادت یافت ۔"

ایک قریب العصر مورخ مولوی عبدالقادر رام پوری لکھتے ہیں[4]

" جناب مرزا کو نواب نجف خاں کے ایک نادان شیعہ لشکری نے رات کے وقت آکر اور حضرت کو تنہا پاکر بندوق کی گولی ماردی اس شیعہ لشکری نے یہ کام مذہبی تعصب کی بنا پر کیا اس زخم نے مرزا مظہر جانجاناں کو ان کے بزرگوں کے پاس پہنچا دیا۔ کہتے ہیں کہ شاہ عالم نے اس سانحہ کو سن کر انگریز ڈاکٹر کو معالجہ کے لئے تجویز فرمایا اور نجف خاں کو تاکید کی کہ ان کے قاتل کو پکڑ کر قصاص کے لئے حضور میں پیش

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کلمات طیبات مرتبہ ابوالخیر محمد (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ) و مقامات مظہری مرتبہ شاہ غلام علی مجددی (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ) و معمولات مظہریہ مرتبہ مولوی نعیم اللہ بہرائچی (مطبع نظامی ۱۲۷۵ھ)

[2] آب حیات از شمس العلماء محمد حسین آزاد صفحہ ۱۴۴ (شیخ مبارک علی، لاہور)

[3] طبقات سخن از مبتلا میرٹھی بحوالہ مرزا مظہر جانجاناں اور ان کا اردو کلام صفحہ ۹۲

[4] علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) جلد اول صفحہ ۲۲۹

052 www.taemeernews.com

کرے جناب مرزا نے اس حالت میں بادشاہ کو یہ مضمون لکھا ــــ
دست شیعہ کے زخم کا علاج عیسائی سے کرانا اپنے کی شکایت غیر سے
ہے جس کو میں اچھا نہیں سمجھا اور فقیر کا قاتل اگر گرفتار ہو جائے تو اس
کو احقر ہی کے حوالے کر دیں تاکہ بطریق معافی خود قصاص لے لوں۔"
علی ابراہیم نے گلزار ابراہیم میں لکھا ہے [1]
"گویند بہ سبب تعصب مذہب منع تعزیہ سید الشہداء علیہ السلام
می نمود بدیں حمیت از دست یکے از ساکنان دہلی در سنہ یک ہزار
و یک صد و نود و چہار ہجری [2] کہ عمرش قریب صد بود کہ مقتول شد
علی لطف اس سلسلہ میں کچھ مزید گوہر افشانی فرماتے ہیں [3]
"کہتے ہیں کہ ہفتم روز عاشورہ کو لب بام یہ اپنے گھر میں سرراہ بیٹھے
تھے اور کوئی سردار روہیلوں کا بھی آیا تھا واسطے ان کی ملاقات کے
کرنا گاہ گزر شدوں کا ان کے زیر بام سے ہوا اس روہیلے نے کھڑے ہو کر
سینہ زنی بھی کی اور موافق سلام سے ہوا اور میرزائے مذکور جس طرح
بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے رہے بلکہ تبسم ہو کر فرمانے لگے کہ بارہ سو برس
جس مقدمہ کو ہو چکے ہوں ہر سال اسے زیادہ کرنا کیا بدعت ہے اور

---

[1] علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) جلد اول صفحہ ۲۲۹
[2] گلشن ہند از مرزا علی لطف (تحشیہ و تصحیح از شبلی نعمانی و مقدمہ از مولوی عبدالحق)
۲۱۶ (حیدرآباد دکن سنہ ۱۹۰۶ء)
[3] گلشن ہند صفحہ ۲۱۰ یہ تاریخ غلط ہے، محرم سنہ ۱۱۹۵ھ ۱۸۹۰ء کو یہ واقعہ ہوا۔

053 www.taemeernews.com

لکڑیوں کو سلام و تسلیم کرنا نہایت عقل کی خفت ہے یہ گفتگو بجنسہ
وہ لوگ جو کہ علم اور رشد وں کے ساتھ تھے انہوں نے سنی اور تعصب
کی مرزائے مذکور کے امام باڑوں میں اور محفلوں میں دو تین شب
گفتگو رہی آخر شب شہادت کو کہ عبارت شب چہار دہم عاشورہ سے
ہے کوئی شخص ان کے دروازہ پر آیا اور ان کو باہر بلوایا جب باہر آئے
تو بے گفتگو ایک چوٹ طپنچے کی نذر کی اور کام ان کا پورا کر کے نلوہ
راہ اپنے گھر کی لی۔"

غرض نجف خاں کی امیر الامرائی میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں جیسے اجل شیخ دن دھاڑے قتل ہو گئے جن کے ہزاروں مرید و معتقدین پاک و ہند میں پھیلے ہوئے تھے خود دہلی میں ان کا بڑا اثر و قبول عام تھا اور پھر اس ظلم صریح کی داد نہ فریاد۔ شاہ غلام علی دہلوی لکھتے ہیں[1]

"نجف خاں کہ بر قفائے او مرتکب ایں امر شہادت مرزا آں شدہ
بود ندوے در اجرائے حد تغافل کرد، عنقریب مرد و اتباع او
باہم مجادلات نمودہ رخت حیات بر بستند نشانے از آں
ظالماں پیدا نیست"

کسی نے کیا خوب کہا ہے[2]

---

[1] مقامات مظہری از شاہ غلام علی دہلوی صہ ۶۲ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ)
[2] معمولات مظہریہ از محمد نعیم اللہ بہرائچی صہ ۴۲ (مطبع نظامی کانپور ۱۲۷۵ھ)

054 www.taemeernews.com

نجف خاں نماند و نجف خانیش　　نہ افراسیاب و نہ ہمدانیش
نہ لشکر بماند نہ مرزا شفیع　　شود حاکم نو بفصل ربیع

خود شاہ عبدالعزیز اوران کے خاندان کو نجف خاں کے زمانے میں شدائد مصائب اختیار کرنے پڑے اس کا سبب شاہ صاحب کا شیعیت کے خلاف قلمی و لسانی جہاد میں حصہ لینا تھا۔ شاہ صاحب کی جائداد اور املاک ضبط ہوئی اور وہ شہر دہلی سے نکالے گئے مؤلف مناقب فخریہ کا بیان ہے[1]

"فرزندان شاہ ولی اللہ مغفور در انچہ متصدیان سلطانی را حویلی علیحدہ ساختہ و حویلی را بالضبط آوردہ بودند"

امیرالروایات میں ہے[2]

(نجف خاں) نے شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ رفیع الدین کو اپنے قلمرو سے نکال دیا تھا اور یہ ہر دو صاحبان مع زنانوں کے شاہدرہ تک پیدل آئے تھے اس کے بعد مولانا فخرالدین صاحب کی

---

[1] مناقب فخریہ از غازی الدین خاں نظام صہ ۱۶ (مطبع احمدی دہلی ۱۳۱۵ھ)

[2] حکایات اولیا رمرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی صہ ۴۲ (مطبوعہ لاہور ۱۹۵۶ء)

شاہ عبدالعزیز اور شاہ رفیع الدین دہلوی کا دہلی سے نکالا جانا اور کسی تاریخی ماخذ یا ہم عصر لٹریچر میں نظر سے نہیں گزرا۔ پھر دہلی سے لکھنؤ یا جونپور جانا کیا معنی رکھتا ہے وہاں بھی نوابان اودھ کی حکومت تھی اگر جاتے تو روہیل کھنڈ (رام پور) وغیرہ جاتے اور پھر لکھنؤ یا جون پور کے اس دور کے کسی شخص نے ان بزرگوں کی آمد کا ذکر نہیں کیا ہے۔

055 www.taemeernews.com

سی سے زنانوں کو تو سواری مل گئی تھی اور وہ پھلت روانہ ہو گئے تھے مگر شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالعزیز صاحب کو سواری نہ ملی تھی اور شاہ رفیع الدین صاحب پیدل لکھنو چلے گئے تھے اور شاہ عبدالعزیز صاحب پیدل جون پور چلے گئے تھے کیونکہ ان دونوں بھائیوں کو نہ سوار ہونے کا حکم تھا اور نہ ساتھ رہنے کا"

اگرچہ یہ روایت قدرے مبالغہ آمیز ہے مگر ضبطی جائداد کا واقعہ صحیح ہے کیونکہ جائداد کے متعلق تحریری حوالہ ملتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے ۳۰؍ جون ۱۸۰۷ء کو ایک درخواست رزیڈنٹ دہلی کے توسط سے سیکرٹری، پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ کو دی تھی کہ دہلی میں ان کی جو جائداد ضبط ہو چکی ہے وہ واگزاشت کی جائے اس درخواست کو قابل اعتنا سمجھا گیا چنانچہ کیفیت کے خانہ میں درج ہے۔

The Resident, Delhi forwards Copy and letter from the Superintendent of the Assigned Territory and recommonds that the land in Haveli Palam formerly owned by Maulvi Shah Abdul Aziz be restored to him.

شاہ عبدالعزیز دہلوی کی یہ درخواست منظور ہو گئی اور ۱۰؍ جولائی ۱۸۰۷ء سیکرٹری پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ ڈپارٹمنٹ کی طرف سے رزیڈنٹ کو اطلاع دی گئی کہ گورنمنٹ

056 www.taemeernews.com

شاہ عبدالعزیز کی جائداد واگزاشت ہونے کی تجویز منظور کرلی تھی[1]
معلوم ہوتا ہے کہ جب شاہ عبدالعزیز صاحب کو دہلی میں دوبارہ رہنے کی اجازت مل گئی تو وہ پرانی دہلی (کوچہ ابنیار) اور پھر حویلی خان دوراں خاں (کلاں محل) میں مقیم رہے چنانچہ پرانی دہلی کے قیام میں بھی شیعہ حضرات کی طرف سے ایذارسانی کا سلسلہ جاری رہا[2] پھر مکانات واگزاشت ہوگئے ہوں گے اور صحرائی جائداد باقی رہ گئی ہوگی جو انگریزی حکومت کے قیام کے بعد واگزاشت ہوئی مگر ان شدائد و مصائب کے باوجود شاہ عبدالعزیز نے اپنے تبلیغی اور اصلاحی مشن کو جاری رکھا۔ ملفوظات عزیزی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا[3]

"غازی الدین حیدر بلا منصب و جاگیر مجھے طلب کرے تو میں جانے کو تیار ہوں بشرطیکہ تعرض نہ کرے اور انشاءاللہ خلقت الٰہی کو بڑی ہدایت ہوگی اور میں اپنی تقریروں میں مناسب تبدیلی کرکے ان کو مفید بنا دوں گا اور نئے انداز کی تقریریں کرونگا

---

[1] جائداد اور اس کی واگزاشت ہونے کے متعلق ملاحظہ ہو "پریس لسٹ آف اولڈ ریکارڈس ان دی پنجاب سکرٹریٹ" جلد اول (دہلی رزیڈنسی اینڈ ایجنسی ۱۸۰۶-۱۸۵۷ء) لاہور ۱۹۱۵ء ممکن ہے شاہ عبدالعزیز دہلوی کی یہ اصل درخواست لاہور کے ریکارڈ آفس میں موجود ہو۔

[2] ملاحظہ ہو ملفوظات شاہ عبدالعزیز (ترجمہ مفتی انتظام اللہ شہابی و مولوی محمد علی) صفحہ ۵۵، ۱۱۲، ۱۱۶ (پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز، کراچی ۱۹۶۰ء)

[3] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۱۱۱

057 www.taemeernews.com

جو عوام میں مقبول ہونگی اور لوگ فریفتہ ہوں گے۔"

اس زمانے میں شیعیت کے فروغ کے ساتھ "تفضیلیت" کا بھی باقاعدہ پرچار ہوا بلکہ شیعیت کا پہلا زینہ تفضیلیت ہی ہے یہ لوگ حضرت علیؓ کو شیخین السیدین حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر من حیث الوجوہ فضیلت دیتے ہیں۔ پنجتن پاک اور چہاردہ معصوم کا عقیدہ رکھتے ہیں، ائمہ طاہرین کا دم بھرتے اور محرم میں عزاداری کرتے ہیں۔ متصوفین کے ذریعے تفضیلیت کی تبلیغ و اشاعت ہوئی ہے اکبر کے زمانے کے مشہور صوفی شیخ میر عبدالواحد بلگرامی (۱۰۱۷ھ / ۱۶۰۸ء) نے اپنی معرکتہ الآرا تصنیف سبع سنابل کا پہلا سنبلہ (باب) تفضیلی عقائد اور مفضلہ سادات ہی کے رد میں لکھا ہے شاہ عبدالعزیز کے زمانے میں تفضیلی عقائد کی نشر و اشاعت میں حضرت شاہ فخر الدین دہلوی (ف ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء) نے سب سے زیادہ حصہ لیا وہ باقاعدہ شیعہ حضرات کو بیعت کرتے تھے امام باڑے جاتے، ایک روپیہ نذر کرتے اور پانی کی سبیل لگاتے بلکہ شیعہ لوگ ان کو شیعہ اور سنّی ان کو سنّی سمجھتے تھے[۱] ایک مرتبہ شاہ عبدالعزیز نے شیعوں کے بیعت کرنے پر شاہ فخر صاحب پر اعتراض کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ شیعہ اس طرح (بیعت کرنے سے) سب و شتم اور تبرا سے باز آجاتے ہیں[۲] اگرچہ یہ بات کسی حد تک درست ہو لیکن شیعوں کے دوسرے معتقدات کی اشاعت بھی عام

۱؎ ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۱۲۱

۲؎ ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۷۹

058 www.taemeernews.com

سنیوں میں اسی اختلاط کی وجہ سے ہوئی اور عوام اہل سنت میں پنجتن پاک، آئمہ معصومین، چہاردہ معصومین، بارہ امام، امام ضامن، بی بی کی صحنک اور دوسرے شیعہ معتقدات و معمولات نے جڑ پکڑی اور پھر اس کا نقطۂ عروج مراسم محرم اور تعزیہ داری کی شکل میں ظاہر ہوا حضرت شاہ فخر دہلویؒ کے خلیفہ شاہ نیاز احمد بریلویؒ (ف ۱۲۵۰ھ ۱۸۳۴ء) روہیل کھنڈ میں تفضیلی عقائد کے سب سے بڑے مبلغ ہیں ان کے افکار سمجھنے کے لئے صرف ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے [۱]

"حضرت نیاز بے نیاز کا معمول تھا کہ دوپہر کو اندر مکان کے قیلولہ فرما کر قبل نماز ظہر خانقاہ میں برآمد ہوتے تھے لیکن ایک روز ایسا ہوا کہ آپ وقت معین پر خانقاہ میں تشریف نہیں لائے ظہر کا وقت گزر گیا اور عصر کا وقت قریب آگیا اس وقت خادمان و غلامان موجود خانقاہ اس خلاف معمول امر سے سخت پریشان ہوئے اور زنانہ مکان کی ڈیوڑھی پر حاضر ہو کر سبب عدم تشریف آوری کا دریافت کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ میرے خانقاہ نہ آنے کا یہ باعث ہے کہ تم خانقاہ میں ایسی کتاب لائے ہو جس میں مولا علی کی شان میں طریق گستاخانہ

---

[۱] راز و نیاز (حالات و ملفوظات شاہ نیاز احمد بریلوی) مرتبہ نصیر الدین حسین صفحہ ۶۹ (نظامی پریس بدایوں سال طباعت ندارد)

www.taemeernews.com

کا استعمال کیا ہے اس کتاب کو ہماری خانقاہ سے باہر کرو جب ہم خانقاہ میں آئیں گے یہ سن کر حاضرین میں سے ایک صاحب نے معذرت کی کہ فی الحقیقت یہ خطا مجھ سے ہوئی ہے۔ آج دوپہر کو میں ایک دوست سے کتاب تحفۂ اثنا عشریہ پڑھنے کے لئے خانقاہ میں لے آیا تھا اب فوراً کتاب واپس کرتا ہوں غرض جب کتاب خانقاہ سے چلی گئی. جب حضرت خانقاہ میں تشریف لائے کتاب تحفۂ اثنا عشریہ درحقیقت تصنیف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ہے اگرچہ انہوں نے اس کو اپنے ایک شاگرد کے نام سے شائع کیا"

اس کے بعد مؤلف راز و نیاز نصیرالدین صاحب نے حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی مزید تخفیف، تنقیص بلکہ تبرا کیا ہے[۱] اسی کے قریب زمانے میں حضرت شاہ دلدار علی مذاق بدایونی (ف ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء) مشہور تفضیلی بزرگ گذرے ہیں[۲] انہوں نے روہیل کھنڈ میں سب سے پہلے علی کرم اللہ وجہہ کا میلاد شریف "میلاد مصطفوی و مرتضوی" لکھا اور مروج کیا اسی طرح حضرت علیؓ کا ایک سہرا لکھا جو اکثر شادی کے موقعہ پر گایا جاتا ہے اس

۱؎ راز و نیاز (حصہ اول) صفحہ ۶۹ — ۷۰

۲؎ شاہ دلدار علی مذاق کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو تذکرۃ الواصلین از رضی الدین بدایونی صفحہ ۲۶۲ — ۲۶۴ (نظامی پریس بدایوں ۱۹۴۵ء)

060 www.taemeernews.com

سہرے کا پہلا شعر ہے ؎

علی نوشہ بنا سہرا بندھا مشکل کشائی کا
ملا خلوت نبی سے خلق کی حاجت روائی کا

اودھ میں تفضیلیت کی اشاعت تکیۂ کاکوری کے مشہور قلندریہ مشائخ کے ذریعہ ہوئی انہوں نے یہ صور اتنی بلند آہنگی سے پھونکا کہ جس کی صدائے بازگشت آج تک سنائی دیتی ہے۔ اضلاع سہارن پور، میرٹھ، مظفر نگر اور بلند شہر میں بھی تفضیلی عقائد تیزی سے پھیلے ان میں بعض تو شیعہ ہو گئے[1] دیوبند میں تو (تمام شیخ عثمانی) تفضیلی تھے[2] نانوتہ کے صدیقی شیخ زادگان میں شیخ تفضل حسین بن شیخ علی محمد شیعہ ہو گئے تھے[3] شیعہ اور سنی حضرات میں آپس میں شادی بیاہ ہوتے تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں[4]

"بنواحے کہ زاد و بوم احقر است شیعان و سنیان چناں مخلوط اند کہ رشتہ در ابطہ قرابت طرفین را بطرفین محکم و مستحکم است"

دیوبند کے ایک عثمانی شیخ زادے شیخ احمد بن مولوی محمد وجیہہ الدین عثمانی نے تفضیلیت کے بعد شیعہ مسلک اختیار کیا اور اس کی تبلیغ کے لئے ایک کتاب انوار الہدیٰ

---

[1] حکایات اولیاء صفحہ ۱۴۱

[2] سوانح قاسمی جلد اول از مولانا مناظر احسن گیلانی صفحہ ۱۶

[3] سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۶۲ - ۶۳

[4] فیوض قاسمیہ از مولانا محمد قاسم نانوتوی صفحہ ۵ - ۶ (کتب خانہ اعزازیہ دیوبند، سال طباعت ندارد)

061 www.taemeernews.com

لکھی اس کتاب کے آغاز میں وہ خود لکھتے ہیں[1]

"خاکسار ذرۂ بے مقدار شیخ احمد بن جناب مولانا مولوی محمد وجیہہ الدین صاحب عثمانی ساکن دیوبند ضلع سہارن پور مضاف صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد خدمت ارباب تحقیق میں عرض کرتا ہے کہ سن شعور سے از روئے عقیدۂ آبائی یہ عاجز متمسک طریقہ اہل سنت وجماعت کا تھا اور اس مذہب کے حق ہونے پر بہایت درجہ غلو رکھتا تھا اور فرقہ شیعہ سے بالخصوص ایک قسم کی نفرت تھی مگر خارج از مذہب ایک یہ عقیدہ کہ جناب علی مرتضیٰ جمیع صحابہ سے افضل ہیں درحقیقت ورثہ پدری میں پہنچا تھا اور اگرچہ بمتسکان طریقہ امامیہ سے ایک کاوش تھی لیکن اس عقیدہ پر بہایت مستقل طور سے قائم تھا

اب اس عقیدہ کا نتیجہ کیا نکلا وہ ملاحظہ ہو[2]

"اب بالکل یقین اس بات کا ہو گیا کہ مذہب اہل سنت والجماعت کسی طرح مذہب حق نہیں ہے بلکہ مذہب امامیہ اثنا عشریہ برحق ہے اور معلوم ہوا کہ میاں جعفر زٹلی کا یہ قول صحیح ہے کہ "السنی متمسک مذہب ناحق بزور مجادلہ"

---

[1] انوار الہدیٰ از شیخ احمد بن مولوی وجیہہ الدین عثمانی صہ ۲ (مطبع اثنا عشری دہلی ۱۳۰۹ھ)

[2] انوار الہدیٰ صہ ۴

062 www.taemeernews.com

حضرت شاہ عبدالعزیز کے زمانے میں بعض مشہور مشائخ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور ہم نے حضرت فخر الدین دہلویؒ اور شاہ نیاز احمد بریلویؒ وغیرہ کا ذکر کیا ہے یہاں ہم ایک واقعہ مجالس رنگیں سے نقل کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوسکے گا کہ پیری مریدی کے ذریعہ سے بھی اثنا عشری مسلک کس خوبی سے پروان چڑھا سعادت یار خاں رنگیں لکھتے ہیں [1]

"سہارن پور کے قریب ایک اشرافوں کا شہر ہے اس کو منہاروں کا رام پور کہتے ہیں اس میں ایک جدی آدھے سنی آدھے شیعہ آباد ہیں مگر ہمیشہ ان سب میں باعث دین کے نزاع رہتی ہے پر ہر ایک اپنے مذہب سے دل شاد ہیں ہرگاہ فرقہ سنیوں کا کچھ لکھنؤ میں زیادتی شیعوں کی سنیوں پر سنتے ہیں تو باہم نہایت غم کرتے ہیں اور آزردہ ہوتے ہیں اور جب فرقہ شیعوں کا کچھ رام پور جو افغانوں کا ہے اس میں کچھ زیادتی سُنیوں کی شیعوں پر سنتے ہیں تو باہم مل کر ماتم کرکے روتے ہیں۔ قصہ کوتاہ اب کی سال جو فرقہ شیعوں نے سنا کہ میاں صابر بخش پیرزادے نے امام باڑہ بنا کر تعزیہ داری اختیار کی اور پیر محمدی صاحب کو جو بڑے مشائخ سنیوں کے تھے انہوں نے محرم میں سر بازار کھبس اڑا کر اور سینہ زنی اور ماتم کرکرا اپنی ماتم داری اظہار

---

[1] اخبار رنگیں صفحہ ۱۷ ـ ۱۸

063 www.taemeernews.com

کی تو انہوں نے کمال اس بات کی شادی کی کہ سبحان اللہ ایسے
دو مشائخ زبردست گروہ سنیوں میں سے اس مذہب کو اچھا
جان کر داخل ہو کر ظاہر ہوئے اور فرقہ سنی یہ سمجھ کر نہایت
خوش ہوئے کہ الحمد للہ کہ جو چور ہم میں چھپے ہوئے لوگوں کو
مرید کر کر گمراہ کرتے تھے ہم ان سے باہر ہوئے"

شاہ میر محمدی (ف ۱۲۱۰ھ) حضرت شاہ فخر الدین دہلوی کے خلیفہ ہیں[1] صابر بخش (ف ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۰ء) چشتی صابری سلسلہ کے دہلی کے مشہور بزرگ ہیں[2] حضرت شاہ فخر الدین دہلوی کے ایک مرید و خلیفہ مشہور شاعر مرزا قمر الدین منت (ف ۱۲۰۸ھ/۱۷۹۳ء) تھے[3] انہوں نے کھلم کھلا شیعہ مسلک اختیار کر لیا قمر الدین منت کے متعلق مولوی عبد القادر رام پوری لکھتے ہیں[4]

---

[1] میر محمدی بیدار کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو (۱) مقدمہ دیوان بیدار از جلیل احمد قدوائی صفحہ ۲-۱۴ (ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد ۱۹۳۵ء) مجموعہ نغز از قدرت اللہ قاسم (مرتبہ پروفیسر محمود شیرانی صفحہ ۱۱۷-۱۱۸ (لاہور ۱۹۳۳ء)

[2] ملاحظہ ہو علم و عمل (وقائع عبد القادر خانی) صفحہ ۲۶۲-۲۶۳، آثار الصنادید صفحہ ۲۳-۲۴ (باب چہارم) (لکھنؤ ۱۸۷۶ء)

[3] قمر الدین منت کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو (۱) علم و عمل (وقائع عبد القادر خانی) جلد دوم صفحہ ۲۰۰-۲۰۱ (۲) لکھنؤ کا دبستان شاعری از ابو اللیث صدیقی صفحہ ۱۲۹-۱۳۲ (لاہور ۱۹۵۵ء) (۳) مجموعہ نغز جلد دوم صفحہ ۲۱۵ (۴) فخر الطالبین (ملفوظات شاہ فخر الدین دہلوی) مرتبہ نور الدین حسینی صفحہ ۱۹-۲۰ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۵ھ)

[4] علم و عمل (وقائع عبد القادر خانی) جلد دوم صفحہ ۲۰۰-۲۰۱

064 www.taemeernews.com

"میر قمر الدین منت جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے
عزیزوں میں سے ہیں اور یگانۂ آفاق جناب مولوی فخر الدین
اورنگ آبادی مولداً و دہلوی مرقداً طاب ثراہ کے مرید ہوئے
اور ایک عالم کے مرشد ہو گئے .... قمر الدین منت نے کچھ عرصہ کے
بعد لکھنؤ میں نواب حسن رضا خاں اور حیدر بیگ خاں کا تقرب
حاصل کر لیا اپنے کو اثنا عشری ظاہر کیا۔ اور اس راہ (مذہب
اہل سنت) سے پھر گیا حیدر بیگ خاں کی رفاقت میں کلکتہ
آیا اور مر گیا"

قمر الدین منت شاہ ولی اللہ کے پروردش یافتہ اور شاہ عبد العزیز کے عزیز اور شاگرد تھے[1] شاہ صاحب نے اصول حدیث کی مشہور کتاب عجالۂ نافعہ ان ہی کے لئے قلم بند فرمائی[2]

تعزیہ داری اور مرثیہ خوانی وغیرہ کے زور شور کو دیکھ کر شاہ غلام علی مجددی (ف ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء) اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں[3]

"درویشاں ایں شہر اسماء می خوانند و تعویذہا می نویسند برائے
تسخیر و رجوع خلق و تفضیل جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

---

[1] قمر الدین منت کے شیعہ ہونے کا اشارہ ملفوظات عزیزی میں بھی ملتا ہے ملاحظہ ہو ملفوظات شاہ عبد العزیز صہ ۹۲
[2] عجالۂ نافعہ از شاہ عبد العزیز دہلوی صہ ۲ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۸ھ)
[3] مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی مرتبہ رؤف احمد مجددی صہ ۱۶۱ (لاہور ۱۳۷۱ھ)

برخلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم می نمایند و تعزیہ ہا می سازند و مرثیہ ہا می شنوند وامر می کنند بایں دوکار و شنیدن طنبور و سارنگی و بدعتہا طریقہ دارند

ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں[1]

"تعزیہ ساختن و مرثیہ خواندن و تصویر پیش خود داشتن و تراشیدہ نام قدم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم برآں نہادہ خلق را سنگ پرست ساختن و قصر ریش کردن، و نماز ترک قومہ و جلسہ و طمانیت ضائع نمودن ولہو ہا و مرغ جنگا بیدن و نغمۂ تار طنبور و اعمال جوگیاں وانواع اذکار کہ از قدما مروی نیست معمول داشتن طریقۂ صحابہ نیست"

ایک اور خط میں لکھتے ہیں[2]

"شنیدن تار و نغمہ و تعزیہ ہا و مرثیہ ہا وصور تصاویر... معاذ اللہ اکابر چشتیہ و قادریہ رحمۃ اللہ علیہم ما مریداں را بایں بدعتہا نفرمودہ اند"

یہ حضرات بعض اوقات امام مسجد اور پیش نماز بن کر بھی جمہور اہل سنت کی مساجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے اور اس طرح اپنے مسلک کی تبلیغ

---

[1] ایضاً صفحہ ۱۵۹

[2] ایضاً صفحہ ۱۴۹

066 www.taemeernews.com

کرتے رہے ہیں۔ ایک مشہور شیعہ مشنری لقار علی حیدری بدایونی (ف ۱۹۶۴ء) اپنی خود نوشت حالات میں لکھتے ہیں [1]

" رنگون کی مجالس کے سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پہلے دن چاند صاحب (مہتمم مجالس) نے فرمایا کہ بنگالی مسجد کے امام چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریر سے قبل کچھ بیان کریں میں نے منظور تو کر لیا لیکن یہ اندیشہ ہوا کہ اگر انہوں نے کچھ ہمارے عقیدے (شیعی مسلک) کے خلاف بیان کیا تو مجبوراً جواب دینا پڑے گا بہر حال وہ جناب مجلس میں تشریف لائے ان کا حلیہ یہ تھا۔ بہت لانبی داڑھی، عبا و قبا و جبہ دستار سے مزین، لانبا عصا، ہاتھ میں متعدد رنگ برنگ کی تسبیحیں گلے میں ڈالے، لوگ تعظیم کو کھڑے ہوئے میں نے بھی تعظیم کی، دعا دی، چند منٹ کے بعد منبر پر تشریف لے گئے، پہلے ایک فارسی قصیدہ حضرت امیر المومنین کی شان میں شمس تبریز یا کسی دوسرے نامی صوفی کا پڑھا پھر چند منٹ کچھ فضائل اہل بیت اور خاتمہ پر جناب علی اصغر کی شہادت بیان کی۔ تقریر کے بعد کہنے لگے میں تقریر کرنے نہیں آیا تھا صرف حیدری صاحب کا بیان سننے آیا ہوں، وہ منبر سے اترے اور میں نے ایک گھنٹے کے قریب فضائل و مصائب حضرات اہل بیت اطہار بیان کئے، لوگ

---

[1] سرگزشت از لقار علی حیدری صہ ۳۶ - ۳۷ (کراچی ۱۹۶۳ء)

067 www.taemeernews.com

بے حد متاثر ہوئے ختم تقریر کے بعد مجھ سے گلے ملے اور میرے کان میں کہا "نجم الحسن[1] سے کہہ دینا کہ علی حسین ملا تھا" جب میں نے لکھنؤ پہنچ کر قبلہ و کعبہ سے یہ سارا واقعہ بیان کیا بے ساختہ کھل کھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا یہ مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ کے شاگرد ہیں"

اس دور میں جو غیر مسلم داخل اسلام ہوتے تھے وہ اثنا عشری مسلک کے متبع نظر آتے ہیں اس سلسلہ میں محمد حسین قتیل فرید آبادی (ف ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء) اور مکند رام فدوی لاہوری کی مثالیں موجود ہیں کہ یہ دونوں نو مسلم عقیدتاً شیعہ تھے اور اس مسلک کا اس قدر غلبہ تھا کہ ہندو مصنفین بھی حمد و نعت کے بعد منقبت علیؑ یا ائمہ اطہار لکھنی ضروری سمجھتے تھے، وقائع عالم شاہی کا مولف کنور پریم کشور فراقی لکھتا ہے[2]

"صلوات بے غایات و نیاز بے نہایات بر ابن عم و وصی علیم او کہ مظہر العجائب و اسد اللہ الغالب و صاحب ذوالفقار و قسیم الجنۃ والنار است"

دیا شنکر نسیم مثنوی گلزار نسیم میں لکھتے ہیں

---

[1] نجم الحسن مشہور مجتہد و مہتمم مدرستہ الواعظین لکھنؤ

[2] وقائع عالم شاہی از کنور پریم کشور فراقی مرتبہ امتیاز علی خاں عرشی ص ۲ (رام پور ۱۹۴۹ء)

068 www.taemeernews.com

پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے
یعنی کہ مطیع پنجتن ہے

راجا رتن سنگھ زخمی (ف ۱۲۶۷ھ) ایک "قصیدہ ہفت بند" حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں (۱۲۵۴ھ ۱۸۳۸ء) میں لکھا ہے اس کے آخری بند کے تین شعر درج ذیل ہیں[1]

تاب درد و غم ندارد بیش ازیں زخمی دگر
زود رحمے کن بحالش اے شہ والا مقام
تا بکے ایں درد غربت تا کے ایں رنج سفر
در بریلی باز کے بینیم دل خود را بکام
بر تو شاہا صد سلام و بر تو شاہا صد درود
زخمی غم دیدہ را بہر خدا دریاب زود[2]

اس دور میں امارت و وزارت، جاگیرداری و منصب داری کے عہدوں پر شیعہ حضرات فائز تھے اور رفاہ معیشت بھی ان کو حاصل تھی اسی لئے فریقین اہل سنت و اہل تشیع میں مناکحت و مصاہرت کے رشتے بھی ہوتے تھے اور اس طرح بھی ان کے مسلک کی اشاعت ہوتی تھی قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ ۱۸۱۰ء) اپنے وصیت نامہ میں ان امور کی طرف خاص طور سے نشان دہی کرتے

---

[1] قصیدہ ہفت بند حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیلئے دیکھئے مصنف علی گڑھ بابت ماہ اپریل ۱۹۴۶ء
[2] بعض حضرات کا خیال ہے کہ مزاقی اور زخمی مسلمان ہو گئے تھے اگر ایسا ہے تو وہ ندوی اور تبیل کیا معنوں ہونگے

069 www.taemeernews.com

ہوئے فرماتے ہیں[1]

" از جملہ تقدیم مصلحت دینی بر مصلحت دنیوی آنست کہ درمناکحت دینداری کا منظور دارد چوں دریں زمانہ دریں شہر مذہب روافض بسیار شیوع یافتہ است و شرفا بیشتر بر علو نسب یا رفاہ معیشت نظر می دارند اول رعایت دیں باید کرد دختر بکسے رافضی یا متہم برفض اگرچہ صاحب دولت عالی نسب باشد نباید داد روز قیامت سوائے دین و تقوی ہیچ بکار نخواہد آمد و نسب را نخواہند پرسید۔"

قاضی صاحب اپنی معرکتہ الآرا تصنیف السیف المسلول کے آغاز میں "مذہب روافض بسیار شیوع یافتہ است" کی تشریح اس طرح کرتے ہیں[2]

" روافض خصوصاً اثنا عشریہ و زیدیہ ...... دریں وقت دریں دیار مذہب اثنا عشریہ ظہورے پیدا کردہ و بسبب جہل و حمق اکثر اہل زماں خصوص بعض از اہل بلدہ پانی پت کہ آباء و اجداد شاں اہل سنت و ایمان بودند گمراہ شدند فقیر خواست کہ کتاب بعبارت فارسی آسان در رد روافض نولسید تا ہر عامی ازآں نفع گیرد و شاید کہ کسے براہ ہدایت آید و اجر و ثواب

---

[1] مجموعہ وصایا اربعہ مرتبہ محمد ایوب قادری صفحہ ۱۸۹-۹۰ (شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد ۱۹۶۴ء)

[2] السیف المسلول از قاضی ثناء اللہ پانی پتی ص ۲ (مطبع احمدی دہلی ۱۲۶۸ھ)

070 www.taemeernews.com

براقسم عاید گردد"

قاضی صاحب نے عبدالرحیم شیعی ملتانی کے رد میں ایک اور رسالہ "شہاب ثاقب لرد الروافض الشیاطین المار دین" تصنیف کیا جو مطبع محمدی دہلی میں طبع ہو چکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعیت و تفضیلیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو اس دور میں اکابر مشائخ نقشبندیہ شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ، حضرت شاہ غلام علی نقشبندیؒ، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ وغیرہم نے بڑی پامردی اور ہمت سے روکا اور ان حضرات کے بعد سب سے زیادہ کوشش اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے کی نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ یہ سیلاب بڑھتے بڑھتے خود ان کے خاندان میں داخل ہو چکا تھا[1] ان کے شاگرد اور رشتہ دار قمرالدین منت شیعہ ہو چکے تھے ان حالات میں شاہ عبدالعزیز نے قلمی جہاد فرمایا۔ اس سلسلہ میں ان کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی دو معرکۃ الآرا تصانیف ازالۃ الخلفاء اور قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین نے مشعل راہ کا کام دیا ہوگا۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد کے مشن کو جاری رکھا اور "ہرچہ پدر تمام نہ کند پسر تمام کند" کے مقولہ کو ثابت کر دکھایا۔

اس سلسلہ میں شاہ عبدالعزیز کی سب سے معرکۃ الآرا تصنیف

---

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صہ ۹۲

تحفہ اثنا عشریہ" ہے جو اپنے موضوع پر نہایت مدلل، مفصل، متوازن اور واضح کتاب ہے۔ علمائے محققین اس کی تعریف میں رطب اللساں اور علمائے مخالفین اس کے دلائل و براہین کے سامنے عاجز ہیں شاہ صاحب کا انداز بیان نہایت حکیمانہ اور متاثر کن ہے۔ کلامی مباحث کو دل نشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ رشتۂ اعتدال کو کہیں ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے۔ حوالے نہایت ذمہ داری اور احتیاط سے نقل کیے گئے ہیں۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں[۱]

دریں رسالہ آنچہ زکتب معتبر شیعہ منقول است احتمال افترا و بہتان را درآں گنجائش نہ بد زیرا کہ کتب منقول عنہا از مشاہیر کتب شیعہ و معتبرات ایشاں اند باید کہ بے دماغی نفرماید و نقل را با اصل مطابقت دہد و از اں نترسد کہ اگر صحت نقل ظاہر شود تقبل آں لازم گردد۔"

تحفۂ اثنا عشریہ کے سبب تالیف کے متعلق خود شاہ صاحب لکھتے ہیں[۲]

"غرض از تسوید ایں رسالہ و تحریر ایں مقالہ آں است کہ دریں بلاد کہ ما ساکن آنیم و دریں زماں کہ ما درآنیم رواج مذہب اثنا عشریہ و شیوع آں بحدے اتفاق افتادہ کہ کم خانہ باشد

---

[۱] تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبدالعزیز صہ ۳

[۲] تحفہ اثنا عشریہ صہ ۲ (فخر المطابع دہلی ۱۲۶۹ھ)

072 www.taemeernews.com

کہ یک دو کس ازاں خانہ باں مذہب متمذہب نباشند و راغب بایں عقیدہ نشوند لیکن اکثرے از حلیہ علم تاریخ واخبار خود عاطل واز احوال اصول واسلاف خود بے خبر و غافل می باشند و ہر گاہ در محافل و مجالس با اہل سنت وجماعت گفتگو می نمایند کج مج می گویند و شرمندہ می آرند حسبۃ للہ تعالیٰ، بتحریر ایں رسالہ پرداختہ شد تا در وقت مناظرہ از جادۂ خود بیروں نروند واصول خود را منکر نشوند و در بعضے از امور واقعی شک و تردد را راہ ندہند و دریں رسالہ التزام کردہ شد کہ در نقل مذہب شیعہ و بیان اصول ایشاں والزاماتے کہ عاید بایشاں می شود غیراز کتب معتبرہ ایشاں منقول عنہ نباشد۔"

تحفہ کو بارہ اماموں کی نسبت سے مندرجہ ذیل بارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب اول، در کیفیت حدوث مذہب تشیع وانشعاب آں بفرق مختلفہ

باب دوم، در مکائد شیعہ وطرق اضلال وتلبیس

باب سوم، در ذکر اسلاف شیعہ علماء وکتب ایشاں

باب چہارم، در احوال اخبار شیعہ وذکر رواۃ اینہا

باب پنجم، در الٰہیات

باب ششم، در نبوات

باب ہفتم، در امامت

073 www.taemeernews.com

باب ہشتم ، در معاد
باب نہم ، در مسائل فقہیہ
باب دہم ، در مطاعن خلفاء ثلثہ وام المومنین و دیگر صحابہ
باب یازدہم ، در خواص مذہب شیعہ، اوہام، تعصبات، ہفوات
باب دوازدہم ، در تولا و تبرا

شاہ صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ بارھویں صدی کے گذرنے کے بعد لکھا ہے خود فرماتے ہیں[1]

"بعد از انقضاء قرن ثانی عشر از ہجرت خیر البشر علیہ التحیۃ و السلام صورت تالیف پذیرفت وجلوۂ ظہور گرفتہ"

خاتمہ کتاب میں لکھتے ہیں[2]

"ایں نسخہ عجیبہ کہ مسمیٰ بہ تحفہ اثنا عشریہ است بعد از گزشتن دوازدہ قرن صدی از ہجرت حضرت خیر الانام علیہ وعلیٰ اہل بیتہ واصحابہ التحیہ والسلام سمت تحریر یافت، نقش اختتام پذیرفت"

تحفہ اثنا عشریہ ۱۲۰۴ھ/۱۷۸۹-۹۰ء میں تالیف ہوا کسی نے تاریخ تالیف کہی ہے[3]

تحفہ را ایک تن مداں کہ درد سوئے ہر معرفت سراغ آمد

۱-۲؎ تحفہ اثنا عشریہ صہ ۲، ۷۰۱
۳؎ ملفوظات عزیزی صہ ۷

074 www.taemeernews.com

سوئے الفاظ معانی اش بنگر — ہست دریا کہ در ایاغ آمد
بسکہ نور ہدایت است ویقین — سال تصنیف "چراغ" آمد

۱۲۰۴ھ

تحفہ اثنا عشریہ کے رد میں شاہ صاحب کے ایک معاصر حکیم مرزا محمد المتخلص بہ کامل دہلوی (ف ۱۲۳۵ھ/۱۸۱۹-۲۰ء) نے سب سے پہلے قلم اٹھایا اور انہوں نے تحفہ اثنا عشریہ کی تالیف کے دو سال بعد ایک کتاب نزہت اثنا عشریہ ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱-۲ء میں تالیف کی[1] تحفہ اثنا عشریہ ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خاں امیر الامراء کے مرنے کے بعد لکھا گیا۔ مرزا کا انتقال ۶ اپریل ۱۱۹۶ھ/۱۷۸۲ء میں ہوا ہے[2]

مرزا نجف خاں کے مرنے کے بعد دہلی کی سیاست پر مرزا نجف خاں کی بہن خدیجہ سلطان بیگم، اور اس کی پارٹی کے چار ممتاز رکن افراسیاب، مرزا شفیع، نجف قلی خاں اور محمد بیگ ہمدانی پوری طرح اثر انداز رہے[3]۔ اول الذکر افراسیاب اور مرزا شفیع نجف خاں کے پروردے اور متبنیٰ تھے اور مرزا نجف خاں کے مرنے کے بعد یہی دونوں امیر الامرائی کے منصب پر قابض ہوتے گئے ان دونوں کے خاتمہ کے بعد مہاداجی سندھیا اور غلام قادر روہیلہ کا عمل دخل ہوا

۱؎ نجوم السماء کی تالیف ۱۲۸۶ھ میں ہوئی ہے اور اس وقت وہ لکھتا ہے کہ نزہت اثنا عشریہ کی تالیف کو اسی سال ہو گئے (ملاحظہ ہو نجوم السماء صفحہ ۳۵۹)

۲-۳؎ اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو فال آف دی مغل ایمپائر جلد سوم صفحہ ۱۶۴-۱۹۷ (کلکتہ ۱۹۵۲ء)

075 www.taemeernews.com

مگر اس وقت بھی شیعہ امراء زین العابدین (برادر مرزا نجف خاں) نجف قلی خاں، محمد بیگ ہمدانی اور اسماعیل بیگ ملکی سیاست پر بری طرح چھائے ہوئے[1] تھے ان لوگوں کے اقتدار، تشیع کے عام غلبہ اور اودھ کے نواب وزیر کے سیاسی اثر و استیلاء کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبد العزیز نے تحفۂ اثنا عشریہ میں بحیثیت مصنف اپنا نام لکھنا مناسب نہ سمجھا اور انہوں نے مصنف کی حیثیت سے اپنا غیر معروف (تاریخی) نام "غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد"[2] لکھا ہے تحفۂ اثنا عشریہ نے شیعیت اور تفضیلیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کو روکنے میں بہت کام کیا۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں[3]:

"غرض کہ منظور رز ایں مذہب بود کہ مردم بدیدان ایں کتاب درآں اعتقاد سست شوند یا ترک نمایند الحمد للہ کہ ایں معنی حاصل شد۔۔۔ منظور فقیر ازیں مقدمات سلوک ایں طریق جدید بر اذہان اولی الالباب و طالبان راہ صواب بود الحمد للہ کہ حاصل شد"

---

[1] اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو فال آف دی مغل ایمپائر جلد سوم صہ ۱۶۴-۱۶۷ (کلکتہ ۱۹۵۲ء)

[2] شاہ عبد العزیز کے والد شاہ ولی اللہ دہلوی کا نام قطب الدین احمد بھی تھا

[3] فتاوائے عزیزی جلد اول (بہ تصحیح مولوی محمد احسن نانوتوی) صہ ۱۳۱ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۱ھ)

076 www.taemeernews.com

مرزا محمد علی مؤلف نجوم السماء لکھتے ہیں [1]

"چوں فاضل عزیز تحفہ خود را ..... ظاہر نمود، ضلالت شیوع گرفت و مردم جہاں ناحق بے لطف آں گردیدند"

تحفہ اثنا عشریہ کے متعلق سرسید احمد خاں (ف ۱۸۹۸ء) لکھتے ہیں [2]

"اوائل حال میں فرقۂ اثنا عشریہ نے شورش کو بلند کیا اور باعث تفرقہ خاطر جہال اہل تسنن کے ہوئے حضرت (شاہ عبدالعزیز) نے بسبب التماس طالبین کمال کے کتاب تحفہ اثنا عشریہ کہ غایت شہرت محتاج بیان نہیں بدل توجہ قلیل بصرف اوقات وجیزے بایں کثرت ضخامت تصنیف کی کہ وقت عبارت اس کتاب کی اس طرح سے زبانی ارشاد کرتے جاتے تھے کہ گویا از بر یاد ہے اور حوالہ کتب شیعہ کے جن کو علمائے فرقہ مذکور نے شاید بجز نام کے سنا نہ ہوگا، باعتماد حافظہ بیان ہوتے جاتے تھے اور اس پر متانت عبارت اور لطائف و ظرائف جیسے ہیں ناظرین پر ہویدا ہے"

سرسید احمد خاں نے ۱۸۴۴ء میں تحفہ اثنا عشریہ کے دسویں اور بارھویں باب کا اردو ترجمہ "تحفہ حسن" کے نام سے شائع کیا [3] یہ دونوں باب خلفائے

---

[1] نجوم السماء، صہ ۳۵۳ [2] تذکرہ اہل دہلی (آثار الصنادید باب چہارم از سرسید احمد خاں) مرتبہ احمد میاں اختر جوناگڑھی، صہ ۵۳-۵۴ (انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۵۵ء) [3] سیرت فریدیہ از سرسید احمد خاں (مرتبہ حکیم محمود احمد برکاتی) صہ ۱۷ (پاک اکیڈمی، کراچی ۱۹۶۴ء)

077 www.taemeernews.com

ثلثہ، ام المومنین اور صحابہؓ کے مطاعن کے جواب اور تولا وتبرا کے بیان میں ہیں، سرسید نے یہ ترجمہ اپنے استاد مولوی نورالحسن صاحب کی مدد سے کیا تھا چنانچہ سید صاحب خود اسی میں لکھتے ہیں "مجھ میں ایسی قابلیت نہ تھی کہ جو میں اس کتاب کا ترجمہ کرسکتا لیکن استاذی مولوی نورالحسن کاندھلوی کی مدد سے یہ کام انجام کو پہنچا"[1] یہ تحفہ اثنا عشریہ کا (جزدی طور سے) پہلا اردو ترجمہ ہے جو سرسید احمد خاں کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جنگ آزادی سے دس بارہ سال پہلے بھی اس مسلک کا اس قدر زور تھا کہ سرسید احمد خاں جیسے معتدل مصلح نے بھی اس موضوع پر کتاب لکھنی ضروری سمجھی۔ حالانکہ جب علامہ شبلی نے "الفاروق" کی تالیف شروع کی تو سرسید احمد خاں کو خیال ہوا کہ کہیں شیعہ وسنی بحث پھر شروع نہ ہو جائے۔

تحفہ اثنا عشریہ کے متعلق شیخ محمد اکرم لکھتے ہیں[2]

"تحفہ اثنا عشریہ فی الحقیقت ایک عہد آفریں کتاب ہے اور شاہ عبدالعزیز نے اس کی تالیف میں بے حد محنت اور جاں فشانی

---

[1] سرسید کا علمی کارنامہ از قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی صفحہ ۳۵ (ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ۱۹۶۴ء)

[2] رود کوثر از شیخ محمد اکرام صفحہ ۵۷۱-۵۷۲ (لاہور ۱۹۵۸ء)

078 www.taemeernews.com

سے کام لیا اس سے پہلے مختلف شیعہ سنی مسائل پر کتابیں تصنیف
ہوئیں خود شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین،
ازالۃ الخلفاء اور بعض رسائل میں ان مسائل سے بحث کی تھی لیکن
ایسی جامع ومانع کتاب کوئی نہ تھی فی الحقیقت تحفہ اثنا عشریہ شیعہ
سنی مسائل کا ایک انسائیکلو پیڈیا ہے کتاب کا مطبوعہ نول کشوری
ایڈیشن بڑی تقطیع کے ساڑھے چھ سو صفحوں پر محیط ہے لیکن چونکہ
بیان میں بڑے ایجاز و اختصار سے کام لیا گیا ہے اس لئے مطالب و
معانی اور دلائل وحوالے بے شمار آگئے ہیں کتاب کے جامع ومانع
ہونے کے علاوہ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ روایات و
بیانات کے کے بیان میں فقط مستند اور معتبر شیعہ کتب
پر انحصار کیا گیا ہے اور تواریخ و تفسیر میں سے فقط ان ہی چیزوں
کو چنا ہے جن پر شیعہ سنی دونوں فریق متفق ہیں کتاب کی زبان اور
طرز بیان بھی متین اور مہذبانہ ہے"

علمائے شیعہ نے تحفہ کے رد میں پوری کوشش کی ہے مگر اس کے ساتھ ہی
شاہ عبدالعزیز کے علمی وقار و مرتبہ کو بھی مجروح کرنے کی مذموم سعی کی ہے کبھی تو یہ
الزام تراشا کہ اس کی تصنیف میں دوسرے علماء بھی شریک رہے ہیں اور اس بات کو
شہرت دی کہ یہ کتاب مسروقہ ہے اور خواجہ نصر اللہ کابلی کی "صوعق موبقہ" کا فارسی
ترجمہ ہے[1] لکھنؤ میں یہ اعتراض بڑی شد و مد سے کیا گیا۔ چنانچہ شاہ

---

[1] نجوم السماء صفحہ ۳۵۳۔ ۳۵۸

079 www.taemeernews.com

صاحب نے اپنے تلمیذ رشید مرزا حسن علی محدث لکھنوی (ف ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء) کے ایک استفسار کے جواب میں ایک طویل مکتوب ارقام فرمایا ہے جس سے نہ صرف یہ بے بنیاد اعتراض رفع ہوجاتا ہے بلکہ تحفہ اثنا عشریہ کے ماخذ اور اس کی ترتیب پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں [1]

" در وقت تصنیف تحفہ اثنا عشریہ از کتاب ہائے اہل سنت کہ در رد مذہب شیعہ و کتب شیعہ کہ در رد مذہب اہل سنت تالیف شدہ سہ قسم بہم رسیدہ بود قسم اول در مجادلہ ایں مسئلہ خاص یعنی اثبات خلافت خلفائے ثلثہ و در آں مثل نواقض الروافض و مرافض الروافض و صواعق محرقہ و شرح تجرید از طرف اہل سنت و مصائب النواصب و رد شبہات الاعور و اظہار الحق و سفینۃ النجات از طرف شیعہ قسم دوم آں کتاب ہا است کہ در مسئلہ امامت و شروط آں و مواقع آں بہ تفصیل تصنیف شدہ مثل بحث امامت در شرح مقاصد و شرح مواقف و طوالع الانوار و اربعین از طرف اہل سنت و تصانیف علامہ حلی و مقداد و حدائق مولفہ در رد صواعق محرقہ و مقداد از طرف شیعہ قسم سوم آں است کہ تمام مذہب شیعہ را ہم در الٰہیات و ہم در معاد و ہم در امامت و ہم در روایت احادیث و ہم در اصول رد

---

[1] فتاوی عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲۹-۱۳۱

080 www.taemeernews.com

کردہ اند مثل ابطال الباطل وصواعق مولفہ تالیف نصر اللہ کابلی از طرف اہل سنت ومنہج الحق علامہ حلی واحقاق الحق نیز ہمیں ترتیب دارد وابطال الباطل نیز ہمیں ترتیب دارد لیکن ترتیب صواعق بسیار مختصر وخوش نما بہ نظر آمد ہماں را اختیار کردہ شد مگر مبحث تولا وتبرا درآں نبود وشرح حدیث الثقلین نیز درآں نبود ومسئلہ انکار نبوت والحاد کہ لازم مذہب شیعہ است بشرح وبسط نیز درآں نبود ایں ابواب افزودہ شد وباب مطاعن در جواب آں اصلا درآں کتاب مذکور نیست ونیز در صواعق اکتفا بر دلائل کلامیہ نمودہ در روایات از کتب امامیہ کوشیدہ شد پس ایں کتاب را ترجمہ آں گفتن محض نظر بظاہر ترتیب آں می تواند شد مانند آں کہ مواقف را از طوالع ومسلم را از مختصر مختصر الاصول ابن حاجب ماخوذ دانند مگر فرق واضح شد پس فی الحقیقت ایں را ترجمہ قرار دادن کہ دور از عقل وادراک است در ہر دو کتاب نظر تامل بکار بردہ شود تا ایں خیال بالکلیہ زائل گردد"

تحفہ اثنا عشریہ متعدد مطابع میں چھپتا رہا ہے اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے پہلا اردو ترجمہ مولوی عبدالمجید خاں پیلی بھیتی نے کیا تھا جو ہدیۂ مجیدیہ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ حال میں کارخانہ تجارت کتب (کراچی) نے

081 www.taemeernews.com

بھی اردو ترجمہ شائع کیا ہے ترجمہ کے فرائض مولوی سعد حسن خاں یوسفی نے انجام دیئے ہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ کا عربی ترجمہ مولوی اسلمی مدراسی (ف ۱۲۷۲ھ) نے کیا کہا جاتا ہے کہ نواب علی محمد خاں والاجاہ کے صاحبزادے نے یہ عربی ترجمہ عرب بھیجا تھا۔[1] مولانا اسلمی کے عربی ترجمہ کی تلخیص مصر سے شائع ہو چکی ہے۔

اب ہم شیعہ علماء کی ان کوششوں کا جائزہ لیتے ہیں جو انہوں نے تحفہ اثنا عشریہ کے رد کے سلسلہ میں صرف کی ہیں اس ضمن میں حکیم مرزا محمد المتخلص بہ کامل دہلوی (ف ۱۲۳۵ھ) کا نام سرِ فہرست ہے وہ اپنے دور کے نامور فاضل اور طبیب تھے اور بقول مؤلف نجوم السماء تحفہ کی تالیف سے پہلے حکیم صاحب اور شاہ عبد العزیز کے درمیان آپس میں ملاقات کا سلسلہ جاری تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱ء میں نزہت اثنا عشریہ کتاب تالیف کی مؤلف نجوم السماء نے نزہت اثنا عشریہ کا ایک طویل اقتباس اپنی کتاب میں نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب تہذیب و متانت اور شرافت و ثقاہت کے دامن کو چھوڑ کر سب و شتم پر اتر آئے ہیں[2] مرزا احمد

---

[1] ملفوظات عزیزی ص ۷۰

[2] نجوم السماء ص ۳۵۵ تا ۳۵۷

082 www.taemeernews.com

نے نزہت اثنا عشریہ کا دوسرا نام نصرۃ المومنین وذلۃ الشیاطین رکھا[1] اس کتاب میں تحفہ کے پہلے، تیسرے، چوتھے، پانچویں اور نویں باب کا رد کیا گیا ہے مؤلف نجوم السمار کا بیان ہے کہ نزہت اثنا عشریہ کے جواب میں شاہ عبدالعزیز نے ایک رسالہ عزۃ الراشدین لکھا جس کے جواب دینے سے حکیم مرزا محمد نے اعراض کیا مگر ایک دوسرے شیعہ عالم حکیم باقر علی خاں نے جو اپنے آخر زمانے میں دہلی میں رہ پڑے تھے عزۃ الراشدین کے جواب میں ایک کتاب معین الصادقین لکھی عزۃ الراشدین کا دوسرے شیعہ علمار نے بھی جواب لکھا[2]

دوسرا قابل ذکر نام مجتہد العصر سید دلدار علی (وفات ۱۲۳۵ھ/۱۸۲۰ء) کا ہے ان کی تبلیغی کوششوں کا اوراق گزشتہ میں جائزہ لیا جا چکا ہے انہوں نے تحفہ اثنا عشریہ کے مختلف ابواب و مضامین کی تردید میں مختلف چھ رسالے

(۱) صوارم الہیات

(۲) حسام الاسلام

(۳) احیار السنہ

---

[1] نجوم السمار ۳۵۸

[2] نجوم السمار صہ ۳۵۹

083 www.taemeernews.com

(۴) رسالہ ذوالفقار

(۵) کتاب صوارم (رسالہ در اثبات امامت)

(۶) رسالہ غیبت لکھے ۔[1]

مجتہد العصر کے فرزند سید محمد (ف ۱۸۶۷ء) نے تحفہ اثنا عشریہ کے رد میں دو رسالے البوارق فی مبحث الامامت و طعن الرماح فی مبحث فدک والقرطاس لکھے[2] اور ان کے تلمیذ مفتی سید محمد قلی خاں کنتوری (ف ۱۲۶۰ء) نے تحفہ کے رد میں متعدد رسالے لکھے انہوں نے پہلے باب کے رد میں سیف ناصری دوسرے باب کے رد میں تقلیب المکائد ساتویں باب کے رد میں برہان السعادت اور آٹھویں باب کے رد میں تشئید المطاعن وکشف الضغائن اور گیارھویں باب کے رد میں مصارع الافہام لکھیں تشئید المطاعن دو ضخیم جلدوں میں ہے[3] اور مفتی کنتوری کے فرزند مولوی حامد حسین نے

---

[1] نجوم السماء صفحہ ...

[2] الثقافتہ الاسلامیہ فی الہند از سید عبدالحی صفحہ ۲۲۰ (دمشق ۱۹۵۸ء)

[3] نجوم السماء صفحہ ۴۲۲ نیز دیکھئے الذریعہ الی تصانیف الشیعہ از محمد محسن جلد سوم صفحہ ۹۶ (نجف ۱۳۵۷ھ)

084 www.taemeernews.com

اپنی تمام عمر تحفہ کے رد میں صرف کردی سید عبدالحیٰ لکھتے ہیں[1]

"فسانۂ صرف عمرہ فی الرد علی التحفہ"

ملفوظات شاہ عبدالعزیز میں ہے کہ حسن رضا خاں نے تحفہ کے رد کے لئے علامہ تفضل حسین خاں (۱۲۱۵ھ) سے کہا تھا مگر انہوں نے اس کا رد لکھنے سے انکار کر دیا[2]

شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ کے تتمہ کے طور پر ایک رسالہ "سر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل" لکھا ہے جس میں انہوں نے عقلی و نقلی دلائل سے فضیلت شیخین رض کو "کالشمس فی النہار" کی طرح واضح کیا ہے یہ رسالہ گیارہ مقدمات پر مشتمل ہے شاہ صاحب اس رسالہ کے سبب تالیف میں لکھتے ہیں۔

"چوں از تسوید و تبییض تحفہ اثنا عشریہ
بعون عنایت الٰہی فراغت حاصل شد
بعضے از دوستان صادق و یاران
موافق با آرزوئے تمام اشتیاق لا کلام
استدعائے نمودند کہ مسئلہ تفضیل را

---

[1] الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند از سید عبدالحیٰ صہ ۲۲۰

[2] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صہ ۲۱۶

085 www.taemeernews.com

نیز تفصیلے لائق دادہ شود تا دریں مباحث
کہ نقل ہر مجلس و مشغلہ ہر محفل اند تعطشی
باقی نماند برآں ایں رسالہ مختصر
بطریق عجالہ آں وقت تحریر درآمد
کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ" دسمیتہا
بالسر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل"

رسالہ کے خاتمہ میں لکھتے ہیں

"چوں ایں مقدمات اعدی عشر تمام شد
خاتمہ کتاب تحفہ اثنا عشریہ تمام شد"

رسالہ سر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل، فتاوی عزیزی کی جلد دوم میں شامل ہے، اس رسالہ کا ایک قلمی نسخہ مولانا رشید احمد گنگوہی (ف ۱۹۰۵ء) کے کتب خانہ سے مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب کو دستیاب ہوا تھا مفتی صاحب نے مولوی عتیق احمد دیوبندی مدیر قاسم العلوم (دیوبند) کی فرمائش پر اس کا اردو ترجمہ ۱۳۴۹ھ میں رسالہ قاسم العلوم کی مختلف اشاعتوں میں شائع کیا تھا۔ پھر یہ رسالہ علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہوا۔ مفتی صاحب کا وہی ترجمہ ان کی اجازت سے اس مجموعہ میں شامل ہے۔

شاہ عبدالعزیز نے ایک دوسرا رسالہ عزیز الاقتباس

فی فضائل اخیار الناس تحریر فرمایا اس میں شاہ صاحب نے وہ احادیث جمع فرمائی ہیں جو خلفائے اربعہ کے فضائل میں مروی ہیں۔ اس رسالہ کا آخری حصہ ان احادیث پر مشتمل ہے جو اہل بیت کے فضائل میں ہیں اس کا فارسی ترجمہ مرزا احسن علی لکھنوی نے کیا تھا ۱۹۰۴ء میں یہ رسالہ ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی کی سعی سے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکا ہے ترجمہ اور تحشیہ کے فرائض مولوی نظام الدین کیرانوی نے انجام دیئے ہیں۔ اس پر نظر ثانی حکیم عبدالغفور مرحوم نے فرمائی ہے یہ رسالہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہے۔

اس موضوع پر شاہ صاحب کا ایک اور رسالہ "وسیلۃ النجات" ہے جس میں شاہ صاحب نے کسی شخص کے سوال کے جواب میں دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ فرقہ ناجیہ "اہل سنت و جماعت" ہے، اور اس رسالہ میں شاہ صاحب نے بڑی حد تک نصوص قرآنی ہی کو بنیاد بنایا ہے اور صحابہ کرام کے مرتبہ کو بڑے مؤثر کن انداز میں بیان کیا ہے یہ رسالہ بھی فتاوی عزیزی جلد اول میں شامل ہے اور علیحدہ بھی متعدد بار چھپ چکا ہے، یہ رسالہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہے، اردو ترجمہ پر نظرثانی کے فرائض مولوی حکیم عبدالغفور رف (۱۲ اگست ۱۹۶۴ء)

www.taemeernews.com

نے انجام دیئے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز نے بہت سے ان مسائل کا مفصل بیان کیا ہے جو اس زمانے میں شیعہ سنی مباحث کے موقعہ پر زیر بحث آتے تھے یہ تمام مسئلے فتاوائی عزیزی میں موجود ہیں۔ اگر ان مسائل کی تبویب کی جائے تو بآسانی معلوم ہو جائے گا کہ شیعیت اور تفضیلیت کے متعلق ہر مسئلہ پر شاہ عبدالعزیز نے اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے اور مذہب اہل سنت و جماعت کی حقانیت کو ثابت کیا ہے۔

شاہ عبدالعزیز کے آخر الذکر تینوں رسالے

(۱) سرالجلیل فی مسئلۃ التفضیل

(۲) عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس

(۳) وسیلۃ النجات ایک مجموعہ میں جمع کر دیئے گئے ہیں اور مجموعہ کا نام "فضیلت صحابہ واہل بیت" رکھا گیا ہے اس مجموعہ کے آخر میں شاہ عبدالعزیز اور ان کے بھائی شاہ رفیع الدین (ف ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء) کے مکتوبات بھی شامل کر دیئے ہیں یہ مکتوبات مختلف کتابوں اور رسالوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کا ترجمہ مولوی محمد سلیمان بدایونی مرحوم (ف ۱۹۶۳ء) اور مولوی محمد جمیل الدین بدایونی نے کیا ہے۔

پاک اکیڈمی، کراچی کی کوششیں قابل تحسین اور مبارکباد ہیں کہ اس نے شاہ عبدالعزیزؒ کے ان نادر اور قیمتی رسائل کو فراہم کرکے "فضیلت صحابہ اور اہل بیت" کے نام سے شائع کیا ہے اللہ تعالیٰ جمیع مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ ان رسائل سے استفادہ کریں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اعلیٰ مقام کو پہنچائیں۔

محمد ایوب قادری

یکم جمادی الاول ۱۳۸۴ھ
مطابق ۹ ستمبر ۱۹۶۴ء
بروز چہار شنبہ

۱/۱۴ وحید آباد،
کراچی ۱۸

089 www.taemeernews.com

سرالجلیل

فی مسئلۃ التفضیل

(اُردو ترجمہ)

مترجمہ۔ مفتی محمدؒ شفیع صاحب

090 www.taemeernews.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

زین العلم والعلماء منبع العلوم والفنون سراج الامۃ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس اللہ سرہٗ کے نام نامی سے کوئی اہل علم ناواقف نہیں ہو سکتا۔ کہ آپ کے علمی اور تعلیمی احسانات سے اُمت کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں آپ کی تصانیف میں تحفہ اثنا عشریہ مشہور و معروف تصنیف ہے جس میں حضرات صحابہ اور اہل بیت اطہار کے متعلق اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کو قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ واضح فرمایا اور اہل تشیع کے شبہات و اوہام کو نہایت تحقیق و توضیح کے ساتھ دفع فرمایا ہے۔ یہ کتاب لاجواب اُمت میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے اسی کتاب کے خاتمہ پر حضرت مصنف نے مسئلہ تفضیل کو ایک عجیب مفید انداز میں ایک مستقل رسالہ میں تحریر فرمایا جس کا نام "السبر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل" رکھ کر اس کو تحفہ اثنا عشریہ کا خاتمہ قرار دیا۔

اس رسالہ میں حضرت مصنف قدس سرہٗ نے اول تو اصولی طور پر یہ واضح فرمایا کہ کسی چیز کو کسی چیز پر یا کسی انسان کو کسی انسان پر فضیلت اور تفوق کن کن وجوہ سے ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد ان اصول ترجیح و تفضیل کے معیار پر صحابہ کرام کے

091 www.taemeernews.com

حالات کا موازنہ فرما کر اس بات کو نصف النہار کے آفتاب کی طرح واضح فرمادیا کہ تمام صحابہ کرام میں افضل ابوبکر صدیق ؓ ہی ہوسکتے ہیں اور خلافت کی جو ترتیب عمل میں آئی اصول قرآن و سنت کی رو سے وہی ہونا چاہیئے تھی۔

اصل کتاب تحفہ اثنا عشریہ کی طرح یہ رسالہ بھی فارسی زبان میں تھا آج سے تقریباً اٹھائیس سال پہلے ۱۳۶۹ھ میں میرے محترم دوست مولانا عتیق احمد صاحب صدیقی مرحوم مدیر قاسم العلوم دیوبند نے احقر سے فرمائش کی کہ اس کا ترجمہ اُردو میں کر دیا جائے اُسی وقت یہ ترجمہ اُردو زبان میں لکھا گیا اور ماہنامہ قاسم العلوم دیوبند میں باقساط شائع ہوا۔ پھر مولانا موصوف نے اس کو مستقل کتابی صورت میں بھی شایع فرمایا۔ اور بحمداللہ مقبول و مفید ہوا۔ مگر عرصہ دراز سے یہ رسالہ نایاب ہو چکا تھا۔ حال میں محترم محمدؐ ایوبؔ قادری صاحب نے پاک اکیڈیمی کراچی ۱۸ سے شایع کرنے کا ارادہ کیا۔ جزاک اللہ خیر الجزاء ویوفقہ لما یحب ویرضی۔

بندہ۔ محمد شفیع۔ دارالعلوم کراچی ۱۴

۲۵ ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ

092 www.taemeernews.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم و علیٰ ذوی الفضل العظیم و صحبہ اولی الفخر الجسیم۔

اما بعد:- جبکہ تحفہ اثنا عشریہ کے مسودہ کو صاف کرکے عنایات حق سبحانہ و تعالیٰ کی مدد سے فراغت حاصل ہوئی تو بعض دوستوں نے انتہائی اشتیاق و آرزو کے ساتھ فرمائش کی کہ مسئلہ تفضیل کی بھی ایک مناسب تفصیل کردی جاوے تاکہ یہ مباحث جو آج کل نقل ہر مجلس اور مشغلہ ہر محفل بنے ہوئے ہیں ان میں کسی کو گفتگو کی مجال نہ رہے۔ اس بناء پر یہ مختصر رسالہ بطور عجالۃ الوقت کے لکھا گیا۔ کیوں کہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی (ضروری) کام کو آدمی پورا نہ کرسکے تو اس کو بالکل چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں۔ اور نام اس رسالہ کا "السر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل" رکھا گیا۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و ھو حسبی ونعم الوکیل اور یہ رسالہ گیارہ مقدمات پر مشتمل ہے۔

مقدمہ اولیٰ

معلوم کرنا چاہئے کہ فضیلت دو قسموں پر منقسم ہے۔

قسم اوّل:- ایک خصوصیت ہے منجانب اللہ کہ بغیر کسی سابق عمل اور بلا کسی خاص خدمت و عبادت کے حق تعالیٰ کسی چیز کو دوسری چیز پر فضیلت عطا فرماکر ترجیح دیتا ہے کیوں کہ وہ مالک ہے اپنی

093 www.taemeernews.com

مملوکات میں جس چیز کو چاہے زیادتی مرتبہ اور بلندی منصب کے ساتھ ممتاز فرما دے۔
اور اس قسم کی فضیلت میں انتہائی عمومیت اور وسعت ہے کہ انسان وغیر انسان اور تمام حیوانات ونباتات وجمادات کو بلکہ تمام جواہر والغراض کو بھی شامل ہے۔

مثلاً فرشتوں کی یہ فضیلت کہ سب سے پہلے خلعت وجود ان کو عطا فرمایا گیا ہے۔ اور مثلاً انبیاء علیہ السلام کی فضیلت کہ بغیر کسی سابق عمل اور بلا عبادات و ریاضات کے نزول وحی سے مشرف فرمائے گئے۔ اسی قسم میں سے ہے فضیلت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کی تمام دنیا کے لڑکوں پر اور فضیلت حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کی تمام عالم کے اونٹوں پر اور فضیلت اس دنبہ کی جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ذبح ہوا تھا۔ تمام عالم کی قربانیوں اور حج میں ذبح ہونے والی ہدایا پر۔ اسی طرح حرمین محترمین کی فضیلت تمام دنیا کے شہروں پر۔ اور مساجد کی فضیلت تمام دوسری جگہوں پر اور حجر اسود کی فضیلت تمام دوسرے پتھروں پر۔ اور ماہ رمضان کی فضیلت تمام دوسرے مہینوں پر۔ اور روز جمعہ وعرفہ وعاشوراء کی فضیلت تمام سال کے دنوں پر۔ اور عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت باقی سب ایام پر۔ اور شبِ قدر کی فضیلت دوسری راتوں پر۔ اور نماز فرض کی فضیلت نفل پر اور نماز عصر وفجر کی فضیلت دوسری نمازوں پر۔ اور ارکان نمازیں سے سجدہ کی فضیلت قعدہ اور دیگر ارکان نماز پر۔ اور بعض اذکار کی فضیلت بعض پر۔

094 www.taemeernews.com

ان تمثیلات مذکورہ میں یہ بات واضح ہوگئی کہ اس قسم میں فضیلت محض قسمت اور تقدیر الٰہی پر موقوف ہے۔ (اس میں افضل کے کسی عمل و فعل کو دخل نہیں) پھر اس قسم میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وجہ فضیلت انسان کو بھی معلوم ہو جائے۔ مثلاً مسجد کی فضیلت دوسری جگہوں پر انسان کو بھی معلوم ہے کہ محل عبادت و مقام ذکر ہونے کی وجہ سے ہے۔ لیکن اس جگہ کو مسجد بنانے کے لئے خاص فرمانا یہ محض حق تعالیٰ کی عنایت پر ہے۔ اس تخصیص کی وجوہ کا احاطہ عقل انسانی نہیں کر سکتی۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ فضیلت کی کوئی وجہ انسان کی عقل میں نہیں آتی مثلاً حجر اسود کو دوسرے پتھروں پر اور مکان کعبہ کو دوسرے مکانات پر فضیلت ہونا (کہ عام عقل انسانی اس کی وجہ معلوم کرنے سے قاصر ہے)۔

نیز یہ فضیلت کبھی اصلی ہوتی ہے جیسے حجر اسود کی فضیلت تمام دوسرے پتھروں پر اور کبھی تبعی اور طفیلی جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ذبح ہونے والے دنبہ کی فضیلت یا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم کی فضیلت خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم اول (کی تمام صورتوں) میں (خواہ وجہ فضیلت معلوم انسانی ہو یا نہ ہو اور خواہ فضیلت اصلی ہو یا تبعی) بہر صورت مدار فضیلت محض حق سبحانہ وتعالیٰ کی تخصیص پر ہے ——— اس میں کسی کے عمل اور کوشش کو دخل نہیں۔

095 www.taemeernews.com

فضیلت کی قسم دوم

دوسری قسم فضیلت جزئی ہے جو عمل کے مقابلہ میں عطا ہوتی ہے اور یہ قسم فضیلت بہ نسبت قسم اوّل کے ایک گونہ خصوصیت رکھتی ہے کہ اہل عمل کے سوا کسی کو نہیں دی جاتی اور اہل عمل کی تین جماعتیں ہیں۔ ملائکہ اور جنات اور انسان۔ لیکن انجام کار اس فضیلت کی انتہا بھی اسی فضل اختصاصی (یعنی قسم اول پر ہوتی ہے) جیسا کہ عنقریب واضح ہو جائے گا! اور اس قسم میں اکثر اختلاف و نزع واقع ہو جاتا ہے۔ بخلاف قسم اوّل یعنی فضیلت اختصاصی کے کہ وہاں محض حضرت شارع علیہ السلام کا ارشاد کافی ہو جاتا ہے۔

نیز اس جگہ یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ تمام صحابہ کرام کو ایک قسم کی اختصاصی فضیلت ثابت ہے کہ (آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے) اللہ تعالٰے نے میرے لئے صحابی اور رشتہ دار اور مددگار منتخب فرمالئے۔ اور ازواج مطہرات اور حضور کی صاحبزادیوں کو بھی یہ اختصاصی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ ظاہر ہے لیکن گفتگو اس میں ہوتی ہے کہ حضرت صحابہ اور ازواج مطہرات اور بنات مکرمات میں سے آپس میں جو کسی کو کسی پر فضیلت ہے یہ کس قسم میں داخل ہے۔ اور ظاہر بعض احادیث سے یہ ہے کہ یہ سب قسم اوّل یعنی اختصاصی فضیلت ہے۔ لیکن احادیث پر گہری نظر ڈالنے سے اور اکثر آیات قرآنیہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ (قسم دوم) یعنی فضیلت جزئی میں داخل ہے۔ البتہ ترتیب

096 www.taemeernews.com

خلافت میں بعض خلفاء کی بعض پر تقدیم کو اگر فضیلت اختصاصی پر محمول کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے جیسا کہ (حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے ظاہر ہے) کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز ابوبکر صدیقؓ کے اور کسی کو مقدم نہ ہونے دیا۔ نیز اس قسم کی اور بھی روایات اسی فضیلت اختصاصی پر دلیل ہے

مقدمہ ثانیہ

فضیلت جزئی کی سات قسمیں

فضیلت جزئیہ جو عمل کے مقابلہ میں ہوتی ہے اُس کی بھی چند قسمیں ہیں،

اب اس کی اقسام میں غور کرنا چاہیئے اور محل نزاع میں اُس قسم کو جاری کرنا چاہیئے جس کا اعتبار کرنا اس جگہ زیادہ مناسب اور اقرب ہے۔ تاکہ فضیلت جزئیہ کا مصداق متعین ہوجائے اور جھگڑا ختم ہو۔ پس اوّل جاننا چاہیئے کہ ہر ایک عمل کو دوسرے عمل پر سات وجہ سے فضیلت ہوسکتی ہے۔ ان سات طریقوں کے سوا کوئی اور صورت مدار فضیلت نہیں ہوسکتی۔

درجہ اوّل ۔ خود عمل کی ماہیت یعنی اس کی صورت نوعیہ یا وصفیہ جیسے نماز فرض کی فضیلت نماز نفل پر اور اُس کی چند صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ ایک شخص ہو جو تمام فرائض کو ادا کرتا ہے۔ اور دوسرا آدمی بعض فرائض کو ادا کرتا ہے اور بعض کو ترک کرتا ہے۔ اور نوافل ادا کرتا ہے۔ یا دونوں تمام فرائض کو ادا کرتے ہیں اور نوافل

097 www.taemeernews.com

زائد بھی بجالاتے ہیں لیکن ایک کے نوافل دوسرے کے نوافل بزرگی اور فضیلت میں زائد ہوں۔ یا ایک شخص ایسا ہو جو نماز کے اندر ذکر الٰہی تلاوت وتسبیحات وغیرہ زیادہ کرتا ہے اور دوسرا آدمی خارج نماز بہت ذکر کرتا ہے یا دو شخص ایسے ہوں کہ ان میں سے ایک تو میدان جنگ میں کفار سے بہت جہاد کرتا ہے اور خطرہ کے مواقع میں گھس جاتا ہے۔ اور دوسرا آدمی لڑنے والے مجاہدین کی مدد اور دائیں بائیں سے دشمنوں کو دفع کرنے میں بہت کوشش کرتا ہے۔ یا ایک شخص جہاد کرتا ہے اور دوسرا نماز روزہ میں زیادہ مشغول رہتا ہے یا دونوں کوشش پوری کرتے ہیں لیکن ایک کو بہ نسبت دوسرے کے حق اور مقصد تک زیادہ رسائی ہو جاتی ہے۔ اور خلاصہ اس وجہ کا یہ ہے کہ ایک عمل اپنی ذات میں دوسرے عمل سے افضل ہو۔

وجہ دوم:۔ لمیت عمل کی غرض اور علّت، جس کو عرف شریعت میں نیت کہتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص نے اپنے عمل میں محض رضائے الٰہی کا قصد کیا ہے، اور کسی چیز کو اس کے ساتھ مخلوط نہیں کرتا اور دوسرا آدمی اگرچہ عمل میں اس کے برابر ہے۔ مگر رضائے الٰہی کے قصد میں کسی قدر کمی اور کوتاہی کرتا ہے اور دنیاوی منافع و مصالح کی نیت کو بھی اس کے ساتھ خلط کرتا ہے۔

وجہ سوم:۔ کیفیت عمل مثلاً ایک شخص ہر عمل کو اس کے تمام آداب وسنت اور حقوق کی رعایت کرکے ادا کرتا ہے اور دوسرا آدمی

بعض آداب وسنن کو چھوڑ دیتا ہے اگرچہ عمل کو بالکل باطل نہیں کرتا۔ یا ایک آدمی ایسا ہو کہ اس کا عمل کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے سے اور صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے سے بے لوث اور پاک ہو۔ اور دوسرا آدمی باوجود طاعت وعبادت کے کبیرہ یا صغیرہ گناہوں میں بھی مبتلا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح سے حضور قلب کے ساتھ عبادت کرنے اور بے توجہی کے ساتھ عبادت کرنے میں فرق اور ذکر و تلاوت کو وضو کے ساتھ ادا کرنے اور بلا وضو کے ادا کرنے کا فرق بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

وجہ چہارم ۔ کمیّت عمل مثلاً دو شخص ادائے فرائض میں برابر ہیں لیکن ایک کے نوافل دوسرے سے بڑھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں روایت ہے کہ (صحابہ میں) سے دو شخص ایک ہی وقت میں اسلام لائے اور دونوں نے ہجرت کی پھر ایک ان میں سے شہید ہو گئے اور دوسرے زندہ رہے۔ اس کے بعد بعض لوگوں نے کہا کہ یہ جو شہید ہو گئے دوسرے سے افضل ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہید کے بعد زندہ رہنے والے کی نمازیں اور روزے کہاں چلے جاویں گے غرض یہ تھی کہ اگر ایک قسم کی فضیلت بوجہ شہادت کے ایک شہید کو نصیب ہوئی تو دوسری قسم کی فضیلت بوجہ کثرت نماز روزے کے دوسرے شخص کو حاصل ہے اس لئے کسی کو یہ فیصلہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے کہ شہید کو غیر شہید سے افضل کہے۔

وجہ پنجم ۔ زمان عمل پس جو شخص ابتداء اسلام میں یا ایام قحط

099 www.taemeernews.com

ہیں یا کسی ایسے وقت میں جب کہ مسلمانوں پر کوئی خاص حادثہ پڑا ہوا ہو۔ کوئی عمل اور عبادت کرے یا جہاد اور صدقہ خیرات وغیرہ کرے تو (ظاہر ہے) کہ یہ اس شخص سے افضل اور بہتر ہے جو اسلام کے قوی ہونے اور اس سے مستغنی ہو جانے کے بعد عمل کرے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات صحابہ کی فضیلت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ احد پہاڑ کی برابر سونا بھی اللہ کے راستہ میں خرچ کر دو تو حضرات صحابہ کے ایک مُدّ (تقریباً آدھ سیر) کی بلکہ نصف مُدّ (پاؤ سیر) کی برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا یعنی فتح مکہ سے پہلے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہ نسبت ان لوگوں کے افضل و اعلیٰ ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد فی سبیل اللہ خرچ کیا اور جہاد کیا، اور اسی طرح فقر و احتیاج اور تندرستی کی حالت میں ایک درہم کا حق تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنا اس سے افضل ہے کہ غناء و ثروت کے وقت اُس سے بہت زائد خرچ کرے یا موت کے وقت صدقہ و خیرات کی وصیت کرے۔ اسی طرح جو فرائض کہ خوف اور مرض اور سفر اور مشقت اور قلّتِ فرصت اور اجتماعِ موانع کی حالت میں ادا کیے جائیں وہ ان فرائض سے افضل ہیں جو دوسرے اوقات میں یا اطمینان کی حالت میں

 www.taemeernews.com

ادا کئے جائیں۔ اسی طرح موت کے وقت آخر میں شغل عبادت بہ نسبت طول عمر کے بہتر وافضل ہے اور رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کی برابر ثواب رکھتا ہے۔ اور جو شخص رمضان میں کوئی نفلی عبادت کرے اس کا ثواب ایسا ہوتا ہے جیسے غیر رمضان میں فرض ادا کرنے کا ثواب ہے اور جو شخص رمضان میں فرض ادا کرے تو اس کا اجر ایسا ہوتا ہے جیسے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرنے کا ثواب ہوتا ہے۔ اور رمضان کے بعد سب سے زیادہ افضل روزے ماہ محرم کے روزے ہیں۔ نیز اشہر حرم میں تمام عبادات کا ثواب زیادہ ہوجاتا ہے (اشہر حرم یہ ہیں ذی قعدہ و ذی الحجہ اور محرم اور رجب ہیں ان مہینوں میں عبادات کے مخصوص فضائل وارد ہیں ماثبت بالسنتہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ان کو بتفصیل جمع فرمادیا ہے)۔

وجہ ششم ۔ مکان عمل مثلاً جو نماز مسجد حرام یا مسجد نبوی میں ادا کی جاوے وہ دوسری جگہوں کی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ اور دار الحرب میں جہاد کے موقع پر روزہ رکھنا بہ نسبت دوسرے مواقع کے زیادہ افضل ہے۔ حدیث میں ہے من صام یوما فی سبیل اللہ حرم اللہ علی النار۔

وجہ ہفتم ۔ اضافہ باموار خارجہ (یعنی نفس عمل کے علاوہ خارج سے کوئی سبب ایسا مل جاوے جس کی وجہ سے ایک عمل دوسرے سے بڑھ جائے) مثلاً فاعل کی وجہ سے یا شریک عمل

www.taemeernews.com

اور مقارن کی وجہ سے کوئی عمل دوسرے سے افضل ہو جائے۔ مثلاً نبی کی ایک رکعت اور اسی طرح نبی ورسول کے ساتھ نماز پڑھنے والے کی ایک رکعت بہ نسبت دوسروں کی رکعت کے افضل واولیٰ ہے۔

اسی واسطے صدقہ اور روزے اور جہاد جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمل میں آیا یا صحابہ نے آپ کے ساتھ کیا وہ دوسرے صدقات وصیام اور جہاد سے ہزاروں درجہ افضل واولیٰ ہے۔ اسی وجہ سے حضرات صحابہؓ اپنے ان اعمال کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کئے تھے۔ اپنے ان اعمال کی برابر نہ سمجھتے تھے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ بجالاتے تھے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا اس حج کی برابر ہے جو میرے ساتھ کیا جاوے اور قرآن مجید میں جابجا اس کی طرف اشارات موجود ہیں۔ قال اللہ تعالےٰ۔

لٰکن الرسول والذین اٰمنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم اولٰئک لھم الخیرات واولٰئک ھم المفلحون۔

ترجمہ:۔ لیکن رسول اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لاتے اور اور اپنی جان ومال کے ساتھ جہاد کیا انہیں کے لئے تمام بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

اسی سے ابو ہاشم جبائی کے قول کا بطلان واضح ہو گیا۔ وہ اس بات کو جائز کہتا ہے کہ اگر کسی شخص کی عمر طویل ہو تو اس کے اعمال

www.taemeernews.com

اس حد تک پہنچ جائیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال کے برابر ہو جائیں۔ نیز یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ (صحابہ میں) انسؓ بن مالک اور ابو امامہ باہلیؓ اور عبد اللہؓ ابن بشیر اور عبد اللہ بن الحارث اور سہل بن سعد ساعدی اور جابر ابن عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جنھوں نے طویل عمریں پائی ہیں اور بہت سے اعمال صالحہ کئے ہیں وہ حضرات ذیل سے ہرگز افضل نہیں ہو سکتے یعنی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان غنیؓ اور علیِ مرتضیٰ، ابو عبیدہؓ، زیدؓ بن حارثہ، جعفر ابن ابی طالبؓ، مصعبؓ بن عمیر، عبد اللہؓ بن جحش، سعدؓ بن معاذ، عثمانؓ بن مظعون (رضی اللہ عنہم) حالانکہ پہلے طبقہ کے بعض حضرات ان حضرات کی وفات کے بعد تقریباً اسی نوے سال تک عبادات و اعمال صالحہ بجا لاتے رہے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم یقین کرتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے جو شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت دوسروں سے افضل تھا۔ تو (بعد وفات نبوی) ہرگز دوسرے آدمی اس کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

مقدمہ سوم

فضیلت کی دونوں قسموں کے دو نتیجے

فضیلت خواہ اختصاصی ہو (جو بغیر کسی عمل کے حاصل ہوتی ہے) یا جزئی ہو جو عمل کے صلہ میں ملتی ہے اِن دونوں قسموں کا نتیجہ دو چیزیں ہیں۔

www.taemeernews.com

اوّل یہ کہ حق تعالیٰ دنیا میں مفضول پر افضل کی تعظیم و تکریم کو واجب کر دیتا ہے اور اس بارہ میں افضل کے تمام انواع شامل ہیں خواہ کعبہ اور مسجد اور روز جمعہ اور ماہِ رمضان اور ناقہ صالح وغیرہ ہوں جو جمادات وحیوانات اور اعراض میں سے ہیں اور خواہ انبیا اور ملائکہ اور صحابہ اور ازواج مطہرات اور اولاد انبیاء وغیرہ ہوں +

دوسرے :- یہ کہ حق تعالیٰ افضل کے لئے تقرب خاص اور جنت کے اعلیٰ درجہ مقرر فرماتا ہے جو مفضول کو نہیں ملتے اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر فضیلت کے کوئی معنیٰ ہی باقی نہیں رہتے۔

اور فضیلت کا یہ نتیجہ فقط جنات اور انسان کے ساتھ مخصوص ہے ان کے سوا دوسری چیزوں کو میسر نہیں اور اس وجہ سے جن و انس کے علاوہ کسی میں جزئی فضیلت مستحق نہیں ہوتی - اور اس جگہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دخول جنت بھی کبھی محض اختصاصی طور بغیر کسی عمل کے ہوتا ہے جیسے عام مومنین اور انبیا علیہم السلام کے بچے۔

مقدمۂ چہارم
افضل کی تعظیم و تکریم

جس شخص یا جس چیز کی تعظیم و تکریم کا شریعت نے ہمیں حکم فرمایا ہے،

وہ صاحبِ فضیلت ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب اس مقدمہ میں ایک خدشہ دل میں آتا ہے کہ ماں باپ اگر کافر ہوں تو شرعاً ان کی بھی تعظیم و تکریم اور ان کے ساتھ حسن و سلوک اور احسان اور ان کے آگے عاجزی کرنا واجب ہے حالانکہ وہ کوئی فضیلت نہیں رکھتے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ تعظیم و تکریم جو ان کے حق میں واجب ہے شرعی تعظیم نہیں بلکہ ایک قسم کا احسان اور حسن سلوک ہے اور احسان و مروت کو تعظیم نہیں کہہ سکتے اسی طرح کسی کے سامنے عاجزی ظاہر کرنا بھی مطلقاً اس کی تعظیم نہیں کیونکہ انسان کبھی اس شخص کے سامنے بھی عاجزی کرتا ہے جس سے ضرر کا اندیشہ ہو۔

اور کافر ماں باپ کی تعظیم شریعت میں کیسے واجب ہو سکتی ہے جبکہ ان سے علیحدگی اور بیزاری بھی شرعاً واجب ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :- لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الآیۃ) وَاِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - الآیۃ -

بلکہ تعظیم شرعی یہ ہے کہ حب فی اللہ اور دلی محبت و دوستی پر مبنی ہو اور ایسی تعظیم اہل فضیلت کے سوا کسی کے لئے شریعت میں وارد نہیں ہوئی جیسا کہ احکام شرعیہ کی تفتیش سے واضح ہے۔

مقدمہ پنجم

ازواجِ مطہرات کا مستحق تعظیم ہونا

یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ خدائے تعالیٰ کی تعظیم کے بعد شرع شریف میں انبیاء علیہم السلام کی اس قدر تعظیم ضروری اور واجب ہے۔ کہ دوسروں کی ایسی تعظیم نہیں ہوسکتی اور بجز انبیاء علیہم السّلام کے کوئی اور شخص اس تعظیم کا حقدار نہیں۔ (اسی طرح) انبیاء علیہم السّلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کا استحقاق تعظیم نص قرآنی سے اس درجہ ثابت ہے کہ ہرگز ہرگز دوسروں کیلئے یہ استحقاق ثابت نہیں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ

پس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت صحبتِ ازواجِ مطہرات کے حق میں اکثر صحابہ سے زیادہ متحقق اور ثابت ہے کیونکہ ان کی صحبت بہ نسبت عام صحابہ کی صحبت کے ایک رتبہ اعلیٰ رکھتی ہے اور فضیلت صحبت کے ساتھ امت کے لئے دینی والدہ ہونے کا رشتہ بھی ان کی تعظیم کا سبب ہوگیا۔

مقدمہ ششم

جب کسی کی فضیلت کے متعلق گفتگو آئے تو مطلقاً یہ سوال نہ کرنا چاہئے

106 www.taemeernews.com

کہ کون افضل ہے کیونکہ تفاضل (یعنی بعض کا بعض سے افضل ہونا) صرف انہیں دو چیزوں میں واقع ہو سکتا ہے جن کی فضیلت ایک ہی جہت سے ہو اور اس جہت میں باہم کمی زیادتی ہو۔ اگر ان کی فضیلت دو مختلف جہتوں سے ہو تو ان میں تفاضل متحقق نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ہم کہیں کہ اِن دونوں میں سے وصفِ مشترک کس میں زیادہ ہے تو اس کے جواب میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ رمضان المبارک بہتر ہے۔

یا ناقہ صالح علیہ السلام اور کعبہ بہتر ہے یا نماز البتہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ مکہ مکرمہ بہتر ہے یا مدینہ طیبہ اور رمضان بہتر ہے یا ذی الحجہ اور نماز بہتر ہے یا زکوٰۃ اور ناقہ صالح علیہ السلام بہتر ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ عضباء۔

اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کوئی معنی نہیں رکھتی کیونکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کسی عمل پر مبنی نہیں بلکہ محض اختصاصی ہے

مقدمہ ہفتم

جنت میں درجہ کا بلند ہونا کبھی کسی کے اتباع میں ہوتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھوٹی اولاد کی بلندئ درجہ کہ آپ کے

www.taemeernews.com

تبعیت کی وجہ سے ہے اور یہ بلندی درجہ اس فضیلت پر دلالت نہیں کرتی جو فضیلت جزئی کی قسم سے ہے۔

اور کبھی فضیلت اصالۃً (یعنی باستقلال) اس شخص کے عمل کے مقابلہ میں ہوتی ہے اور یہ بلندی درجہ از قسم فضیلت جزئی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔

اسی طرح جنت میں داخل ہونے اور حوضِ کوثر پر پانی پینے کے لئے آنے اور شفاعت یا حساب وغیرہ میں کسی کا دوسروں سے مقدم ہونا یہ بھی دو قسم پر ہے ایک قسم فضیلت جزئی کی معنی میں افضلیت پر دلالت کرتی ہے اور دوسری قسم یہ دلالت نہیں کرتی۔

جیسے ان امور مذکورہ میں امت محمدیہ کا انبیا علیہ السلام سے پہلے ہونا حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِــُٔوْنَ

وہ لوگ اور بیبیاں جنت کے سایہ میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں

اور ارشاد ہے :-

اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ -

ہم نے اُن کی ساتھ ان کی اولاد کو بھی ملحق کر دیا۔

مقدمہ ہشتم

سیادت (یعنی سرداری) اور چیز ہے اور فضیلت اور چیز کیونکہ سیادت

108 www.taemeernews.com

اس شخص کے شرف و بزرگی پر دلالت کرتی ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اس بزرگی کی وجہ سے جو ان کو حاصل ہے سادات ہیں۔ اور فضیلت جزئی عمل پر موقوف ہے۔

اسی طرح امارت فضیلت پر موقوف نہیں۔ اس دلیل سے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنی امارت و خلافت کی حالت میں اس کے مامور تھے کہ عمرو بن العاص رض کی اطاعت کریں اور اس جگہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی شخص کی اطاعت کا کسی پر واجب ہونا اس کی دلیل نہیں کہ جس کی اطاعت واجب ہے وہ اطاعت کرنے والوں سے افضل ہے

مقدمۂ نہم

جب فضیلت کی سات وجوہ مذکورہ میں تعارض واقع ہو جائے تو آیاتِ قرآنیہ اور احادیث سے یہ متعین کر لینا چاہئے کہ ان میں سب سے زیادہ اعتبار و اہتمام کے لائق کون ہے پس شریعت سے بیقین ثابت ہے کہ کمیت عمل کا بمقابلہ کیفیت کے اتنا زیادہ اعتبار نہیں۔ نیز کیفیت و کمیت کا بمقابلہ زمانِ عمل کے چنداں اعتبار نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ۔

تم میں جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خدا کے راستہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا

www.taemeernews.com

وہ دوسروں کے برابر نہ ہوں گے۔

اور احادیث صحیحہ سے اتنی بات بوضاحت ثابت ہے کہ صحابۂ کرام کا جو عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اور آپ کے ساتھ واقع ہوا ہے کوئی دوسرا عمل اس کے برابر نہیں ہو سکتا پس جس عمل میں صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہو جائیں تو کوئی عمل اس کے ساتھ برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جماعت کی شرکت کی وجہ سے اس میں ایک نور وحدانیہ پیدا ہو جاتا ہے جیسے مرکب دواؤں میں ایک کیفیت وحدانیہ مزاج کی پیدا ہو جاتی ہے کہ مرکب کے ہر ہر جزو میں ایک تشابہ پیدا ہو جاتا ہے اور اسی لئے جماعت مشروع کی گئی ہے اور اس اعتبار سے حضرات صحابہ کو تمام امت پر فضیلت جزئیہ ثابت ہے اور پھر صحابہ کرام میں بھی حسب تصریح آیت کریمہ:۔

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ سبقت اور تقدم کا اعتبار کرنا ہو گا:۔
(یعنی جو حضرات صحابہ پہلے ایمان لائے ہیں وہ دوسروں سے افضل ہونگے)
کیونکہ جس قدر تقدم اور سبقت زیادہ ہے اسی قدر اسلام کو تائید و تقویت کی حاجت زیادہ ہے۔ چنانچہ حدیث ذیل اس پر دلالت کرتی ہے جو آپ نے حضرت صدیق اکبر رضا اور دوسرے صحابہ کے حق میں فرمائی ہے

فقال صدقت وقلتم كذبت۔

انہوں نے اول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہا کہ آپ نے سچ فرمایا اور تم سبھوں نے (اس وقت) میری تکذیب کی۔

110 www.taemeernews.com

پس اس اعتبار سے وہ لوگ جو ہجرت سے پہلے اعمال اسلامی پر کاربند ہوگئے ان لوگوں سے افضل ہوں گے جو بعد میں ان اعمال کے پابند ہوئے مثلاً حضرت ابو بکر۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ حمزہؓ۔ جعفرؓ۔ عثمانؓ بن مظعون۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ مصعبؓ ابن عمیرؓ۔ عبدالرحمٰن ابن عوفؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ سعید ابن زیدؓ۔ زید بن حارثہؓ۔ ابو عبیدہؓ۔ بلالؓ۔ سعدؓ۔ عمار بن یاسرؓ۔ ابو سلمہ بن الاسدؓ۔ عبداللہ بن جحش وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو بالکل ابتداء اسلام میں مشرف باسلام ہوئے دوسروں سے زیادہ افضل ہوں گے ان کے بعد وہ حضرات جنہوں نے ہجرت سے پہلے بیعت عقبہ میں پہلی مرتبہ شرکت کی اور پھر وہ حضرات جو عقبہ ثانیہ میں بیعت کے ساتھ مشرف ہوئے پھر وہ لوگ جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے پھر وہ جو ان کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے متواتر ترتیب کے موافق ایک دوسرے سے افضل ہوں گے یہاں تک کہ صلح حدیبیہ تک نوبت پہونچ جانے کیونکہ ان حضرات پر سکینت کا نازل ہونا اور ان کے قلوب کا پاک صاف ہونا نص قرآنی میں منصوص ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فانزل السکینۃ الیٰ آخر الآیۃ

لیکن ان غزوات مشہورہ کے بعد کوئی غزوہ ایسا نہیں جس کی شرکت کو فضیلت کا معیار و مدار رکھہ سکیں کیونکہ بعد کے تمام غزوات وجہاد میں منافقین بھی شریک ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ومن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ..

مردوا علی النفاق۔
اور بعض تمہارے گردو نواح کے اعراب منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ بھی اپنے نفاق پر اڑ رہے ہیں۔

تنبیہ ۱:۔ اس تمام تقریر کے بعد ہم اس مقصد پر آگئے کہ ان تمام حضرات صحابہ میں سب سے زیادہ افضل کون ہیں اور یہی بات اصل میں محل نزاع اور اس سارے رسالہ کا مقصود بالذکر ہے۔ کیونکہ کلام خلفا اربعہ میں ہے اور یہ سب کے سب اتنی بات میں تو شریک ہیں کہ قدیم الایمان اور دوسرے اکثر صحابہ سے سابق و مقدم ہیں۔

مقدمہ دوم

افضل کو متعین کرنے کے دو طریق ہیں۔ اوّل حضرت شارع علیہ السلام کی جانب سے کوئی تصریح۔ دوم۔ احوال و اعمال کی تفتیش و تلاش۔ لوگ کہتے ہیں کہ پہلا طریق (اسجگہ) مخدوش ہے کیونکہ نصوص احادیث میں تعارض ہے ہم کہتے ہیں کہ تعارض اسوقت واقع ہوتا ہے، جب ایک ہی لفظ دو شخصوں کے بارے میں وارد ہوا ہو اور وہ دونوں کی افضلیت پر دلالت کرتا ہو لیکن تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعہ ایسا نہیں ہے۔

بلکہ لفظ اصل و خبر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں وارد ہوا ہے اور لفظ سرداری اور محبوبیت و شرافت حضرت علی مرتضیٰ اور

112 www.taemeernews.com

فاطمہ و عائشہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں وارد ہوئے ہیں اور پہلے گذر چکا ہے کہ لفظ سرداری و محبوبیت و شرافت فضیلت جزئی پر دلالت کرتے ہیں۔ اس لئے درحقیقت دونوں قسم کی روایات میں کوئی تعارض نہ رہا۔

اعمال کے اعتبار سے افضل و مفضول

کی تحقیق اور حضرتِ ابوبکر صدیق رضؓ کا سب سے افضل ہونا

لیکن دوسرا طریقہ کہ احوال و اعمال کی تفتیش ہے سو اس سلسلہ میں ایک بڑا عمل جہاد ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علی مرتضیٰ۔ رضؓ حضرتِ صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظم رضؓ سے عمل جہاد میں افضل ہیں تو جواب دیا جائے گا۔ کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں اوّل جہادِ زبانی جو تبلیغ اسلام اور تعلیم شرائع اور وعظ و نصیحت اور ترغیب و ترہیب کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے دوسرے جہاد ابتدا جنگ سے پہلے بذریعہ رائے و تدبیر اور مخالفین پر رعب ڈالنے اور مسلمانوں کو جہاد کے لئے ایک مرکز پر جمع کرنے اور مخالفین کی جماعت میں تفریق ڈالنے سے۔ سوم جہاد ہاتھ سے بذریعہ تیغ و تفنگ وغیرہ اور بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنے عام حالات میں) اوّل کی دو قسموں میں مشغول رہے ہیں نہ کہ قسم ثالث میں۔ اور قسم ثالث یقیناً جہاد کی تینوں مرتبوں میں سے کم درجہ ہے اور ابتدائی دونوں قسموں میں ابوبکرؓ و عمرؓ تمام صحابہ سے پیش پیش رہیں کیونکہ حضرت

113 www.taemeernews.com

صدیق اکبرؓ کی تبلیغ اسلام کے بالکل ابتدائی زمانہ میں عمائد صحابہ مسلمان ہوئے ہیں اور وہ ہمیشہ اسی دعوت و تبلیغ میں مشغول رہے ہیں - اور جس روز سے حضرت فاروقِ اعظمؓ اسلام لائے تو اسلام کو عزت اور غلبہ حاصل ہوگیا - اور مکہ مکرمہ میں اسلامی عبادات کا علی الاعلان رواج ہوگیا اور رائے و مشورہ میں یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشیر اور وزیر رہتے تھے اور کوئی غزوہ اور کوئی مہم بغیر اُن کے مشورہ کے عمل میں نہیں آئی - اور مسلمانوں کی جمعیت فراہم کرنے اور مخالفین اسلام کی جمعیت میں تفریق ڈالنے میں ہمیشہ ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اوروں سے زیادہ مساعی جمیلہ کی ہیں نیز یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے - اور آپ نے انہیں دو قسم کا جہاد اختیار فرمایا ہے اس لئے یہ دو قسمیں نسبت تیسری قسم کے افضل ہیں اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان دونوں قسم جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہرگز جدا نہ ہوتے تھے اس لئے اون کا جہاد دوسرے صحابہ مثلاً علی مرتضیٰ اور زبیر اور حمزہ اور مصعب اور ابوطلحہ اور سعد ابن معاذ اور سماک ابن حربؓ کے جہاد سے افضل اور بہتر ٹھہرا - اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر سریے (یعنی وہ جہاد جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شریک نہیں ہوئے - حضرت صدیق اکبرؓ کی سرکردگی میں انجام پائے ہیں اور اس کے ساتھ حضرت فاروق اعظمؓ نے جہاد کی تیسری قسم میں بھی شرکت فرمائی ہے جیسا کہ تواریخ معتبرہ اس پر گواہ ہیں -

114 www.taemeernews.com

اور منجملہ ان اعمال کے جو مدار فضیلت بن سکتے ہیں ایک علم بھی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ علی مرتضیٰ رض علم میں دوسرے سب صحابہ سے افضل تھے اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

(اس لئے حضرت علی رض سب سے افضل ہوئے) ہم کہتے ہیں کہ زیادتی علم دو طرح معلوم ہو سکتی ہے اول کثرت روایات اور کثرت فتاویٰ سے دوسرے اس بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اس شخص کو کوئی ایسا کام سپرد فرمایا ہو جس کا تعلق علم سے ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر معاملہ میں اسی شخص کو کام سپرد فرماتے تھے جو اس کام میں دوسروں سے اکمل وافضل ہو۔

اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رض کو نماز اور حج اور جہاد پر امیر بنایا ہے۔ اور حضرت عمر رض کو صدقات وصول کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا ہے نیز یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اکثر روایات صدقات کی حضرت صدیق اکبر رض سے دنیا کو پہنچی ہیں اور مسائل زکوٰۃ کی انہیں نے شرح فرمائی ہے اور جو زکوٰۃ کے متعلق حضرت علی مرتضیٰ رض سے منقول ہے اس کا ثبوت درجہ صحت کو نہیں پہونچا بلکہ اس میں ایک وہم واقع ہو گیا جس کی وجہ سے علماء اسلام میں سے کسی نے اس کو اختیار نہیں کیا۔ اور وہ موقع وہم یہ ہے کہ اس حدیث علی رض میں پچیس اونٹ ہونے کی صورت میں

115 www.taemeernews.com

(بجائے اونٹ کے) پانچ بکریاں واجب کی ہیں۔

نیز یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ ہمیشہ سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک صحبت و مشورہ و مدارات رہتے تھے اور ظاہر ہے کہ بغیر علم تام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اپنا وزیر و مشیر نہ بناتے۔

اور جس قدر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت زیادہ ہوگی احکام اور فتاوی پر اطلاع زیادہ اور مکمل ہوگی۔ پس حضرت صدیق اکبرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہت تھوڑی مدت زندہ رہے۔ اور لوگوں کو صحبت نبوی کے ساتھ قریب العہد ہونے کی وجہ سے اس کی حاجت نہ تھی کہ صدیق اکبرؓ سے روایات حاصل کریں اس کے علاوہ صدیق اکبرؓ مدینہ طیبہ سے بجز ضرورت حج وغیرہ کے کہیں باہر تشریف نہیں لے گئے کہ بلاد بعیدہ کے رہنے والے آپ سے روایات حاصل کرتے اور باینہمہ ان سے ایکسو بینتالیس ۱۴۵ صحیح حدیثیں مروی ہیں جن کو اجلاء صحابہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

ان روایات کرنے والوں میں حضرت علی مرتضیٰؓ فاروق اعظمؓ عثمان غنیؓ بھی داخل ہیں اور حضرت علی مرتضیٰؓ باوجود طول عمر کے جس کا امتداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تقریباً تیس سال تک ہوا ہے اور اسفار بعیدہ کے اور باوجود اس کے کہ لوگ زمانہ نبوی کے بعید ہو جانے کے سبب ان سے روایت کرنے کے زیادہ محتاج تھے اور باوجود ان موانع کی کثرت کے جو روایت کرنے کی طرف داعی تھے کل روایات

116 www.taemeernews.com

پانسو چھیاسی (۵۸۶) احادیث ہیں۔

پس اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدت حیات کو دوسروں کی مدت حیات کے ساتھ موازنہ کیا جائے اور ان موانع کو جو صدیق اکبرؓ کے عہد میں روایت کرنے کے درمیان حائل تھے اور ان موانع کے ساتھ قیاس کیا جائے جو دوسرے حضرات کے زمانہ میں تھے تو یقین ہو جائے گا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے نزدیک دوسروں سے بہت زیادہ علم تھا اور اسی پر فتاوی کو قیاس کرنا چاہئے اور یہی حال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے اس لئے کہ ان کی احادیث مسندہ پانچسو تینتیس ۵۳۳ حدیث ہیں اور فتاوی ان کے حد سے زیادہ ہیں بلکہ آپ نے ہر ایک مسئلہ فقہی پر کلام کرکے تحقیق حق فرمائی ہے اور مسائل عقائد و تصوف و تفسیر کا بھی پورا بیان فرمایا ہے کہ اگر ان کو جدا جدا جمع کیا جائے تو تینوں علوم عقائد تصوف و تفسیر میں ایک ایک مستقل کتاب کافی و شافی تیار ہو جائے چنانچہ صاحب ازالۃ الخفاء (یعنی حضرت شاہ ولی اللہؒ) نے اس بارہ میں پوری کوشش کی اور ان کی تمام روایات و فتاوے کو جمع کرکے ایک مستقل کتاب مرتب کردی ہے۔

اور یہ معلوم ہے کہ مدت عمر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ستر سال کے قریب اور حضرت عمرؓ کی عمر سے زائد ہے اور اس مدت عمر میں حضرت علیؓ کی مسانید (روایت کردہ احادیث) حضرت عمرؓ عنہ کی مسانید سے صرف انچاس احادیث زائد ہوتی ہیں۔

117 www.taemeernews.com

اور حضرت مرتضیٰ رضؓ کے عہد میں کوئی مختلف فیہ مسئلہ منقح نہیں ہوا
اُن کے فتاوی قاطع نزاع نہیں ہے۔ بخلاف حضرت عمرؓ کے اسی
سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس بہ نسبت دوسروں کے
دوگنا چوگنا علم ہے اور جبکہ حضرت عمرؓ کی احادیث و فتاوی کا مقابلہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی احادیث و فتاوی کے ساتھ کیا جائے تو
اس زیادت علم کا کوئی شخص منکر نہیں ہو سکتا۔

علم قرآن | اور اسی بحث کا ایک اہم جزو علم قرآن ہے۔ اور اس میں یہ بات
یقینی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کو علم قرآن میں حضرت صدیق اکبرؓ و عمرؓ
رضی اللہ عنہما سے باتفاق فریقین کوئی زیادتی حاصل نہ تھی بلکہ حضرات
ابو بکرؓ و عمرؓ و علیؓ اس بارہ میں سب کا درجہ مساوی تھا۔ اور عثمان غنیؓ
کو اس میں سب پر کھلی ہوئی زیادتی حاصل تھی۔

امامت | نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا امامت نماز میں حضرت
ابو بکرؓ کو حضرت علی رضؓ پر مقدم کرنا بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت علی رضؓ
حضرت ابو بکرؓ سے زیادہ قاری نہ تھے اور نہ زیادہ عالم و فقیہ۔

تقویٰ | اور منجملہ ان امور کے جن پر فضیلت کا مدار ہے ایک تقویٰ اور
اتباع شریعت ہے اور یہ یقین معلوم ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے کسی وقت
کوئی کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف نہیں فرمایا جیسا کہ صلح
حدیبیہ کے واقعہ میں اور غزوہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کے بارہ
میں معلوم ہے (کہ بعض اہل صحابہ نے رائی کے درجہ میں اختلاف کیا مگر

www.taemeernews.com

حضرت صدیقؓ کی رائے اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے موافق ہی رہی) اور ان کا ارادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے کبھی خلاف نہیں ہوا۔ اور آپ کے ارشادات کی تعمیل میں ہرگز سستی نہیں کی۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے حال سے معلوم ہے کہ وہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کے معاملہ میں اور نماز تہجد کی تقیید میں مورد عتاب ہو چکے ہیں۔

زہد | از انجملہ ان اقوال و اعمال کے جن کے ذریعہ افضل و اعلیٰ کا یقین ہو سکتا ہے ایک زہد ہے (یعنی دنیائے فانی سے اعراض) کہا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ زاہد حضرت علی مرتضیٰ رضؓ تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ زہد نام ہے دنیا کی لذتوں اور اولاد و خدام اور بیبیوں اور حشم و خدم سے بے رغبت ہونے کا اور یہ یقینی معلوم ہے ...... کہ حضرت صدیق اکبرؓ جب ایمان لائے تو بہت مال رکھتے تھے اور وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا جوئی میں خرچ کر دیا اور عاجز مسلمانوں کی ایک جماعت جو کفار کی غلامی میں مقید تھی ان کو خرید کر آزاد کر دیا یہاں تک کہ ان کے مال میں سے ایک درہم باقی نہیں رہا اور اس جہان سے اس طرح گذر گئے کہ کوئی زمین جائداد اپنے لئے نہیں خریدی اور بیت المال سے بھی صرف اس قدر لیتے تھے جس سے بہت معمولی گذارہ ہو سکے اور پھر جب مال غنیمت میں سے کچھ روپیہ ہاتھ آجاتا تو اس کے بدلہ بیت المال پر خرچ کر دیتے تھے۔

بخلاف حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے کہ زمین جائداد خریدی اور کھیت اور

باغ لگائے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حال بھی صدیق اکبرؓ ہی کے قریب قریب ہے جیساکہ اس وقت تمام صحابہ نے اس کی گواہی دی ہے لیکن جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو چار بیبیاں چھوڑیں اور نوسے نوکر چاکر اور غلام چھوڑے اور تقریباً اسی آدمی اولادیں چھوڑے اور ان سب کے لئے اتنی زمین جائداد چھوڑ گئے کہ اس کی وجہ سے سب مالدار تھے اور قصبہ ینبع جس کی پیداوار میں غلہ اور زراعت کے علاوہ ایک ہزار وسق کھجور کی آمدنی تھی وہ بھی آپ کے ترکہ میں تھا۔ بخلاف حضرت عمرؓ کے نیز حقیقی زہد یہ ہے کہ نہ خود دنیا کی لذت اٹھائے اور نہ اپنے اقارب اور اولاد کو اس سے متمتع ہونے دے۔ اور حال حضرت ابوبکرؓ کا یہی ہے کہ حضرت طلحہؓ ابن عبیداللہ رضی اللہ عنہ جیسے عالم اور بزرگ اونکے بھتیجے تھے۔ اور حضرت عبدالرحمنؓ بن ابی بکرؓ جیسے جلیل القدر صحابی اُون کے صاحبزادے اور حضرت صدیقہ عائشہؓ جیسی اُون کی صاحبزادی تھیں لیکن ان میں سے کسی کو کسی صوبہ کا حاکم نہیں بنایا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے اپنے قبیلہ بنی عدی میں سے کسی کو حاکم کسی صوبہ کا نہیں بنایا لیکن نعمان بن عدی کو کچھ دنوں کے لئے علاقہ میسان پر حاکم بنادیا تھا تو بہت جلدی معزول کر دیا۔ حالانکہ قبیلہ بنی عدی میں حضرت سعیدؓ بن زید اور ابوجہیم ابن حذیفہ اور خارجہ بن حذیفہ اور معمر بن عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام موجود تھے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بصرہ کا حاکم بنایا اور عبیداللہ

120 www.taemeernews.com

بن عباس رضؓ کو یمن کا اور حضرت عباسؓ کے صاحبزادے قثم و معبد کو مکہ اور مدینہ کا اور اپنے بھانجہ جعدابن ہبیرؓ کو کوفہ پر اور محمد ابن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر پر والی مقرر فرمایا۔ اور حضرت امام حسنؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ اور اگرچہ یہ سب حضرات (فی الواقع) ان عہدوں کے لائق اور مستحق تھے (اور اس بنا پر کسی طرح یہ نہیں کہا جا سکتا کہ معاذ اللہ حضرت علیؓ نے محض رشتہ داری کی رعایت سے اون کو والی بنا دیا تھا مگر درجہ تفاضل و تفاوت مراتب میں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ) حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خویش و اقارب میں بھی ان عہدوں کے مستحقین موجود تھے جیسا کہ ہم شمار کر چکے ہیں (مگر اونھوں نے ان لوگوں کو کوئی منصب نہیں دیا) اس سے معلوم ہوا کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا زہد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زہد صرف اپنی ذات پر تھا خویش و اقارب پر نہ تھا۔

صدقہ اور منجملہ ان اوصاف کے جو مدار فضیلت ہیں ایک صدقہ اور انفاق فی سبیل اللہ ہے اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اس بارہ میں چنداں مشارکت نہیں۔ اگرچہ کچھ کہا جا سکتا ہے تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں سبقت لے گئے ہیں لیکن حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ ان پر بھی جہاد اور علم اور زہد میں افضلیت رکھتے ہیں اور یہ جو کہا جاتا کہ حضرت مرتضیٰ رضؓ نے کبھی بت پرستی نہیں کی بخلاف دوسرے صحابہ کے (کہ قبل از اسلام ان سے اس کا

www.taemeernews.com

صدور ہوا ہے) سو اس کا جواب یہ ہے کہ بوجہ کم عمری کے بُت پرستی کی نوبت نہ آنا کوئی بڑی بزرگی اور فضیلت کی بات نہیں اور باجماع ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ سال ہوئی ہے اور ہجرت کے چالیسویں سال فوت ہوئے ہیں۔ اور ہجرت سے پہلے تیرہ سال کی عمر میں تھے اس سے معلوم ہوا کہ بعثت نبوی کے بعد ان کی عمر دس سال تھی اور اس عمر میں ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں پرورش پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ظاہر ہے کہ بُت پرستی میں کبھی مشغول نہ ہوئے تھے اور بچوں کا بھی قاعدہ ہے کہ جیسا اپنے بڑوں کو دیکھتے ہیں) ویسا ہی عمل کرتے ہیں اور اگر مطلقاً بت پرستی نہ کرنا موجب افضلیت قرار دیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ ہر بچہ جو اسلام میں پیدا ہو بہ نسبت حضرت حمزہ اور جعفر اور سلمان اور عمار رضی اللہ عنہم کے افضل ہو۔

سیاست | اور منجملہ ان امور کے جن پر مدار فضیلت ہے ایک خلافت و سیاست بھی ہے۔ اور حسن سیاست اور رعایا کی ذمہ داری بہت سے اعمال کا مجموعہ ہے۔

اور اس معاملہ میں بھی افضلیت حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی ظاہر باہر ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے مرتدین کا فتنہ پیدا ہوا۔ اور اس شدید ہنگامہ کے وقت کوئی شخص حضرت صدیق اکبرؓ سے زیادہ ثابت قدم ثابت نہ ہوا۔ اور انہیں کی حسن سیاست (خوش تدبیری) سے یہ فتنہ بالکل دفع ہو گیا

پھر کسریٰ و قیصر کا مقابلہ ہوا اور اسلام کا غلبہ ظاہر ہوا۔ یہاں تک کہ فارس و عراق کی حدود دارالاسلام بن گئی۔ اور حاجتمند مسلمان مالدار ہو گئے اور جو مسلمان ذلیل سمجھے جاتے تھے وہ عزت والے ہو گئے اور ان کا آپس میں ذرا اختلاف نہیں ہوا۔ اور سب کے سب قراۃ قرآن اور تفقہ فی الدین میں مشغول ہو گئے۔ اور حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں یہ تمام امور تمام و کمال کو پہنچ گئے بخلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہ ان کے عہدِ خلافت میں کوئی بستی فتح نہیں ہوئی اور اہلِ اسلام کو بجز خانہ جنگی اور جدال و قتال کے کوئی کام نہیں رہا۔ قراءت قرآن اور عبادات (ایک گونہ فراموش ہو گئے اور اکابرِ اسلام پر طعنہ بازی اور باہمی عیوب کے تجسس اور ایک دوسرے کی بدگوئی کے سوا کوئی کام نہ رہا۔

پس آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو تمام اوصاف کمال علم قراءت۔ جہاد۔ زہد۔ تقویٰ۔ خشیۃ۔ صدق۔ عتق۔ اطاعت خدا و رسول۔ حسن سیاست۔ وغیرہ میں وہ مرتبہ حاصل ہے کہ دوسروں کو ہرگز حاصل نہیں۔ اور حضرت شارع علیہ السلام نے انہیں امور کو مدارِ فضیلت و قرب قرار دیا ہے اور یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ سرداری اور شرافت اور عالی نسب ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ رشتہ داری کا قرب اور اس قسم کے دوسرے امور ان فضائل متنازع فیہا کے

123 www.taemeernews.com

ساتھ کوئی مس نہیں رکھتے۔

مقدمہ یازدہم

حضرت عثمانؓ غنی اور علیؓ مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے متعلق علماء کو اختلاف ہے کہ ان دونوں میں سے کون افضل ہے اور اس بارہ میں کوئی قطعی فیصلہ ہمارے لئے ممکن نہیں۔ اس لئے کہ ان دونوں کے فضائل ہم پلہ ہیں۔ کیونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قرارت قرآن میں باجماع افضلیت حاصل ہے اور لوگوں کو انہیں کے نسخہ قرآن پر جمع کرنا باجماع ثابت ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ کو بہ نسبت ان کے فتاوی اور خطبات اور روایات احادیث میں زیادتی حاصل ہے اسی طرح جہاد میں دست بدست طعن و ضرب میں حضرت علیؓ کے بڑے بڑے کارنامے ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ کے معاملات جہاد میں لشکر اسلام کی اعانت اور بے دریغ مال خرچ کرنے کی فضیلت حاصل ہے نیز حضرت عثمانؓ مسلمان کے قتل کرنے میں بہت سخت احتیاط فرماتے تھے اور اپنے قتل ہونے اور قید و حصار کی مشقت برداشت کرنے پر صبر عظیم رکھتے تھے۔ اور حضرت علی کو دشمنوں کے بارہ میں اپنی زبان روکنے اور کلمہ حق کے سوا ان کے بارہ میں کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالنے میں ایک عظیم الشان فضیلت حاصل ہے۔

124 www.taemeernews.com

خلاصہ

یہ کہ فضائل علمیہ دونوں کے ہم پلہ اور متعارض ہیں اور فضیلت اختصاصی یعنی عنداللہ کسی کا خیر و افضل ہونا اس میں دونوں شریک ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور جبکہ یہ گیارہ مقدمات ختم ہوئے تو کتاب تحفۂ اثنا عشرہ کا خاتمہ بھی تمام ہو گیا۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً۔

کتبہ:۔ احقر محمد شفیع غفرلہ

عزیز الاقتباس

فی فضائل

اخیار الناس

ترجمہ و حواشی : مولانا نظام الدین کیرانوی رح

تہذیب و نظر ثانی : مولوی حکیم عبدالغفور مرحوم

www.taemeernews.com

دیباچہ مترجم[1]

بعد حمد و صلوٰۃ کے فقیر سراپا تقصیر نظام الدین کیرانوی کہتا ہے کہ یہ ہیچ مداں اس قابل کہاں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ابن حضرت حکیم الامت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے کامل کی تقریر کو زبانِ اردو میں ادا کرے مگر مجھے مجمع اخلاق و کرم مولوی شاہ ظہیر الدین سید احمد نبیرہ شاہ رفیع الدین دہلوی بن حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی جو ان حضرات کی کتابوں کی اشاعت اور ان حضرات کا فیض عام کرنے میں سرگرم و معروف ہیں، نے ارشاد فرمایا کہ عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس .... حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کی چھوٹی سی کتاب بے کتاب کیا گوہر نایاب ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے وہ حدیثیں جمع کی ہیں جو خلفائے اربعہ کے فضائل میں مروی ہیں۔ آپ کے تلمیذ خاص حضرت مولانا مرزا حسن علی صاحب محدث لکھنوی نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے گویا نورٌ علیٰ نور بنا دیا ہے۔

---

[1] ظہیر الدین سید احمد نبیرہ شاہ رفیع الدین نے عزیز الاقتباس سب سے پہلے ۱۹۰۲ء میں مطبع احمدی دہلی سے شائع کیا تھا۔ یہی نسخہ دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

 www.taemeernews.com

مگر چونکہ اس زمانے میں لوگوں کو فارسی زبان کا بہت کم خیال ہے اور لوگوں کو نفع اٹھانا محال ہے اگر روزمرہ کی صاف اردو میں ترجمہ ہو جائے تو ہر شخص کو نفع پہنچے لہٰذا مولوی صاحب موصوف کا فرمانا قبول کیا اور شاہ صاحب کی کتاب کی خدمت اپنے لئے باعث خیر و برکت سمجھ کر ترجمہ شروع کیا اور تشریح مطالب سے متعلق حسب ضرورت موقع موقع پر اور مضامین اضافہ کئے جو خط کھینچ کر نیچے لکھ دیے جس سے یہ رسالہ عام دیکھنے والوں اور نیز طالب علموں اور واعظوں کے لئے زیادہ کارآمد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے تصدق میں مترجم مسکین کی مغفرت فرمائے، آمین یارب العالمین ۔

(نظام الدین کیرانوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف خدا کے لئے ہے اور درود و سلام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کے آل اور اصحاب کرام سب پر ہو وے شیخ امام علامہ افضل المتاخرین مسند وقت شیخ عبدالعزیز عمری محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

خلفائے اربعہ کے فضائل

اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ ۔ رواہ احمد والترمذی ۔ ابوبکرؓ و عمرؓ نبیوں اور رسولوں کے سوا اہل جنت کے اگلے پچھلے تمام درمیانی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں اور مسند امام احمد کی روایت ہیں کہول الجنۃ و شابہا وارد ہوا ہے یعنی جنت کے درمیانی عمر کے اور جوانوں کے سردار ہیں ۔

فائدہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل ہیں اور یہی قرآن و احادیث کثیرہ و اقوال صحابہ و تابعین کے مطابق ہے اور اسی پر اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے جس نے اس کے خلاف کیا وہ درجہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ نفوس اور اجماع کے مخالف

ہے [1]۔

عُثْمَانَ ابْنُ عَفَّانَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَۃِ۔ رواہ ابو العلی۔
عثمان ابن عفان دنیا اور آخرت میں میرے دوست ہیں اس کو ابو العلی نے روایت کیا [2]۔ یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَۃِ۔ رواہ الترمذی۔
اے علی تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے، اس کو ترمذی نے روایت کیا

---

[1] یہ حدیث جو ترمذی نے روایت کی۔ ہے انسؓ سے مروی ہے نیز ترمذی نے طریقہ علی بن حسین سے اخراج کیا ہے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں۔ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از طلع ابوبکرؓ و عمرؓ فقال رسول اللہ صلعم ہذان سید الکہول اہل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرہما حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نظر آئے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام درمیانی عمر کے لوگوں کے جنت کے سردار ہیں اے علیؓ دیکھنا ان کو اطلاع نہ کرنا (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے تاکہ عجب میں نہ گرفتار ہو جائیں) نیز حارث اعور نے اگر د حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ترمذی ابن ماجہ دونوں میں موجود ہے۔ غرض یہ حدیث حضرت علیؓ سے بطریق مختلفہ متعددہ ثابت ہوئی ہے حضرت علیؓ اپنے منہ سے شیخین کی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔ ایک جگہ ان ہی سے منقول ہے کہ من فضلنی علی ابی بکر و عمر فجلد تہ حد المفتری یعنی جو مجھ کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دے گا میں اس کو مفتری کی حد لگاؤں گا۔ سبحان اللہ صحابہ آپس میں کس قدر محبت رکھتے تھے اور کس درجہ حفظ مراتب کا خیال تھا۔ محمد نظام الدین کیرانوی۔

[2] ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند اولعزم مہاجرین میں تشریف رکھتے تھے آپ نے فرمایا
۔ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

130 www.taemeernews.com

اَبُوبَکرٍ مِنّیِ وَاَنَا مِنْہُ وَاَبُوبَکرٍ اَخِی فِی الدُّنیَا وَالآخِرَۃِ۔ رواہ الفردوس الدیلمی۔ ابوبکرؓ مجھ سے ہے اور میں ان سے ہوں اور ابوبکرؓ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ اس کو فردوس دیلمی نے روایت کیا اور یہ ابوبکرؓ کے قریب بمنزلت کمال اتحاد بے تکلفی معاملات وانبساط کی مقدمات کی طرف ایک کنایہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہ تَعالیٰ جَعَلَ الحَقَّ عَلیٰ لِسَانِ عُمَرَ وَقَلبِہٖ۔ رواہ الترمذی واحمد۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی

لہ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے باب میں فرمایا کہ "اَنتَ مِنّیِ وَاَنَا مِنکَ" یعنی تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ یہ احادیث فضائل پر دلالت کرتی ہیں اور فضائل امور اضافیہ ہیں اور امور اضافیہ میں تعارض نہیں ہوتا۔ حضرت ابوبکرؓ کی نسبت اور اعتبار سے فرمایا اور حضرت علیؓ کی نسبت اور اعتبار سے فرمایا غرض کہ اس طرح چاروں خلیفہ مکرم ومعظم میں کسی کو کسی اعتبار سے فضیلت حاصل ہے اور کسی کو کسی اعتبار سے، اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲۔

کہ ہر شخص اپنے کفو کی طرف اٹھ چلے اور آپ حضرت عثمانؓ کی طرف چلے اور ان سے معانقہ کیا اور حضرت طلحہؓ سے فرمایا کہ ہر نبی کا جنت میں اس کی امت میں سے ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق جنت میں عثمانؓ ہے اور حضرت عثمان غنیؓ اشراف قریش میں سے ہیں ان کی نانی بیضا بنت حضرت عبدالمطلب تھیں جو آپ کی پھوپی ہوتی ہیں۔ (نظام الدین کیرانوی)

زبان اور دل پر کر دیا[۱]۔ اس کو ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے اور اسی کے مطابق چھبیس[۲۶] احکام شرعیہ ہیں جن میں آپ کی رائے وحی کے مطابق ہوئی۔ منجملہ ان کے چند آیات ہیں جیسے آیۂ[۲] فدا و حجاب اور مقام ابراھیم کو مصلی بنانا وغیرہ یہ سب باتیں حضرت عمرؓ کے قول کے موافق نازل ہوئیں کتب[۳] احادیث میں اس کی توضیح ہے۔ عُثْمَانُ اَحْیٰی اُمَّتِیْ وَاَکْرَمُہَا۔ رواہ ابونعیم۔ عثمان میری امت میں سب سے زیادہ حیادار اور سخی ہیں اس کو ابونعیم نے

---

[۱] بعض روایت میں "جعل" کی جگہ "وضع" آیا ہے یعنی "وضع الحق" اور ترمذی میں یہ روایت ابن عمرؓ سے مروی ہے ابوداؤد اور حاکم ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں اور ابوعمر استیعاب (کتاب کا نام ہے) میں اور بیہقی دلائل النبوت میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت کرتے ہیں "کنا نبعد ان السکینۃ علی لسان عمر" حضرت علی کرم اللہ وجہٗ فرماتے ہیں کہ ہم اس بات کو کچھ بعید نہیں سمجھا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر امر غیبی بول رہا ہے یعنی ہمارے خیال میں یہ بات گذرتی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان لسان الغیب کی ترجمان ہے۔

[۲] قصہ یہ ہوا کہ جب جنگ بدر سے مشرکین پکڑے آئے تو اس میں مشورہ ہوا کہ ان کو قتل کیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اوّل ابوبکر صدیقؓ سے رائے لی گئی ان کی رائے فدیہ لینے کی ہوئی اور قتل مناسب نہ سمجھا گیا اور حضرت عمر و حضرت سعدؓ کی رائے قتل کی طرف مائل ہوئی کیونکہ ان میں بہلا لوگ گرفتار ہو کر آئے تھے فدیہ لے کر چھوڑ دینا ان کا قرین مصلحت نہ معلوم ہوا۔ آپس میں اسی طرح رائیں مختلف ہوئیں اور جبرئیل علیہ السلام اختیار دے گئے جو چاہو کرو۔ حضرت رسالتمابؐ نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے سے اتفاق کیا اور فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اب شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب منجانب اللہ خیار ہو گیا کہ جو چاہو کرو عتاب کیوں نازل ہوا۔ اس کا جواب یہ ہوا کہ خیار کبھی اباحۃً ہوتا ہے اور ابتلا اور آزمائش کے وقت خیار کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ خیار اسی قسم کا تھا۔ یعنی ابتلا کے طور پر تھا مگر چونکہ مسلمانوں کو تنگی پیش آ رہی تھی اس لئے آپ نے فدیہ اختیار فرمایا اور ابتلا کا

132 www.taemeernews.com

روایت کیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵

خطرہ قلب مبارک میں نہ گذرا۔ حالانکہ حضرت عمرؓ کی رائے عنداللہ محبوب تھی کہ دین میں سخت ہونا چاہیئے۔ ان کا قتل ہی بہتر ہے۔

۳؎ بخاری و مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قال وافقت ربی فی ثلث فی مقام ابراہیم وفی الحجاب وفی اساری بدر۔ یعنی میری رائے تین باتوں میں میرے رب کے موافق رہی' مقام ابراہیم کے مصلے بنانے میں اور حجاب کے بارے میں' اور بدر کے قیدیوں کی نسبت۔ بدر کے قیدیوں کا حال گذر چکا۔ مقام ابراہیم کے مصلے بنانے کی صورت یہ ہے' حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ" یا رسول اللہ" لو اتخذت من مقام ابراہیم مصلے" اس کی جزا محذوف ہے۔ یعنی اگر آپ مقام ابراہیم کو مصلے بنالیں تو بہتر ہے۔ یعنی مقام ابراہیم میں دو رکعت طواف کی پڑھا کریں۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوگئی" واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے' یعنی بنالو مقام ابراہیم کو مصلے اور حجاب کی یہ صورت ہوئی کہ حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات کو پردہ کے لئے فرمایا تو حضرت زینبؓ نے جواب دیا کہ" وانک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا" یعنی اے ابن خطاب تم ہم کو پردہ کا حکم کرتے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھر میں اترتی ہے۔ یعنی اگر پردہ بہتر ہوتا تو اللہ تعالے اپنے پیغمبر پر ضرور حکم پردہ کا بھیجتا غرض یہ کہ تم کو یہ منصب حاصل نہیں کہ ہم کو پردہ کا حکم کرو۔ جب یہ قصہ پیش آیا تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی" واذا سالتموھن متاعاً فاسئلوھن من وراء حجاب" یعنی اگر تم کو کوئی شئے مانگنی ہوا کرے تو پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگا کرو سامنے نہ آیا کرو۔ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں تین باتوں میں موافقت آئی ہے اور اوپر کتاب میں چھبیس احکام کی تصریح گذر چکی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں کوئی کلمہ حصر پر دلالت نہیں کرتا اور عدد اقل اکثر کی نفی نہیں کیا کرتا۔ چنانچہ کتابوں میں مصرح ہے۔

محمد نظام الدین کیرانوی

133 www.taemeernews.com

يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ رواہ مسلم والترمذی۔ اے علیؓ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ درجہ اخوت اور قرب منزلت اور کمال اتحاد اور بے

سلے اور بخاری کی روایت میں یہ لفظ آئے ہیں کہ "اما ترضی ان تکون منی بمنزلہ ہارون من موسٰی" کیا تو راضی نہیں کہ ہو جائے مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے یعنی جیسے موسیٰ ہارون کو اپنی جگہ چھوڑ کر طور پر گئے تھے ایسے ہی میں تجھ کو مدینہ میں اہل وعیال پر چھوڑ جاؤں، اس کا قصہ یہ ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا ارادہ فرمایا تو خیال ہوا کہ مدینہ میں اہل وعیال کی نگرانی کون کرے اور سفر دور دراز کا ہے، چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہ نسبت اور صحابہ کے قرابت قریبہ رکھتے تھے آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم مکان ہی پر رہو اس پر حضرت علیؓ نے افسردہ خاطر ہو کر عرض کیا کہ کیا مجھ کو عورتوں اور بچوں پر چھوڑے جاتے ہو، مطلب یہ تھا کہ کیا میں جہاد پر نہ جاؤں یہیں پر رہوں، آپ نے انکے تسلی اور تشفی کے طور پر فرمایا کہ "افسردہ کیوں ہوتے ہو دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو ہارونؑ کو اپنی جگہ چھوڑ گئے ہیں تم کو تمام گھر بار پر چھوڑے جاتا ہوں۔ اس پر حضرت علیؓ خاموش ہو گئے اور وہیں ٹھہر گئے۔ حضرات شیعہ اس سے حضرت علیؓ کی خلافت پر استدلال کرتے ہیں حالانکہ یہ محض لچر اور پوچ استدلال ہے۔ خلافت کا اس سے کیا تعلق ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ عیال واطفال کی حفاظت پر اس شخص کو چھوڑا جاتا ہے جو قرابت قریبہ رکھتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں

اس لئے ان ہی کو پسند فرمایا کہ خانگی ضرورت سے پوری طرح متکفل ہو جائیں گے علاوہ ازیں مستورات کا معاملہ تھا کیونکہ تمام مجاہدین آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہیں اگر پیچھے سے کوئی غنیم آ جائے تو ظاہر ہے کہ کوئی ایسا شخص محافظ ہونا چاہیئے جو حرم محترم سے نسبی قرابت رکھتا ہو کہ اپنے ننگ وناموس کے خیال سے ان پر آنچ نہ آنے دے یہ سب باتیں قرابت اور رشتہ داری سے تعلق رکھتی ہیں اس کو

تکلف اور اختلاط جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھا تھا وہ سب تم کو میرے ساتھ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷

خلافت حرمہ کہیئے تو خلافت عامہ متنازعہ فیہا سے کیا علاقہ نیز محض گھر کی حفاظت سے جمیع منازل میں خلافت پر استدلال کیونکر ہو سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ استدلال بھی بعد کے لوگوں کی بلند پروازئی خیال کا نتیجہ ہے ورنہ خود حضرت علیؓ نے چاروں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا تھا لہٰذا خلافت مجھکو پہنچتی ہے۔ وہ تو اہل زبان تھے جو کچھ لسان وحی ترجمان سے نکلتا تھا اس کو خوب سمجھتے تھے اگر اسمیں کوئی لفظ خلافت کی طرف اشارہ کرتا تو ضرور ظاہر فرماتے کیونکہ بر تقدیر عدم اظہار کتمان حق لازم آتا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کتمان حق کیوں فرماتے مگر وہ جانتے تھے کہ واقعی گھر پر گھر کا آدمی رہنا چاہیئے۔ اور یہی آپ کا منشا تھا اس لئے ایسے دعوے حضرت علیؓ کی زبان پر نہ آئے اور " الا انہ لا نبی بعدی " بخاری کی روایت میں تو موجود نہیں مسلم کی روایت میں ہے یہ بھی آپنے بنا پر تشفی اور غائت کرم فرمایا کہ یہ آزردہ خاطر نہ ہوں۔ کیونکہ بہادر تھے غازی تھے دلاور تھے جنگ سے رہ جانے کا سخت ملال تھا۔ آپ نے بھی حد سے زیادہ تشفی کے الفاظ فرما دیئے کہ میں کیا کہوں میرے بعد نبوت نہیں ورنہ میں تو وہ بھی تم کو دے دوں۔ جیسے کہہ دیتے ہیں کہ میں تم کو جان تک دے دوں سلطنت بخش دوں مطلب یہ ہے کہ میں تم سے غایت درجہ خوش اور تمہارے لئے جان ومال سے موجود ہوں جب میری خوشی اسی میں ہے کہ تم یہاں رہ جاؤ تو کیا تم میری خوشی پسند نہیں کرتے، اگر یہ بات نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہی مضمون حضرت عمرؓ کے بارے میں بھی آیا ہے بلکہ اس سے صاف الفاظ ہیں کہ " لو کان بعدی نبی لکان عمر " اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ کتنے صریح الفاظ ہیں۔ چاہیئے تھا حضرت عمرؓ سب سے آگے بڑھ کر خلافت کا دعویٰ کرتے مگر نہیں وہ جانتے تھے کہ یہ غایت الطاف کی باتیں ہیں یا یوں کہیئے کہ حضرت علیؓ یا حضرت عمرؓ یا اور جس کے لئے ایسے الفاظ فرمائے وہ انکی لیاقت اور استعداد کا اظہار ہونا تھا کہ یہ لوگ اس قابلیت اور لیاقت کے آدمی ہیں چنانچہ آپ کے بعد ہر ایک یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوا۔ اور یہ مژدہ لیاقت واستعداد آپ اپنی امت کے ہر عالم کے حق میں فرماتے ہیں چہ جائیکہ اصحابؓ ان کو

حاصل ہے ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یہ حدیث حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی علو منزلت میں ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸

تو ہر طرح کی فضیلت ہے، اور فرض کر و اس حدیث سے خلافت بھی ثابت ہوئی تو ہم کہتے ہیں "بعدی" کا لفظ اس میں بھی ہے اور اس میں بھی جو حضرت عمرؓ کے بارے میں ہے اب ایک سے کم بعد اور دوسرے سے زیادہ بعد مراد لیا جائے اس کے لئے قرینہ اور دلیل کی ضرورت ورنہ مطلب نبوت اور اس حدیث سے یہ مراد لینا کہ ہر منزلت ہارون موسیٰ کے ساتھ رکھتے تھے وہ سب حضرت علی کو آپ کے ساتھ حاصل تھے ہم پوچھتے ہیں کہ استیعاب پر کون سا لفظ دلالت کرتا ہے بلکہ ظاہر یہی منزلت ہے کہ جیسے موسیٰ ہارون کو بنی اسرائیل پر چھوڑ گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کو مکان پر چھوڑ گئے تھے۔ جیسے ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تعلقات تھے۔ یہ ضرور نہیں کہ ہر شے اور ہر بات میں مناسبت ہوا کرے تو اتنی مناسبتیں کیا کم ہیں کہ حضرت علی آپ کے بھائی تھے آپ سے بے تکلف تھے آپ ان کو اپنے بعد مکان پر چھوڑ گئے جیسے ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تعلقات تھے۔ اور اگر اب بھی خلافت ہی کا راگ گایا جائے تو ہم یہ دجوہ بسبیل احتمال پیش کرتے ہیں تو اب جو شخص خلافت کا مدعی ہو یا ان تمام احتمالات کو اٹھائے یا اپنے دعوے کے موافق تصریح دکھلائے اور اگر کہا جائے "الا انہ لا نبی بعدی" سے نکلتا ہے کہ سوائے منزلت نبوت کے اور تمام مراتب میں علیؓ ہارون جیسے تھے لہٰذا خلافت ثابت ہوئی تو ہم کہتے ہیں کہ جمیع منازل میں منزل نبوت بھی داخل ہے جب منزلت نبوت کا استثنار تو عام مخصوص البعض ہوگیا تو عام مخصوص البعض کو واجب العمل ہوتا ہے مگر ظنی ہوتا ہے۔ چنانچہ کتب حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ علاوہ ازیں نفس خلافت میں کس کو انکار ہے البتہ ترتیب خلافت میں کلام ہے سوال یہ ہے کہ حضرت کی وفات شریف کے بعد خلافت کا حق کس کو حاصل ہے اس میں ہم بلند آئے بلند کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کا ہے اور وہ خلیفۂ اول تھے اور ہوئے چنانچہ کتب حدیث اس امر کی پوری شاہد ہیں۔ اور لیجئے کتابوں میں مصرح ہے کہ اور بعض بعض

136 www.taemeernews.com

أَبُوْبَكْرٍ صَاحِبِيْ وَمُؤْنِسِيْ فِي الْغَارِ سُدُّوْا كُلَّ خَوْخَةٍ اِلَّا خَوْخَةَ أَبِيْ بَكْرٍ۔ رواہ عبد اللہ بن احمد۔ ابو بکرؓ میرا یار ہے (اور یہ لقب ان کو اللہ تعالیٰ نے کلام مجید عنایت فرمایا) اور میرا مونس غار ہے سب کھڑکیاں (جو مسجد میں ہیں) بند کردو مگر ابو بکرؓ کی رہنے دو اس کو عبداللہ بن احمد نے روایت کیا۔ اس میں آپ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

سلہ قال اللہ تعالیٰ۔ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ اس میں ابو بکرؓ کو صاحب فرمایا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹

باتوں میں محض اجتہادی امور پر حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے تعارض کیا اور نوبت بہ جنگ و جدل پہنچی، جو بات اپنے نزدیک ٹھیک معلوم ہوئی اس کے پیرو ہوئے گو سب معاملہ للہ فی اللہ ہی تھا مگر جو بات اپنے عندیہ میں محقق معلوم ہوئی اس کے خلاف پر نوبت بقتال پہنچی۔ خلافت اتنا بڑا عظیم الشان امر اس پر حضرت علیؓ نے کبھی حضرت ابو بکرؓ یا عمرؓ یا عثمانؓ سے مقابلہ نہ کیا اگر خلافت واقعی ان کا حق تھا تو اپنے حق پر تعرض کرنا ضرور تھا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ کبھی اس طرف اشارہ نہ ہوا۔ جانے دیجئے اگر تھوڑی دیر کو یہ بھی مان لیا جائے کہ خلافت حضرت علیؓ ہی کا حق تھا اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ برحق نہ تھے تو ظاہر بات ہے کہ ان کا جہاد بھی درست نہ ہوگا۔ کیونکہ خلیفہ نہ ٹھیرے۔ اور جب جہاد درست نہ ہوا تو جو اشیا مال غنیمت میں آئیں وہ کسی کو لینی جائز نہ ہوئیں۔ اب ہم سوال کرتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ جس سے پیدا ہوئے، حضرت علیؓ کے صلب اور حنفیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ خلافت میں حنفیہ جہاد میں گرفتار ہو کر آئیں تھیں اور حضرت علیؓ کو دے دی گئی تھیں۔ اگر ابو بکرؓ کا جہاد اور ان کی خلافت برحق اور مسلم نہیں تو حنفیہ سے حضرت علیؓ کو صحبت کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

اِنِّی لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ۔

رواہ الترمذی۔ میں شیاطین انس وجن کو دیکھتا ہوں کہ عمرؓ کے سامنے سے بھاگ جاتے ہیں اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت جلالیہ تھے جیسے کہ ابوبکرؓ وعثمانؓ آپ کی صورت جمالیہ اور حضرت علیؓ بھی حضرت عمرؓ کے ہم رنگ تھے۔

اِنَّ اَشَدَّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا حَیَاءً عُثْمَانُ۔ رواہ ابونعیم۔

نبی کے بعد اس امت میں سب سے زیادہ حضرت عثمانؓ حیادار ہیں۔

اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا۔ رواہ الترمذی۔ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ۔ رواہ الترمذی۔

آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی نسبت فرمایا کہ تو خدا کا آزاد کیا ہوا دوزخ کی آگ سے ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اَلْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَیْثُ کَانَ۔ رواہ الحکیم الترمذی

حق میرے بعد عمر بن الخطاب کے ساتھ ہے جہاں وہ ہو۔ اسکو حکیم ترمذی نے روایت کیا۔ مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ اِلَّا بِوَحْیٍ مِّنَ السَّمَاءِ۔ رواہ الطبرانی۔ میں نے عثمانؓ کا نکاح ام کلثوم سے نہیں کیا مگر سبب سے وحی

لہ ایک روایت میں انا مدینۃ العلم وعلی بابھا آیا ہے۔ یعنی میں علم شہر ہوں اور علی اسکا دروازہ ہے۔

لہ مصعب زبیر کہتے ہیں کہ ابوبکر کو عتیق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نسب میں کوئی ایسی بات نہ تھی کہ کوئی عیب لگا اور لیث بن مسعود اور ایک جماعت کا قول ہے کہ انکے جمال کیوجہ سے انکو عتیق کہتے ہیں۔
نظام الدین کیرانوی

138 www.taemeernews.com

آسمانی کے (یعنی ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ سے وحی کے حکم سے ہوا) اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِی اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَۃَ مِنْ عَلِیٍّ۔ رواہ الطبرانی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فرمایا کہ میں فاطمہ کا نکاح علیؓ سے کردوں اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ اَمَنُّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ مَالِہٖ وَ صُحْبَتِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَ لَوْکُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَ لٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ۔ رواہ مسلم۔ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا اپنے مال اور صحبت میں ابوبکرؓ ہے اگر میں کسی کو اپنا جانی دوست بناتا (کہ ایک روح دو قالب کا حکم رکھتا) اور ہر امر میں مرجع کار ہوتا۔ اور صحیحین کی ایک روایت میں غیر ربّی اتنا لفظ اور زیادہ ہے یعنی سوائے اپنے پروردگار کے) تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام افضل ہے (اس کو مسلم نے روایت کیا) اور چونکہ یہ مرتبہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا اپنے بہ نسبت حضرت صدیقؓ کے توقف فرمایا۔ اور حدیث کی بعض روائتوں میں آیا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات سے پہلے جناب رسالتمآب مرتبہ خلت حاصل ہوگیا اور مرتبہ خلت سے وہ مرتبہ مراد ہے جو مرتبہ قرب اور

---

[1] اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ درجہ خلت درجہ محبت سے ارفع ہے اور چونکہ خلت صفت حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی ہے اور محبت صفت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی۔ لہٰذا ابراہیم خلیل اللہ آنحضرت سے افضل ہوئے حالانکہ یہ خلافِ واقع ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم صفت خلت اور محبت دونوں کے جامع ہیں چنانچہ مسلم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا "وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا" لہٰذا آپ افضل ہوئے نیز قاضی عیاضؒ نے شفا میں تصریح کی ہے کہ درجہ محبت درجہ خلت سے ارفع ہے۔ نیز محبت شغاف قلب میں ہوتی ہے نہ خلت لہٰذا محبت کا درجہ زیادہ ہوا۔
محمد نظام الدین کیرانوی

139 www.taemeernews.com

منزلت اور اتحاد میں بشر کی انتہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا برتاؤ جو صدیق اکبرؓ کے ساتھ تھا اس سے یہ بات پورے طور پر واضح ہے جس کا جی چاہے کتب احادیث و سیر میں دیکھ لے ۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَاھٰی بِمَلَائِکَتِہٖ یَوْمَ عَرَفَۃَ وَبَاھٰی بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّۃً وَمَا فِی السَّمَاءِ مَلَکٌ اِلَّا وَھُوَ یُوَقِّرُ عُمَرَ وَمَا فِی الْاَرْضِ شَیْطَانٌ اِلَّا وَھُوَ یَفِرُّ مِنْ عُمَرَ۔ رواہ ابن عساکر ۔ اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن عموماً اپنے ملائکہ پر فخر کرتا ہے ۔ اور عمرؓ بن الخطاب پر خصوصاً اور یہ مباہات عرفہ میں حاجیوں کے حاضر ہونے کی وجہ سے ہے ۔ اور آسمان میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں جو عمرؓ کی توقیر نہ کرتا ہو۔ اور زمین میں کوئی شیطان ایسا نہیں جو عمرؓ سے نہ بھاگتا ہو ۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے ۔ لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَرَفِیْقِی فِیْھَا عُثْمَانُ۔ رواہ الترمذی ۔ ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمانؓ ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ۔

مَنْ کُنْتُ وَلِیَّہٗ فَعَلِیٌّ وَلِیُّہٗ ۔ رواہ احمد الترمذی ۔ جس کا ولی و مددگار میں ہوں ۔ اس کا ولی و مددگار علیؓ ہے ۔ اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا ۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَکْرَہُ فَوْقَ سَمَائِہٖ اَنْ یُخَطَّاءَ اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ فِی الْاَرْضِ ۔ رواہ الحارث والطبرانی ۔ اللہ تعالیٰ اپنے آسمان پر اس بات کو مکروہ رکھتا ہے کہ ابوبکرؓ زمین میں منسوب بہ خطا ہو ۔ اس کو حارث اور طبرانی نے اپنی مسند میں روایت کیا ۔

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَاءِ بِا

سْلَامِ عُمَرَ۔ رواہ الحاکم۔ جب عمر اسلام لائے تو میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ عمرؓ کے اسلام سے فرشتے خوش ہوئے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔

لَيَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَتِهٖ عُثْمَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ رواہ ابن عساکر۔ عثمانؓ کی شفاعت سے ستر ہزار مستوجب نار بلاحساب جنت میں جائیں گے (یعنی ان سے اعمال کا محاسبہ نہ ہوگا) اسکو ابن عساکر نے روایت کیا۔ اور یہ سب صاحب علو منقبت کے اظہار کے لئے ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِيْ صُلْبِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ ذُرِّيَّتِيْ فِيْ صُلْبِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ۔ رواہ الطبرانی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت میں قرار دی ہے اور میری اولاد علیؓ ابن طالب کی پشت سے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ اور سر اس میں یہ ہے کہ علیؓ ابن طالب گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت مثالیہ تھے یا عینک مطالعہ انکی نسبت آنحضرت سے ایسی ہے جیسے فرع کی نسبت اصل سے یا ظل کی صاحب ظل سے اور یہاں سر معنے وانفسنا وانفسکم راست آتا ہے۔

اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَاِنَّهُمَا حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُوْدُ وَمَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَقَدْ تَمَسَّكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ رواہ الطبرانی۔ ان دونوں کی اقتدا اور پیروی کرو جو میرے بعد ہیں یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کیونکہ وہ دونوں اللہ کی دراز شدہ رسی ہیں جس نے ان کو پکڑا اس نے حلقہ مضبوط کو پکڑا اس کو انقطاع نہیں ہے اور حبل اللہ دین الٰہی سے کنایہ ہے۔ جیساکہ قرآن مجید میں اشارہ ہے "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا" یعنی کر

سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو۔ اور عروۃ الوثقیٰ بھی دین ہی سے کنایہ ہے اس کی طرف بھی قرآن میں اشارہ ہے "فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ" یعنی حلقہ مضبوط کے ساتھ تمسک کیا یعنی دین اسلام کے ساتھ۔

اِنَّ عُثْمَانَ الاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَى اللهِ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْط۔ رواہ الطبرانی۔ عثمانؓ ان لوگوں میں سب سے پہلے ہیں جنہوں نے لوط علیہ السلام کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کی (یعنی اپنی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اوّل ہجرت حضرت عثمانؓ نے کی اسکو طبرانی نے روایت کیا۔ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ قَالَهُ لِعَلِيٍّ۔ رواہ الترمذی۔ آپ نے حضرت علیؑ کی شان میں فرمایا کہ تجھ کو دوست نہیں رکھتا مگر مومن اور تجھ کو دشمن نہیں سمجھتا مگر منافق۔ یعنی علیؑ کی دوستی ایمان کی نشانی اور دشمنی نفاق کی علامت ہے۔

اِنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ رواہ الترمذی۔ میں اوّل ان لوگوں کا ہوں جن سے قیامت کے روز زمین شق ہوگی (یعنی قیامت کے روز سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا۔ پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر اہل بقیع کی طرف آؤں گا وہ لوگ میرے پاس جمع ہونگے اس کے بعد اہل مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ مابین حرمین ان سے آملوں گا اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور ساتھ محشور ہونے کی وجہ تخصیص آپ کے ساتھ ان کا ہم طینت ہونا اور ان کی فضیلت

142 www.taemeernews.com

اور وجوہ فضیلت میں اپنے ساتھ کمال تشبہ کا ظاہر کرنا ہے اور یہ بات انکی قبروں سے ظاہر ہے (کہ آپ کے پاس اسی ایک حجرے میں بنی ہیں) حکیم خاقانی نے روضہ مبارک کی تعریف میں کیا خوب کہا ہے

بینی حرم محمدی را || تو لانگہ سپہر مدی را
پیشش دو خلیفہ رخ نہفتہ || جوزا یکنار ثمر تخفتہ
ہر سہ شدہ یک نہادہ یک راہ || چوں یک الف و دو لام اللہ
آہوئے زمیں و کعبہ ناقہ || مشکش پسر ابو قحافہ رضہ

جاء عثمان الی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالف دینار فی کمّہ حین جھز جیش العسرۃ فنثرھا فی حجرہ فرایت النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقلبھا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیش عسرت یعنی اس لشکر کے لیے جو جنگ تبوک (تبوک ایک شہر ہے حدود شام میں مدینہ سے سولہ منزل) کے واسطے نصاریٰ عرب و شام سے لڑنے کو تیار اور مقرر فرمایا تھا سامان کرنا شروع کیا تو حضرت عثمانؓ ہزار دینار کی تھیلی آستین میں لائے اور آپ کی گود میں الٹ دی ۔ روای کہتا ہے کہ میں نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں اور جانچ کے طور پہ اوپر تلے کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عثمانؓ اس کے بعد جو عمل کرے گا اس کو مضر نہ ہوگا ۔ یہ کلام آپ نے دو مرتبہ فرمایا ۔ اس کو احمد نے روایت کیا ۔ اس میں حضرت عثمانؓ کو ان اعمال اور

نفقات کی قبولیت کی بشارت ہے جو انھوں نے خدا کی راہ میں کئے۔ یعنی جو کچھ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اللہ کے واسطے خرچ کیا وہ مقبول ہوا اور جو عمل کئے ان میں کسی طرح کا ضرر آپ کو نہیں پہنچ سکتا نیز اس سے اشارۃً ان مخالفین کے خیالات کا رد ہوتا ہے جو مفسدوں سے جھوٹی باتیں سن سنا کر آپ پر طعن و تشنیع کرتے تھے اور یہ کلمہ جامعہ یعنی ماضر عثمان ما عمل بعد الیوم اس بات پر مبنی ہے کہ ہر چند جناب معلیٰ ایسی باتوں سے جو مفسد لوگ مشہور کرتے ہیں بری ہیں لیکن عظمتِ شان کے لحاظ سے بالفرض والتسلیم ایسی باتیں آپ کی طرف منسوب بھی ہو جائیں تو آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتیں۔ جیسے کہ یہ معنی اہل بیت کے بارے میں عموماً آیہ تطہیر میں مقصود ہیں اور جناب امیر کے بارے میں خصوصاً حدیث" اللھم ادر الحق معہ حیثیت دار" ہیں بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشاً فیھم علیٌّ قر فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدَیہ وَیقول اللھم لا تمتنی حتیٰ تریَنی علیّاً۔ رواہ الترمذی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر یمن کی طرف روانہ کیا اس میں حضرت علیؓ سردار بنا کر بھیجے گئے تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ الٰہی جب تک مجھ کو علیؓ کی صورت نہ دکھا دے میری موت نہ بھیج اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

چونکہ آپ کی وفات شریف کا زمانہ قریب تھا اس لئے دعا فرماتے تھے کہ علیؓ کے آنے سے پہلے سفر آخرت پیش نہ آجائے۔

اَبُوبَکرٍ فِی الجَنَّۃِ وَعُمَرُ فِی الجَنَّۃِ وَعُثمَانُ فِی الجَنَّۃِ وَعَلِیٌّ فِی الجَنَّۃِ۔

ابوبکرؓ جنت میں عمرؓ جنت میں عثمانؓ جنت میں علیؓ جنت میں ہیں۔

حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُهُمَا کُفْرٌ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ مَنْ حَفِظَنِیْ فِیْهِمْ فَاَنَا اَحْفَظُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ اِبْنُ عَسَاکِرَ۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کی دوستی ایمان ہے اور ان کی دشمنی کفر۔ جو میرے اصحابؓ کو برا کہے اُس پر خدا کی لعنت جو شخص ان کے درمیان مجھ کو یاد رکھے یعنی ان کے درمیان میرا ملاحظہ کرے اور ان کی صحبت اور خدمت کا حق جو مجھ پر ہے ملحوظ خاطر اور پیش نظر رکھے اُنکے ساتھ تعظیم اور توقیر سے پیش آئے اور طعن و تشنیع اور سب و شتم نکرے تو میں قیامت کے روز اس کی محافظت کروں گا۔ یعنی جب وہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کی مغفرت اور عفو جرائم کا سخت محتاج ہو گا۔ میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔

اَرْاَفُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ۔ رواہ ابویعلے۔ میری اُمت میں امت پر بہت زیادہ مہربان ابوبکرؓ دین الٰہی میں سخت اور تیز عمرؓ اور نہایت سچے حیادار عثمانؓ اور بڑے قاضی علیؓ۔ اس کو ابویعلی نے روایت کیا۔

فائدہ قضا کے معنی ہیں متخاصمین یعنی مدعی و مدعا علیہ کے جھگڑے چکانے اور احقاق حق و ابطال باطل کرنا۔

بِکُلِّ نَبِیٍّ وَزِیْرَانِ وَزِیْرَانِیْ وَصَاحِبَایِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُؓ۔

145 www.taemeernews.com

رواہ ابن عساکر ۔ ہر نبی کے دو وزیر ہیں اور میرے دو وزیر اور دو یار ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ۔

عُثْمَانُ حَيِيٌّ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلٰئِكَةُ ۔ رواہ ابن عساکر ۔ عثمانؓ بہت حیادار ہیں ان سے فرشتے حیا کرتے ہیں ۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ۔ مَا انْتَجَيْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ قَالَهُ لِعَلِيٍّ ۔ رواہ الترمذی ۔ آپ نے حضرت علی کے بارے میں فرمایا کہ میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی ۔ لیکن اللہ نے سرگوشی کی ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ۔

فائدہ اس کا قصہ یہ ہوا کہ ایک روز نماز عشا کی تکبیر ہوگئی اور حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کچھ سرگوشی کرتے رہے یہاں تک کہ بہت رات ہوگئی اس وقت بعض منافقوں نے آپ سے طعن کے طور پر کہا "وَلَقَدْ طَالَ نَجْوَاكَ مَعَ ابْنِ عَمِّكَ" یعنی چچا کے بیٹے (علیؓ) کے ساتھ بہت کانا پھوسی رہی ۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا "انْتَجَيْتُهُ" الخ اور مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ میری سرگوشی بمنزلہ اللہ کی سرگوشی کے ہے کہ اس کی خوشنودی اور رضامندی کے مطابق ہے اور یہ کلام بعینہ خدائے تعالے کے اس قول کے موافق ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى[1] ۔

---

[1] یہ آیۃ جنگ احد میں نازل ہوئی ۔ قصہ یہ ہوا کہ جب جنگ ہوئی اور خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں اس لشکر کی طرف پھینکدیں اللہ کی قدرت سے ہر شخص کی آنکھوں میں خاک پڑگئی اور شکست کھا کر بھاگ گئے جب سب مغرور ہوگئے تو اس خیال سے کہ مسلمان یہ نہ سمجھ لیں کہ فتح ہماری قوت سے ہوئی یہ آیت نازل فرمائی مطلب یہ تھا تم نے قتل

حاشیہ صفحہ ۱۸۹ پر

رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا بَکْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَہٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ وَ صَحِبَنِیْ فِی الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِہٖ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالٌ فِی الْاِسْلَامِ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ۔ رواہ الترمذی خدا ابوبکرؓ پر رحم کرے کہ اس نے اپنی بیٹی سے میرا نکاح کیا۔ اور مجھ کو دار ہجرت یعنی مدینہ میں لیگیا اور غار میں میرا مصاحب ہوا اور بلالؓ کو اپنے مال سے آزاد کیا۔ اور جتنا نفع مجھ کو ابوبکرؓ کے مال نے دیا کسی کے مال نے نہیں دیا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا

فائدہ ابو بکر صدیقؓ کا حضرت کو سوار کر کے مدینے جانا مشہور بات ہے کہ اس وقت دو اونٹ مع سامانِ سفر حضورِ اقدس میں پیش کیے اور آپ نے قبول فرمائے۔ اس کے بعد تین رات دن غار ثور میں چھپے رہے اور ابوبکرؓ اور ان کے بیٹے عبداللہؓ اور ان کے غلام عامرؓ بن فہیرہ ؓ کے ہمراہ مدینہ کو روانہ ہوئے اس قصہ کی طرف قرآنِ شریف کی اس آیت میں قوی اشارہ موجود ہے " الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذا اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینۃ۔ الخ۔ اور آنجناب کی نصرت و حمایت کے بیان میں بھی یہی آیت واضح ہے اور حضرت ابوبکرؓ کا نیک کاموں اور جہاد و سامان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹

قتل نہیں کیا خدا نے کیا اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم نے کنکریاں نہیں پھینکیں خدا نے پھینکیں۔ تاکہ ہماری طرف خیال رہے اور مدد ہماری طرف سے سمجھی جائے اپنا دخل نہ دیا جائے

نظام الدین کیرانوی

147 www.taemeernews.com

جہاد میں مال خرچ کرنا کہ ہزاروں تک نوبت پہنچی حدیث و سیر کی کتابوں میں مسطور ہے۔ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُولُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَ مَالَهُ مِنْ صَدِيقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ يَسْتَحْيِيهِ الْمَلٰئِكَةُ وَجَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ۔ رواہ الترمذی۔ اللہ عمر پر رحم کرے کہ وہ حق بات کہتے ہیں گو کڑوی لگے ان کو حق گوئی نے اس حال پر پہنچایا ہے کہ اب ان کا کوئی دوست نہیں۔ یعنی ان کی حق گوئی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ جو کہتے ہیں حق کہتے ہیں اور چونکہ لوگوں کی طبیعت کو تلخ معلوم ہوتا ہے لہٰذا ان کے کہنے سے مکدر ہوتے ہیں۔ لہٰذا حق گوئی کی وجہ سے حقوق دوستی بھی ان کے ساتھ ملحوظ نہیں رکھتے اور دل میں رنج کرتے ہیں حق گوئی اور حق گو لوگوں کا یہی حال ہے کہ سب لوگ حق گوئی کے مقابلہ میں معاملات کے اندر رنجیدہ ہوتے ہیں اور یہ اس طرف اشارہ ہے کہ عمرؓ چونکہ حق گوئی کا شیوہ رکھتے ہیں بہت سی باتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں یا پس غیبت، دین و دنیا کے تمام معاملات میں مصلحت کی غرض سے کہتے ہیں لوگ ان سے ناحق بیزار اور رنجیدہ ہوتے ہیں اور چونکہ لوگوں کے دلوں میں غرض نفسانی مخفی ہوتی ہے طعن و تشنیع کرتے ہیں اور بے ہودہ تعرضات درمیان میں لاتے ہیں پس یہ تمام خلاف حق اور باطل ہے بات وہی ہے جو عمرؓ کہتے ہیں اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ وَالْحَقُّ بَعْدِي مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَيْثُ كَانَ

الحَدِيثِ وَاللهُ اَعْلَمُ ۔ خدا عثمانؓ پر رحم کرے اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اس نے جیشِ عسرت یعنی غزوۂ تبوک کا سامان کیا اور ہماری مسجد کو فراخ کر دیا یہاں تک کہ ہمارے لئے وہ گنجائش کی ہوگئی ۔ خدا علیؓ پر رحم کرے الہٰی حق کو اس کے ساتھ دائر کر جہاں وہ جائے ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ۔

فائدہ جیشِ عسرت غزوۂ تبوک کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں صحابہ اکرام کا تنگ حال تھا اسباب سفر کم دستیاب ہوتا تھا مگر بفضلہ تعالیٰ حضرت عثمانؓ کی اعانت بے غایت سے سرانجام ہو گیا ۔ اور مسجد کی توسیع اس طرح ہوئی کہ حضرت عثمانؓ نے ایک قطعہ زمین جو مسجد سے ملحق تھا بعض انصار سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا اور اس پر حضرت رسالت مآب سے دخولِ جنت کی بشارت پائی ۔ چنانچہ صحیحین میں ہے کہ اَرْبَعٌ لَا یَجْتَمِعُ حُبُّهُمْ فِي قَلْبِ مُنَافِقٍ وَلَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ ۔ رواہ ابن عساکر ۔ چار شخص ہیں جنکی محبت منافق کے دل میں جمع نہیں ہوتی اور ان کو مومن کے سوا اور کوئی دوست نہیں رکھتا (یعنی ان کی محبت مومن ہی کے دل میں ہوتی ہے) ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ ۔ اسکو ابن عساکر نے روایت کیا ۔

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چہار یار کی دوستی ایمان کی نشانی ہے اور ترکِ محبت نفاق کی صریح علامت ہے ۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلٰى حِرَاءٍ وَاَبُوْبَكْرٍ

وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَطَلْحَۃُ وَزُبَیْرُ فَتَحَرَّکَتِ الصَّخْرَۃُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِھْدَئْ فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْصِدِّیْقٌ اَوْشَہِیْدٌ ۔ رواہ مسلم ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ حرا پر تشریف رکھتے تھے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ ساتھ تھے ایک پتھر کو جنبش ہوئی اور ہلا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا کہ نہیں ہے تجھ پہ مگر پیغمبر، صدیق، شہید۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ اس حدیث سے منصب صدیقیت حضرت صدیق اکبرؓ کے لئے ثابت ہوا اور مرتبۂ شہادت ان پنجتن حضرت عمرؓ و عثمانؓ اور علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کے لئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ کتب احادیث وغیرہ میں مشہور و معروف ہے از انجملہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی شہادت جنگ جمل میں واقع ہوئی۔ طلحہؓ کو شہادت مروان کے ہاتھ سے ہوئی، اس نے اوّل ہی لڑائی میں زہر کا بجھا ہوا تیر زانوئے مبارک پر مارا لوگ آپ کو اٹھا کر اس وقت بصرہ کے ویرانے میں لے گئے۔ اسی حال میں حضرت امیرؓ کے ہمراہیوں میں کا ایک شخص ان کے پاس گیا انہوں نے اس سپاہی کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔ (گویا کہ یہ بیعت بواسطہ سپاہی کے امیر ہی سے ہوئی) اس کے بعد شربت شہادت نوش فرمایا جب یہ خبر جناب امیرؓ کو پہنچی تو آپ نے خدا کا شکر ادا کر کے فرمایا کہ "الحمد للہ الذی اخرجہ من الدنیا وبیعتی فی عقبہ۔ یعنی حمد و سپاس اس خدا کو

جس نے اس کو دنیا سے اس حال سے نکالا کہ میری بیعت اس کی گردن میں ہے ۔ یہ اشارہ ہے دونوں طرف سے بیعت کے ایجاب وقبول کا۔ اور حضرت زبیرؓ کا قصہ یہ ہوا کہ ہنگام جنگ حضرت علیؓ سے صلح کرکے طرفین سے صفائی کلی حاصل کرکے اسی حال میں لشکر سے جدا ہو کر خیبر کی طرف جاتے تھے ۔جب وادی القریٰ میں پہنچے نمازِ عصر پڑھنے کو اترے اور نماز میں مشغول ہوئے ۔ سجدے میں تھے کہ ایک شخص خنجرِ آبدار سے آپ کا سرِ مبارک کاٹ کر بصرہ کو واپس ہوا اور حضرت کی خیمہ گاہ پر آکر ایک شخص کی وساطت سے یہ واقعہ جناب امیرؓ تک پہنچایا ۔ آپ یہ حال دریافت فرماکر غضبناک ہوئے اور فرمایا " بشر قاتل ابن صفیۃ بالنار " یعنی ابن صفیہ کے قاتل کو آتشِ دوزخ کی بشارت دے "۔ اور پسر ابن صفیہ زبیرؓ ابن عوام ہیں اور صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی ہیں ۔

جب یہ کلام اس شخص تک پہنچا وہی خنجر اپنے پیٹ میں مار کر جہنم رسید ہوا ۔ اس پر حضرتِ امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔

صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہٖ وَسَلَّمَ قَاتِلُ اِبْنِ صَفِیَّۃَ بِالنَّارِ ۔ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ۔ کہ ابن صفیہ کا قاتل آتشِ دوزخ میں ہے ۔

(یعنی زبیر کا قاتل دوزخی ہے)

www.taemeernews.com

اہلبیت کے فضائل

اَتَانِی مَلَکٌ فَسَلَّمَ عَلَیَّ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ یَنْزِلْ قَبْلَهَا فَبَشَّرَنِی اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ رواہ ابن عساکر۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا آتے ہی مجھ کو سلام کیا (یہ) آسمان سے اترا اس سے پہلے نہ اترا تھا۔ پس مجھ کو بشارت دی کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور فاطمہ زہراؓ بہشت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا۔ رواہ الترمذی حسن اور حسین دنیا میں میرے باغ کے دو پھول ہیں، یعنی دنیا میں میرے گل مراد و ثمر فواد ہیں اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غَدَاةً وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ

152 www.taemeernews.com

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْرًا۔ رواہ مسلم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت گھر سے باہر تشریف لائے اور صوف کا ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ جس پر کجاوہ شتر کی صورت کے نقش تھے کہ حسنؓ ابن علیؓ آگئے آپ نے اُن کو کمبل میں لے لیا پھر حسینؓ آئے ان کو بھی داخل کیا۔ پھر حضرت فاطمہ زہراؓ تشریف لائیں ان کو بھی اسی میں داخل کیا پھر حضرت علیؓ آئے ان کو بھی اسی میں لے لیا اور یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے اہل بیت اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تمہاری پلیدی دور کر دے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ اس آیت کا نزول اوّلاً ازواج مطہرات کے لیے ہوا اور ثانیاً بطریق اولیت اِن نفوسِ اربعہ طاہرہ کے حق میں۔

لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ اِلْاٰیَۃ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ۔

رَوَاہُ مسلم۔ جب یہ آیت نازل ہوئی جس کا مضمون یہ ہے کہ بُلائیں ہم اپنے فرزندوں کو اور اپنی عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو۔ تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کو طلب کیا اور فرمایا۔ الٰہی یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي ۔ رَوَاهُ مُسْلِم ۔ میں تم میں دو چیزیں بزرگ قدر و گرانبار یعنی عالی مرتبہ چھوڑتا ہوں ۔ اوّل کتاب اللہ کو مضبوط پکڑو اور اس کو اختیار کرو پس آپ نے کتاب اللہ کے عمل پر کمال تحریص کی اور رغبت دلائی پھر فرمایا کہ "میرے اہلبیت" یعنی میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں یعنی ان کی تعظیم و توقیر اور محبت کے بارے میں ۔ اسکو مسلم نے روایت کیا ۔

فائدہ اس حدیث سے دو چیزوں کا اہتمام اور ان کی محافظت نکلی ایک قرآن شریف کی پیروی کہ خدا کا فرمان ہے، احکام دینی اور جمیع امور کی تفصیل اس میں موجود ہے ۔ دوسرے اہل بیت کی تعظیم و توقیر کی رعایت اور ان سے محبت کا وجوب اور یہ حکم تمام اہل بیت کو شامل ہے ۔ اور اہلبیت جملہ قسم کے ہیں (۱) ازواج مطہرات (۲) اولاد (۳) بھائی (۴) چچا (۵) پھوپیاں اور وہ لوگ جو علاقہ مصاہرت رکھتے ہیں، جیسے خسر اور داماد ۔

كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى

سَائِرِ الطَّعَامِ ۔ رواہ مسلم ۔ بہت سے مرد کمال کو پہنچے اور عورتیں کمال کو نہ پہنچیں مگر مریم عمران کی بیٹی اور آسیہؑ فرعون کی بیوی اور خدیجہؓ خویلد کی بیٹی اور فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی اور عائشہؓ کو عورتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسی ثرید (شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی) کو تمام کھانوں پر ہے ۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ۔

خلاصہ یہ ہے کہ تمام جہان کی عورتوں میں سے پانچ عورتوں نے ذاتی صفاتی فضیلت پائی، مریمؑ، آسیہ، خدیجہؓ، فاطمہؓ، عائشہؓ اور ہر ایک وجوہِ فضل میں یکتا ہے ۔ عائشہ صدیقہؓ عمدہ فضیلت رکھتی ہیں اس لئے آپ کے منہ سے ان کے بارے میں لفظِ فضل نکلا جو لفظِ کمال سے ابلغ ہے اور ظاہر ہے کہ عائشہ صدیقہؓ کی ذاتی وصفاتی فضیلت ابواب علم وسخا وزہد وتقویٰ اور نفع رسانی امت میں عموماً اور خصوصاً اعلےٰ درجہ پر ہیں اور سیدۃ النساءؓ طہارت ذاتی ونزاہتِ صفاتی رکھتی ہیں ۔ ابواب زہد وتقویٰ میں ان کی فضیلت اور جناب نبوی کے اخلاق وافعال سے مشابہت ایک بلند مرتبہ اور عالی منصب ہے ۔ (یعنی ان کے اخلاق وعادات جنابِ رسالت سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں)

اَحَبَّ اَھْلِیْ اِلَیَّ فَاطِمَۃُ ۔ رواہ الترمذی ۔ مجھ کو اپنی اہل میں زیادہ محبوب فاطمہؓ ہیں ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ۔

صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ۵

155 www.taemeernews.com

نَظَرْتُ اِلٰی ھٰذَیْنِ الصَّبِیَّیْنِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قَطَعْتُ حَدِیْثِیْ وَرَفَعْتُھُمَا۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ والبو داؤد والنسائی۔ خدا اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور آیت کا مضمون یہ ہے کہ تمہارے اولاد اور اموال آزمائش کا سبب ہیں میں نے اِن دو بچوں (یعنی حسنؓ اور حسینؓ) کو دیکھا کر چلتے تھے اور ٹھوکر کھاتے تھے پس مجھے صبر نہ ہو سکا یہانتک کہ میں نے کلام ختم کر دیا۔ اور ان کو اٹھا لیا (یعنی آپ نے اس حال میں کہ خطبہ پڑھتے تھے ان کو پھسلتا اور گرتا دیکھ کر خطبہ چھوڑ کر دونوں کو گود میں اٹھا لیا) اس کو احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ شَنْفَا الْعَرْشِ وَلَیْسَا بِمُعَلَّقَیْنِ۔ رواہ الطبرانی
حسنؓ اور حسینؓ دونوں عرش کے گوشوارے یعنی عرش کی آرائش وزینت ہیں اور عرش معلق نہیں ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا۔

فائدہ شنف سے مراد گوشوارہ حسی نہیں کہ زیور کی قسم سے ہو اور عرش پر معلق ہو بلکہ گوشوارہ معنوی مراد ہے جیسے کہ حدیث میں حضرت امیر حمزہؓ کے حق میں اسد اللہ آیا ہے۔

مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ رواہ احمد وابن ماجہ۔
جو حسنؓ اور حسینؓ کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو دوست رکھتا ہے اور

جو اِن کو دشمن جانتا ہے وہ مجھ کو دشمن جانتا ہے۔ اس کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ۔ رواہ الترمذی والبزاز۔ میرے اہلِ بیت کی مثال ایسی ہے جیسے نوح کی کشتی، جو اس پر سوار ہوگیا ہلاک ہونے سے بچ رہا اور جو رہ گیا اور سوار نہ ہوا غرق ہوگیا یعنی جو ان سے محبت رکھتا ہے اور ان کی معیت اور موافقت کرتا ہے خدا کی حمایت اور نصرت میں آجاتا ہے۔ اس کو ترمذی اور بزاز نے روایت کیا۔

سَاَلْتُ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ وَلَا یَتَزَوَّجَ اِلَیَّ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اِلَّا کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ فَاَعْطَانِیْ ذٰلِکَ۔ رواہ الطبرانی والحاکم۔ میں نے اپنے پروردگار سے جو بابرکت و بزرگ ہے درخواست کی کہ میں اپنی امت میں سے کسی سے نکاح نہ کروں اور نہ کوئی میری امت میں سے مجھ سے نکاح کرے مگر (یہ کہ) وہ جنت میں میرے ہمراہ ہو پس خداوند تعالیٰ نے مجھ کو یہ بات عطا کی۔ اس کو طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔

فائدہ | یعنی جس کو رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ علاقہ زوجیت حاصل ہے وہ دخولِ جنت کی بشارت میں

داخل ہے۔ عام نہے کہ نکاح کی خواستگاری آنحضرت صلعم کی طرف سے ہو یا دوسروں کی طرف سے۔

اَثْبَتُکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ اَشَدُّکُمْ حُبًّا لِاَھْلِ بَیْتِیْ وَ اَصْحَابِیْ۔ رواہ ابن عدی والفردوس۔ تم میں پلِ صراط پر زیادہ ثابت قدم وہ شخص ہے جس کو میرے اہلِ بیت اور اصحاب کی محبت زیادہ ہو۔ اس کو ابن عدی اور فردوس نے روایت کیا۔

فائدہ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جس کو آل اور اصحاب کی محبت نہیں پُلِ صراط پر اس کا قدم لغزش کرے گا اور منشاء اس کا یہ ہے کہ آل اور اصحاب کی محبت نہ ہونے سے اس کے ایمان میں خلل واقع ہو گا۔

ھٰذَانِ اَبْنَایَ وَ اِبْنَتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ یُحِبُّھُمَا۔ رواہ الترمذی۔ یہ دونوں حسنؓ اور حسینؓ میرے نواسے ہیں الٰہی میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ اور جو ان کو دوست رکھے اس کو دوست رکھ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ بِہٖ مِنْ نِّعَمِہٖ وَ اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَ اَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ۔ رواہ الترمذی۔ اللہ کو دوست رکھو اس لئے کہ وہ تم کو نعمتیں کھلاتا ہے اور اللہ کی دوستی کی وجہ سے مجھ کو دوست رکھو اور میری دوستی کی وجہ سے میرے اہلبیت کو۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

www.taemeernews.com

فائدہ | یعنی منعم حقیقی کی نعمتوں کی وجہ سے اس سے دوستی رکھو اس کی دوستی کی وجہ سے اس کے پیغمبر سے اور اسکے پیغمبر کی دوستی کی وجہ سے اس کے اہل بیت سے

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا عَلٰی حُبِّهِمْ وَ اَمِتْنَا عَلٰی حُبِّهِمْ وَ احْشُرْنَا مَعَهُمْ تَحْتَ لِوَائِهِمْ وَ اجْعَلْنَا مِنْ اِتْبَاعِهِمْ ۔

آمِیْنْ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ۔

159 www.taemeernews.com
۲۱۴۵۴ ۲۲۶

وسیلۃ النجات

تالیف شاہ عبدالعزیز دہلوی رح

تہذیب و نظر ثانی مولوی حکیم عبدالغفور رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ کے وہ تعریف اسی کا حق ہے اور رحمتِ کاملہ نازل ہووے اس کے حبیب اور اس کے باقی سب بندوں پر اے پروردگار اے پھیرنے والے دلوں کے تو ثابت رکھ ہمارا دل اپنے دین پر سببِ تالیف احباب سے ایک شخص نے کہ شیعہ کا مذہب اچھا جانتا تھا مجھ سے استدعا کی کہ فرقہ ناجیہ کے حق ہونے پر جو دلائل ہیں اس کے بارے میں کچھ لکھنا چاہیے بحکم اَلدِّیْنُ نَصِیْحَۃٌ کے وہ استدعا قبول کی گئی اور اس رسالہ کا نام وسیلۃ النجاۃ رکھا گیا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ۔

سوال ۔ درمیان اہل سنت اور شیعہ کے بہت گفتگو واقع ہوئی ہے اہل سنت دعوی کرتے ہیں کہ ہمارا مذہب برحق ہے اور قرآن وحدیث کے موافق ہے اور شیعہ کی سب کتاب باطل ہے اور صرف افترا ہے کہ اپنے مذہب کی نسبت اہل بیت کی طرف کرتے ہیں بلکہ اہل بیت کا مذہب یہی ہے جو ہمارا مذہب ہے اور شیعہ بھی یہی دعوی کرتے ہیں کہ قرآن کے موافق ہمارا مذہب ہے اور ہمارا وہی طریقہ ہے جو امام جعفر صادقؓ کا طریقہ ہے اور کہتے ہیں کہ اہل سنت کی کتابیں قابل اعتبار نہیں اس بارے میں جواب شافی آیات

161 www.taemeernews.com

قرآنی سے لکھا چاہیئے کہ اس میں کسی کے دم مارنے کی جگہ نہ ہو اور
عذر باقی نہ رہے کہ طالبانِ راہ نجات اس پر عمل کریں اور باطل مذہب
سے دست بردار ہو جاویں ۔

جواب :۔ اے برادر چاہیئے کہ پہلے دریافت کرو کہ ہر مذہب
کی بنا کس امر پر ہے اور ہر فریق کی کتابوں کو چھوڑ دو اور طاق پر رکھدو
اور جب معلوم کر لو کہ ہر مذہب کی بنا کیا ہے تو اس کو آیاتِ قرآنی
سے تطبیق دو اور جس مذہب کی بنا مستحکم اور راسخ دیکھو اسکو
حق سمجھو تو اس کے بعد اس مذہب کی کتابوں کو دیکھو اور اس پر
عمل کرو اور جس مذہب کی بنا باطل دیکھو اس کی کتابوں کو وسوسہ
شیطانی سمجھو اور پانی میں ڈال دو اور ہرگز اس کے گرد نہ جاؤ
اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور یقیناً سمجھو کہ وہ مذہب
اہل بیت کا نہیں بلکہ شیطان کا مذہب ہے تو جاننا چاہیئے کہ مذہب
اہل سنت کی بنا ان حضرات کے ایمان و تقویٰ و صلاح و راستی پر ہے
یعنی حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم
جو مہاجرین اور انصار سے ہوئے ہیں اور دیگر اصحاب سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ کہ ہزاروں صاحب تھے کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہ کر راہ خدا میں جہاد کرتے
رہے اور نماز پڑھتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
واصحابہ وسلم کے وفات تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد

اور حمایت میں ہمیشہ مصروف رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد اپنی خلافت میں عدل وانصاف وراستی میں مشغول رہے اور اہل بیت کی خدمت بجالاتے تھے اور ان حضرات کیساتھ محبت رکھتے تھے اور حضرت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ ان صحابہ کے ساتھ ہمیشہ نشست و مجالست رکھتے تھے اور ان صحابہ کے ہمراہ کفار کے ساتھ جہاد کیا' اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور ان کے ساتھ ہمیشہ محبت رکھتے تھے اور ان صحابہ کی وفات کے بعد اُن کے حق میں دعائے خیر کی اور نہایت ان کی مدح کی اور مناقب بیان فرمائے اور مذہب شیعہ کی بنا اس پر ہے کہ وہ خلفائے ثلثہ وغیرہم کے کفر ونفاق کے قائل ہیں کہ وہ ہزاروں صحابہ سید ابرار کے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان حضرات نے نفاق سے ایمان ظاہر کیا تھا اور ہجرت بھی ریاست کے لئے کی تھی اور طمع دنیا کا لحاظ تھا' اور ان حضرات کا جہاد وعبادت ریا کی غرض سے تھا خدا کے لئے نہ تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی تو اہلبیت کو اذیت پہنچائی اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہ کی مدد نہ کی اور آنجناب کا حق بھی لے لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوف سے تقیہ کیا تھا کہ ان اصحاب کی متابعت کرتے تھے اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے حتی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ایسا تقیہ کیا کہ اپنی دختر طاہرہ کا نکاح حضرت عمرؓ کے ساتھ کر دیا اور اپنے صاحبزادوں کا نام بھی ابوبکر علی' عمر علی' عثمان علی

163 www.taemeernews.com

رکھا اور صحابہ مخلصین کم تھے یعنی حضرت ابوذرؓ اور مقدادؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ اور جابرؓ اور صرف چند دیگر صحابہ مخلص تھے اسے برادر دونوں مذہب کی بنا معلوم ہوئی تو اب جاننا چاہیئے کہ مذہب اہل سنت کے بنا کی دلیل قرآن شریف کی اکثر آیات ہیں کہ ہر آیت اس بنا کے اثبات اور استحکام کے لئے کافی ہیں اور مختصر طور پر یہاں چند آیات لکھی جاتی ہیں قولہٗ تعالیٰ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ سابقین اولین مہاجرین اور انصار سے اور جن لوگوں نے بہتر طور پر یعنی ایمان کے ساتھ سابقین کی پیروی اور متابعت کی راضی ہوا خداوند تعالیٰ ان سے اور وہ خدائے تعالیٰ سے راضی ہوئے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور مہیا کیں خداوند تعالیٰ نے ان کے واسطے بہشتیں کہ جاری ہیں نہریں ان بہشتوں کے محل اور درختوں کے نیچے خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا یہ سب مہاجرین و انصار اور ان کے تابعین ہمیشہ بہشت میں رہیں گے اور اس آیت سے اعلانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سب مہاجرین اور انصار سابقین بہشتی ہیں اور ان کے تابعین بھی بہشتی ہیں کہ وہ لوگ ان حضرات کے بعد ہوئے اور ان حضرات کا طریقہ اختیار کیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین سے ہیں کہ ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہمراہ تھے اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور اکثر صحابہ مہاجرین اوّلین سے ہیں اور جو شخص سمجھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین سے نہیں تو وہ کافر ہے اِس واسطے کہ اس کو آیت سے انکار ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی جب خارج کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفّارِ مکہ نے کہ اس حال میں کہ دو صاحب تھے ان میں سے دوسرے صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جب دونوں صاحب غار میں تھے اس وقت فرماتے تھے پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے یار سے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کہ آپ رنج نہ کریں تحقیق کہ خدا ہم لوگوں کے ساتھ ہے اور ان حضرات کی اتباع کرنے والے بھی واقعی مہاجرین اور انصار سے ہیں کہ وہ لوگ ان حضرات کے بعد ایمان لائے اور ہجرت اور مدد کی اور حق تعالیٰ نے اِس آیت میں خبر دی ہے کہ وہ حضرات ہمیشہ بہشت میں رہیں گے تو ثابت ہوا کہ وہ حضرات قطعی بہشتی ہیں۔ جو شخص ان حضرات کو بہشتی نہ جانے وہ کافر ہے اس واسطے کہ اسکو آیت سے انکار ہے۔ اور اگر اس مقام میں شیطان وسوسہ دِلادے کہ شاید مراد اس آیت سے وہ مہاجرین ہوں کہ شیعہ ان کے حق میں حسنِ ظن رکھتے ہیں اس واسطے کہ ان کی ہجرت فی سبیل اللہ تھی اور

165 www.taemeernews.com

ہجرت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طمع دنیا کی غرض سے تھی تو اس کا
یہ جواب دینا چاہیئے کہ اے ابلیس تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ ہجرت سب
مہاجرین کی خالصاً للہ تھی چنانچہ ہجرت کے بعد پہلے یہ آیت قتال کے
بارے میں نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا یعنی
اجازت دی گئی کفار کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے ان لوگوں کو کہ کفار
ان سے لڑائی کرنا چاہیں یعنی مہاجرین کو اس واسطے کہ کفار کے ہاتھ سے
ان لوگوں پر ظلم ہوا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ یعنی اور تحقیق کہ
خداوند تعالےٰ ان کی مدد کرنے پر بلاشبہ قادر ہے اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا
مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ یعنی وہ لوگ
کہ اپنے گھروں سے بلاقصور نکالے گئے وہ صرف یہی کہتے تھے کہ ہمارا
پروردگار اللہ تعالےٰ ہے یعنی ان لوگوں سے کوئی گناہ نہ ہوا تھا کہ
اس کے سبب سے نکالے گئے مگر فقط یہ وجہ ہوئی کہ وہ لوگ ایمان
لے آئے اور اس واسطے کفار نے ان کو نکال دیا تو اس سے معلوم ہوا
کہ سب مہاجرین کی ہجرت خالصاً للہ تھی طمع دنیا کے لئے نہ تھی تو ثابت
ہوا کہ سب مہاجرین پر اللہ تعالےٰ کی مدد ہے۔ اے بدعتیو جن کا ایمان
قرآن شریف پر ہے تو جب اس پر ثابت ہوا کہ خداوند تعالےٰ نے کس کو
جنتی فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ جنت میں رہیں گے
تو اس کے حق میں سب اعتراضات ساقط ہو گئے اس واسطے کہ حق تعالیٰ
عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فلاں بندہ سے فلاں وقت میں

166 www.taemeernews.com

نیکی ہو گی یا فلاں وقت میں گناہ صادر ہو گا تو اگر وہ فرماوے کہ فلاں بندہ کو میں نے جنتی بنایا تو اس سے ثابت ہو گا کہ اس کی سب خطائیں معاف کر دی گئیں تو اگر دوسرے بندے اس کے حق میں طعن و تشنیع کریں اس سے اللہ تعالے پر اعتراض کرنا لازم آوے گا اس واسطے کہ معترض کہے گا کہ یہ بندہ بد ہے خداوند تعالے اس کو کیوں بہشتی بناتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس مقام میں اعتراض کرنا کفر ہے اور جس بندہ کو خداوند تعالے نے بہشتی فرمایا ہے وہ ضرور بہشتی ہے اور اگر اس کے حق میں کوئی شخص اعتراض کرے تو اس سے اس بہشتی بندہ کے حق میں کچھ ضرر نہیں اور اسکے اعتراض سے وہ دوزخی نہ ہو جاوے گا، بلکہ معترض کافر ہے تو اس وجہ سے شیاطین کا سب شبہ ساقط ہو گیا اور اب اس کے لئے دوسرے جواب کی ضرورت نہیں لیکن سائل کی تسلی کے لئے کہا جاتا ہے کہ اگر شیطان آوے اور تم کو وسوسہ دلاوے کہ سورہ انفال میں بدر کے قصہ میں نازل ہوا ہو قولہ تعالیٰ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ یعنی اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو جب کفار سے مقابلہ کرو تو لڑائی سے پیٹھ مت پھیرو قولہ تعالیٰ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰہُ جَھَنَّمُ یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ جو شخص کفار کی لڑائی سے پیٹھ پھیرے سوا اس حال کے کہ لڑائی کی غرض سے پیٹھ پھیری ہو یا بغرض شامل ہو جانے کے جماعت مومنین کے ساتھ تو تحقیق کہ رجوع کیا اس

167 www.taemeernews.com

شخص نے خدا کے غصہ کی طرف اور اس کی جگہ جہنم ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں
کہ صحابہ جنگ احد اور حنین میں بھاگ گئے تھے تو ان کے جواب میں کہنا چاہیے
کہ یہ آیت بدر میں نازل ہوئی اور وہاں کوئی نہ بھاگا بلکہ سب صحابہ ثابت قدم
رہے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ یعنی اور تحقیق
کہ مدد کی تمہاری اللہ تعالے نے بدر میں حالانکہ تم لوگ کفار کی نظر میں کم ہونے کے سبب
سے حقیر معلوم ہوتے تھے اور اللہ تعالی نے بدر کے قصہ میں فرمایا ہے اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
اَنِّیْ مَعَكُمْ یعنی یاد کیجیے اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ وقت کہ جب وحی بھیجتا تھا آپ کا پروردگار فرشتوں
کے پاس کہ میں تم لوگوں کے ساتھ ہوں قولہ تعالی فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا یعنی پس ثابت رکھو مسلمانوں کو اور آیت مذکورہ سے کفر ثابت
نہیں ہوتا بلکہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ کفار کی لڑائی سے بھاگنا حرام ہے
اور حق تعالے کو اختیار ہے اگر چاہے بخش دے اور اگر چاہے عذاب
کرے چنانچہ جب جنگ احد میں فرار کا اتفاق ہوا تو حق تعالے نے وہ معاف
فرما دیا قولہ تعالی وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ یعنی اور تحقیق کہ معاف فرما دیا اللہ
تعالے نے ان لوگوں کو تو اعتراض دفع ہو گیا۔ اور روز حنین میں فرار کا
اتفاق ہوا مگر پھر جب حضرت عباس ؓ نے پکارا یا عِبَادَ اللّٰهِ هٰذَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ یعنی اے بندگان خدا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو ان کے
پکارنے سے سب لوگ جمع ہو گئے اور جنگ عظیم کی اور توبہ ثابت ہوئی۔ اور
چونکہ یہ لوگ مددگاران دین تھے حق تعالے نے اپنے وعدے کے موافق
ان کی مدد فرمائی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ

یعنی البتہ اللہ مدد کرتا ہے اس کی جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتا ہے تو غیب سے فرشتوں کو ان لوگوں کی مدد کے واسطے بھیجا اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے سکینہ یعنی آرام نازل فرمایا اور یہ خاص مومنین کامل الایمان کے واسطے ہے اور یہ امر اُن لوگوں کے لیئے نازل فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ یعنی تحقیق کہ مدد دی تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اکثر غزوہ میں اور حنین میں اور فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی پس نازل فرمایا خداوند تعالیٰ نے اپنا سکینہ اور آرام اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر اور مسلمانوں پر یعنی ان مسلمانوں پر۔ سکینہ اور آرام اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ وہ لوگ حضرت عباسؓ کے پکارنے سے پھر آئے اور جنگ عظیم کی قولہ تعالیٰ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا یعنی اللہ تعالیٰ نے بھیجے فرشتوں کے لشکر کہ اے صحابہؓ تم لوگوں نے اُن فرشتوں کو اپنی نظر سے نہ دیکھا، وقولہ تعالیٰ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یعنی اور عذاب کیا اللہ تعالیٰ نے کفار پر اور ان کو شکست دی۔ تو اے عزیز غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ مسلمان کا کام ہے کہ تمام آیات مغفرت و رحمت کو فراموش کرے اور ایسے حضرات کی شان میں طعن کرے کہ اس قدر رحمت الٰہی ان حضرات کے شامل حال ہے کہ جب کبھی بمقتضائے بشریت ان حضرات سے لغزش ہو جاوے تو فرشتے ان کی مدد کے لیئے آویں اور سکینہ الٰہی انکے لیئے نازل ہووے یعنی یہ حضرات ہرگز قابل طعن نہیں نعوذ باللہ من

169 www.taemeernews.com

خُبُثِ الْبَاطِنِ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ یعنی پناہ چاہتے ہیں ہم اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں باطن کے خبث سے اور شیطان کی شرارت سے اور اُسکے شرک سے اور اگر کچھ شیطان آوے اور وسوسہ دِلا وے کہ معاذ اللہ شاید وہ لوگ منافق رہے ہوں کہ اس وقت منافقین بھی تھے چنانچہ قرآن شریف میں اکثر مقامات میں منافقین کا بھی ذکر ہے تو چاہیئے کہ جواب میں کہو ہاں اس وقت منافقین بھی تھے لیکن اعراب میں تھے اور وہ دہقانی تھے کہ اُنکا مسکن مدینہ کے گرد تھا اور اہل مکہ یعنی مہاجرین میں کوئی منافق نہ تھا اور ایسا ہی انصار کہ ان کا ایمان اور ان کا مدد دینا نص سے ثابت ہے ان میں بھی کوئی منافق نہ تھا چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ یعنی اے اہل مدینہ بعضے ان لوگوں سے کہ تم لوگوں کے گرد ہیں اور وہ اعراب سے ہیں منافقین ہیں وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ یعنی اور بعض اہل مدینہ سے نفاق کے خوگر ہوئے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان لوگونکو نہیں جانتے ہم ان لوگوں کو جانتے ہیں پھر اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے ان لوگونکو علیحدہ کر دیا چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ یعنی نہیں سزاوار ہے واسطے اللہ تعالےٰ کے کہ چھوڑ دے مومنین کو اُس حالت پر تم لوگ جس حالت پر ہو یعنی سزاوار نہیں کہ مومنین اور منافقین کو باہم ملا ہوا چھوڑ دے بلکہ علیحدہ کرتا ہے پلید کو پاک سے یعنی مومنین سے منافقین کو جدا کر دیتا

 www.taemeernews.com

ہے پھر حق تعالےٰ نے تمیز دے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کے حال سے آگاہ فرمادیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے کہ صحابہ سے ہیں یہ امر ظاہر فرمایا اور اُن منافقین کے لڑکے خالص مومن تھے تو اس خیال سے کہ ان کی رسوائی نہ ہووے ان منافقین کا حال دوسروں پر ظاہر نہ فرمایا اگرچہ اکثر منافقین.. نفاق کی علامت کے سبب سے فضیحت ہوئے اور ان لوگوں کا حال سب لوگوں کو معلوم ہوگیا اور اللہ تعالےٰ نے عام طور پر اُن منافقین کا عیب قرآن شریف میں بیان فرمایا اور ان کے حق میں وعید شدید ذکر فرمائی اور صحابہؓ کہ اہلِ سُنت اُن کے حق میں حُسن اعتقاد رکھتے ہیں اُن میں سے کوئی صحابی منافق نہ تھے اور اللہ تعالےٰ منافقین کے حق میں ارشاد فرماتا ہے فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَکُ خَیْرًا لَّھُمْ یعنی اگر منافقین اپنے نفاق سے توبہ کریں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوگا قولہ تعالیٰ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنی اگر وہ توبہ سے روگردانی کریں اور اپنا نفاق ترک نہ کریں تو اللہ تعالےٰ ان پر دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کرے گا قولہ تعالےٰ وَمَا لَھُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ یعنی اور نہ ہوگا ان کا زمین پر کوئی یار اور نہ مددگار یعنی زمین پر کوئی ان کی مدد نہ کرے گا اور خداوند تعالےٰ نے اس کے خلاف مہاجرین کے حق میں فرمایا ہے یعنی ان کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے ہیں اور اُن کی مدد کا وعدہ کیا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِ

ھِمْ لَقَدِیْرٌ یعنی تحقیق کہ خداوند تعالےٰ مہاجرین کی مدد کرنے پر قادر ہے یعنی ان کی مدد کرے گا اور انھیں مہاجرین کا ذکر اس آیت میں بھی ہے وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ یعنی ضرور مدد کرے گا اللہ تعالےٰ اس کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرے گا اور اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو صحابہ باقی رہے خصوصاً خلفائے راشدین ان سب صحابہؓ کی مدد حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمائی کہ ہزاروں مشرکین اور مرتدین کو قتل کیا اور کسریٰ اور قیصر کا ملک درہم و برہم کر دیا اور سب صحابہ نے خلفائے راشدینؓ کی مدد کی تو معلوم ہوا کہ خلفائے ثلثہؓ مہاجرین فی سبیل اللہ سے ہیں کہ حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ مہاجرین کی مدد کریں گے، وہ وعدہ خلفاء کے حق میں کامل طور پر پورا کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سب اصحاب دین خدا کے مددگار تھے اور اگر معاذ اللہ وہ منافقین ہوتے تو کوئی اُن کی مدد نہ کرتا اور زمین پر کوئی اُن کا یار و مددگار نہ ہوتا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ منکرین قرآن کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خلافت طلب کی اور مہاجرین اور انصار کے گھر گھر گئے تاکہ ان کے لئے عذر باقی نہ رہے لیکن کسی نے حضرت علیؓ کی مدد نہ کی کسی کو آپ کی حمایت کا خیال نہ ہوا، تو ان لوگوں کا یہ قول سراسر غلط ہے اور صریح کفر ہے اور صراحۃً اس آیت سے انکار ہے اس واسطے کہ حق تعالےٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا کہ مہاجرین کی مدد کریں گے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علی رئیس مہاجرین اولین سے تھے اور محال ہے کہ کسی نے آنجناب کی مدد نہ کی ہو۔

تو ثابت ہوا کہ جو لوگ یہ بات حضرت علی کی شان میں کہتے ہیں وہ آنجناب کے دشمن ہیں کہ منافقین کے بارے میں جو آیت ہے وہ آنجناب کی شان میں ثابت کرتے ہیں چنانچہ حق تعالےٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا ہے وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ یعنی زمین پر منافقین کا کوئی یار و مددگار نہیں اور ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ کے دوست اہلسنت ہیں کہ آنجناب کی طرف نفاق کی نسبت نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ آنجناب اگر یہ طالب خلافت کے لئے اٹھتے اور اس کے لئے ارادہ فرماتے اور پیغمبر صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے اپنے حق میں اس بارے میں کچھ سُنے ہوتے تو ضرور آنجناب کا ارادہ پورا ہو جاتا اور آنجناب کا تصرف نافذ ہوتا اور سب آنجناب کی مدد کے لئے مصروف ہو جاتے چنانچہ مہاجرین کے حق میں ایسا ہی وارد ہے تو معلوم ہوا کہ آنجناب نے جانا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے اور رہیتہ آنجناب حضرت ابوبکرؓ کے نامرد مددگار رہے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى نِعْمَائِهٖ پھر اب جاننا چاہیئے کہ حق تعالیٰ منافقین کی فضیحت میں کیا فرماتا ہے قولہ تعالےٰ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ ترجمہ البتہ اگر باز نہ آویں منافقین اپنے نفاق سے اور اگر باز نہ آویں وہ لوگ کہ اُن کے دل میں مرض ہے مثلاً ضعف ایمان ہے یا ایسا ہی اور کوئی امر ہے اور اگر باز نہ آویں وہ لوگ کہ مدینہ منورہ میں فتنہ انگیز خبر

173 www.taemeernews.com

مشتہر کرتے ہیں تو اے محمد صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم ہم ضرور آپ کو ان تینوں گروہ پر مسلط کر دیں گے اور پھر تھوڑے دن کے بعد یہ لوگ آپکے نزدیک نہ رہ سکیں گے اور ذلیل ہو کر شہر مدینہ سے نکل جاویں گے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے اَیۡنَمَا ثُقِفُوۡۤا اُخِذُوۡا وَ قُتِّلُوۡا تَقۡتِیۡلًا ترجمہ منافقین جہاں ملیں چاہیئے کہ گرفتار کیئے جاویں اور قتل کر دیئے جاویں تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ جن لوگوں نے نفاق سے توبہ نہ کی ان میں سے کوئی مدینہ منورہ میں باقی نہ رہا اور وہ سب خراب ہو گئے اور ہلاک ہو گئے اور قتل کیئے گئے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس قدر صحابہ مدینہ منورہ میں باقی رہ گئے تھے وہ سب حضرات مددگار دین تھے اور حق پرست اور مخلصین تھے تو جس امر پر ان حضرات کا اجماع اور اتفاق ہوا وہ عین حق و ہدایت ہے ظلم و ضلالت نہیں، تو منافقین کے عیوب معلوم ہوئے اب مہاجرین کا وصف بیان کرتا ہوں فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا فِی سَبِیۡلِ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا لَنُبَوِّئَنَّهُمۡ فِی الدُّنۡيَا حَسَنَةً ترجمہ جن لوگوں نے خداوند تعالےٰ کی راہ میں ہجرت کی اس کے بعد کہ کفار کی طرف سے ان لوگوں پر ظلم ہوا تو ضرور اُن لوگوں کو ہم اچھے شہر میں یعنی مدینہ منورہ میں جگہ دیں گے اور فرمایا اللہ تبارک تعالےٰ نے وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ترجمہ اور البتہ آخرت کا ثواب زیادہ بہتر ہے یعنی مہاجرین کے لیئے آخرت میں بہت زیادہ ثواب ہے تو اگر کسی کا قرآن شریف پر ایمان ہوئے تو صرف ایک آیت کافی ہے کہ

www.taemeernews.com

اس سے تمام وسوسہ شیطانی اس کا دفع ہو جاوے اس واسطے کہ حق تعالےٰ نے اس آیت میں مہاجرین فی سبیل اللہ کے حق میں دو وعدے فرمائے ایک دنیا میں دوسرا آخرت میں اور بلاشک دنیا کا وعدہ پورا ہوا اور سب مہاجرین نے مدینہ منورہ میں قیام کیا خصوصاً خلفائے ثلثہ کہ اپنی زندگی میں وہاں رہے اور بعد وفات کے ان حضرات کی وہاں قبر مبارک ہوئی شیخین جناب رسالت پناہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے مرقد منور سے ملگئے اور حضرت عثمان بقیع میں رونق افروز ہوئے اور اگر معاذ اللہ منافق ہوتے تو آیت مذکور میں جیسا منافقین کے بارے میں ذکر ہے حق تعالےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن حضرات پر غالب کرتا اور یہ حضرات کبھی مدینہ منورہ میں نہ رہتے اور معاذ اللہ جو منافقین کا حال ہوا کہ گرفتار ہوئے اور ذلت ورسوائی کے ساتھ قتل کیے گئے وہی حال ان حضرات کا بھی ہوا ہوتا اور کوئی ان حضرات کی بات نہ سُنتا امامت اور خلافت کیونکر ہوتی تو شمس نصف النہار کے مانند واضح ولائح ہوا کہ یہ حضرات مہاجرین فی سبیل اللہ سے ہیں اور قطعی بہشتی ہیں اور ان حضرات کا اجر وثواب آخرت میں بہت زیادہ ہوگا اور ایسا ہی دیگر صحابہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں باقی رہے گئے سب مددگاران دین خدا تھے اور کامل الایمان تھے آیت قرآنی سے ثابت ہے کہ نفاق ان کے گرد نہ تھا تو آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس امر پر اُن صحابہ

175 www.taemeernews.com

کا اجماع اور اتفاق ہوا وہ عین ہدایت و دیانت ہے اور مسلمان کا کام نہیں کہ ان صحابہ کی فضیلت کہ قرآن شریف سے صراحۃً ثابت ہے اور پھر ان حضرات پر اعتراض کیا جاوے۔ اور اب بھی اگر پھر شیطان آوے اور وسوسہ دلاوے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان صحابہ کا اقتدار اور غلبہ ہوا تو شاید اس وجہ سے ان حضرات سے کوئی امر خلاف شرع ظہور میں آیا ہو کہ اس وجہ سے شیعہ شبہ میں پڑے ہیں تو اس کے جواب میں کہنا چاہیے کہ تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ ان حضرات نے اپنے ایام خلافت میں جو کچھ کیا ہے وہ سب اس غرض سے ہوا ہے کہ احکام شرعی جاری ہو دیں اور امر معروف اور نہی عن المنکر عمل میں آوے تعصب اور فساد مقصود نہ تھا چنانچہ حق تعالے اس آیت میں مہاجرین کا وصف ارشاد فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ترجمہ یعنی صفت مہاجرین کی یہ ہے کہ اگر ہم ان کو زمین پر طاقت دیتے ہیں تو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور دوسروں کو احکام شرعی کا حکم دیتے ہیں اور امور خلاف شرع سے منع فرماتے ہیں تو محال ہے کہ جب مہاجرین کا غلبہ ہوا تو ان سے ظلم و فساد ظہور میں آیا ہو تو ان حضرات کی طرف ظلم کی نسبت کرنا اس آیت سے انکار کرنا ہے نعوذ باللہ من ذالک پھر اگر کوئی وسوسہ دلاوے کہ قرآن شریف میں وارد ہوا ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ

176 www.taemeernews.com

وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ترجمہ
اے وہ لوگ کہ ایمان لے آئے ہو جو پھر جاوے اور مرتد ہو جاوے
تم لوگوں سے اپنے دین سے تو قریب ہے کہ لے آوے یعنی قائم کرے
اللہ تعالیٰ مرتدین کے قتال کے لئے ایک ایسی قوم کو کہ محبت رکھتا ہے
اللہ تعالیٰ اس قوم سے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتے
ہیں مسلمانوں پر مہربان ہیں اور کافروں پر غالب ہیں قولہ تعالیٰ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ترجمہ کہ وہ لوگ جہاد
کریں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُن قوم مرتدین کے ساتھ اور نہ ڈریں گے
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے اور اگر معترض کہے کہ اس
آیت کا معنی کیا ہے تو اس کے جواب میں کہنا چاہیئے کہ اس آیت میں
حضرت ابوبکرؓ اور دیگر صحابہ کے کمال مناقب مذکور ہیں کہ ان حضرات نے
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسیلمہ کذاب کو مار ڈالا اور
دوسرے لوگ عرب کے کہ ان کی تفصیل میں طول ہے مرتد ہوئے تھے اور
زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا تو ان صحابہؓ نے ان کے ساتھ جہاد کیا اور ان
لوگوں کو تہ تیغ کیا اور اکثر اُن میں سے پھر اسلام لے آئے اور صحابہؓ کی
شان میں ارتداد کی تہمت ہونا اس آیت سے اس طرح بخوبی باطل ہوتی
کہ اس سے بڑھ کر ثبوت متصور نہیں اس واسطے کہ معاذ اللہ اگر کوئی
صحابی مرتد ہوئے ہوتے تو دوسرے کامل مومنین ان کے ساتھ جہاد اور
ان کو قتل کرتے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ کامل مومنین سے کسی نے

177 www.taemeernews.com

خلفائے ثلثہؓ کے ساتھ لڑائی نہیں کی بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذرؓ نے کہ کامل مومنین تھے خلفائے ثلثہ کی متابعت کر لی اور انکے ساتھ موافقت اختیار کی تو معلوم ہوا کہ خلفائے ثلثہ کامل مومن ہیں اور جنتی ہیں اور مہاجرین فی سبیل اللہ ہیں کہ ان کے وصف میں بے شمار آیات وارد ہیں چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا یعنی مہیا فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے بہشتیں کہ جاری ہیں اس میں نہریں وہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ صفت مہاجرین کی ہے اور ظاہر ہوا کہ یہ مہاجرین اور انصار عین حق اور کمال ایمان اور ہدایت پر تھے اور ان کا دائما اور اتفاق اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوا تو جائز نہیں کہ کوئی ان حضرات کی شان میں طعن و تشنیع کرے بلکہ چاہیے کہ مسلمان وظیفہ کر لیویں کہ روز و شب ان حضرات کے حق میں ترقی درجات کے لئے دعا کرتے رہیں اور جو ان حضرات کی شان میں طعن و تشنیع کرے اور دعائے خیر نہ کرے اور ان حضرات کے ساتھ کینہ رکھے وہ کافر ہے اور اہل اسلام سے خارج ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں مسلمانوں کی تین قسمیں فرمائی ہیں اور پہلی قسم اس آیت میں مذکور ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ یعنی غنیمت کا مال فقراء کیلئے ہے کہ ان لوگوں نے ہجرت کی ہے اور ان لوگوں کے لئے ہے کہ جو اپنے

گھر اور مال سے نکالدیئے گئے ہیں اور ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اُس کی رضامندی چاہتے تھے اور اللہ ورسول کے دین کی مدد کرتے تھے اور اُن کی ہجرت خالصاً للہ اور اس کے رسول کے لئے ہوئی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہٖ اور ان کی ہجرت اللہ کے دین کی مدد کے لئے ہوئی کوئی دنیاوی غرض نہ تھی اور ان کی شان میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اُولٰئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ یعنی یہ لوگ اپنے قول وفعل میں سچے ہیں اور دوسری قسم مومنین کی اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمائی ہے وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یعنی اور مال غنیمت اُن لوگوں کے واسطے ہے کہ مہاجرین کے قبل اُن لوگوں نے ہجرت اور ایمان کی جگہ میں سکونت اختیار کی اور ان کی شان میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ یعنی وہ لوگ اُن لوگوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں کہ وہ لوگ اُن کے یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں یعنی مہاجرین کے ساتھ محبت رکھتے ہیں قولہ تعالےٰ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّآ اُوْتُوْا یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو جو کچھ عطا فرماتے ہیں اس میں انصار حسد نہیں کرتے بلکہ اس پر راضی ہو جاتے ہیں اور اُسکو منظور کر لیتے ہیں قولہ تعالےٰ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ یعنی اور انصار مقدم سمجھتے ہیں مہاجرین کو اپنے اوپر اگرچہ وہ خود بھی حاجتمند ہوں یعنی اگرچہ انصار کو خود بھی اپنے لئے مال کی

179 www.taemeernews.com

ضرورت رہتی ہے لیکن وہ لوگ ایسے عالی ہمت ہیں کہ اپنی ضرورت کا کچھ خیال نہیں کرتے بلکہ مہاجرین کی حاجت روائی کرتے ہیں اور اپنا مال انکو دیتے ہیں قولہ تعالےٰ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ترجمہ اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے محفوظ ہے اس کے لئے فلاح ہے تو اے عزیز حق تعالےٰ نے اس آیت میں انصار کی تعریف کی ہے کہ مہاجرین کے ساتھ وہ لوگ محبت رکھتے ہیں اور ان حضرات کی خدمت کرتے ہیں اور فرمایا کہ اُس کے صلہ میں اُن کے لئے فلاح ہے تو جس کو منظور ہووے کہ نجات کی راہ پاوے اور اس کے لئے ہووے فلاح تو چاہیئے کہ جس طرح انصار نے اپنا شیوہ کر لیا تھا کہ مہاجرین کے ساتھ محبت رکھتے تھے اسی طرح وہ شخص بھی اپنا شیوہ کرے کہ مہاجرین کے ساتھ محبت رکھے اور عداوت نہ رکھے اور اُن حضرات کی شان عالی میں طعن و تشنیع نہ کرے اور شب و روز ان کی ترقی درجات کے لئے دعا کرتا رہے تاکہ وہ مومنین کی تیسری قسم کے زمرہ میں داخل ہووے اور قیامت میں اس کا حشر اُن مومنین کے ساتھ ہووے اور اللہ تعالےٰ نے تیسری قسم کے مومنین کو اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَآؤُا مِنْۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ترجمہ یعنی اور مال غنیمت ان لوگوں کے واسطے ہے کہ مہاجرین اور انصار کے بعد آئے اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ اے پروردگار تو بخش دے ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو کہ ہمارے پہلے ایمان سے

180 www.taemeernews.com

مشرف ہوئے قولہ تعالےٰ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
ترجمہ اور ہمارے دل میں اُن کی طرف سے کینہ اور عداوت نہ ڈال کہ وہ
لوگ ایمان لائے ہیں یعنی وہ لوگ انصار اور مہاجرین اور دیگر صحابہؓ کے
حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالےٰ ہمارا دل اُن حضرات
کے کینہ سے پاک فرمادے قولہ تعالےٰ رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ترجمہ
اے ہمارے پروردگار تحقیق کہ تو مہربان رحمت کرنے والا ہے یعنی ہماری
دعا قبول فرما۔ تو ان آیات سے ثابت ہوا کہ صحابہ کے حق میں دعائے خیر
کرنا چاہیئے اور کینہ نہ رکھنا چاہیئے اور ان حضرات کی شان میں زبان درازی
نہ کرنا چاہیئے تا اہل اسلام کے زمرہ میں حشر ہووے ورنہ جو شخص ان حضرات
سے کینہ رکھے گا اور ان حضرات کے حق میں دعا خیر نہ کرے گا وہ اہل اسلام
کی تینوں قسموں سے خارج ہو جاوے گا نعوذ باللہ من ذالک اہلسنت
و جماعت کے مذہب کی یہی بنا ہے اور الحمد للہ کہ یہ بنا نہایت مستحکم اور
مضبوط ہے کہ اگر تمام جن و انس چاہیں کہ اس بنا کو کھودیں اور جنبش
دیویں تو ممکن نہیں کہ اس کو ضرر پہنچا سکیں اس واسطے کہ اس بنا کو
اُس وقت جنبش ہوسکتی ہے کہ اہلسنت نے مہاجرین اور انصار وغیرہ
صحابہ کا ایمان اور اُن کی فضیلت ثابت کی ہے اور اس بارے میں صریح
آیات بینات اور نصوص مستحکم پیش کی ہیں اور شیاطین کا وسوسہ اسطرح
دفع کر دیا ہے کہ نیست و نابود ہوگیا اور اُس کا کچھ بھی اثر باقی نہ رہا
تو چاہیئے کہ اگر مخالفین اپنے دعوے میں صادق ہیں تو وہ بھی ثابت کریں

181 www.taemeernews.com

کہ صراحتہً کن آیات محکمات سے بلا تاویل سب مہاجرین اور انصار کا نفاق ثابت ہوتا ہے تو اس وقت بحث وگفتگوئے کتابی اور سوال و جواب علمی کی طرف متوجہ ہوویں ورنہ عبث ہے کہ زبان درازی کریں اور آیات ونصوص سے انکار کریں کہ اپنے لئے دوزخ کی آگ خرید کریں اور مسلمانوں کی تیسری قسم سے بھی خارج ہوجاویں اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی کسی ایک آیت سے بھی مہاجرین اور انصار کا کفرونفاق ثابت نہیں اور یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اس واسطے کہ حق تعالےٰ نے اکثر مقام میں ان حضرات کی مدح فرمائی ہے اور ان کے مناقب ذکر فرمائے ہیں اُن کا ایمان اور تقویٰ اور جہاد اور نماز وغیرہ اعمال صالحہ بیان فرمائے ہیں قولہ تعالےٰ وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰى یعنی ہر ایک کے حق میں اللہ تبارک تعالےٰ نے بہتر وعدہ فرمایا ہے اور ان حضرات کی شان میں خلود جنت ثابت ہونا ارشاد فرمایا ہے اور ان حضرات کو نعمت دائمی کی بشارت دی ہے پھر اُن حضرات کا کفرونفاق کس طرح ثابت ہوسکتا ہے نعوذ باللہ من ذالک تو ظاہر ہوا کہ مذہب مناقبین کی بنا آیات قرآنی پر نہیں بلکہ صرف واہیات قصہ ہائے تواریخ اور امور موہومہ پر ہے اور قرآن شریف سے وہ سب واہیات قصہ باطل ہوجاتا ہے اور ان کا باطل وہم وخیال نیست ونابود ہوجاتا ہے تو معلوم ہوا کہ اُن کا مذہب اہلبیت کے مذہب کے موافق نہیں اس واسطے کہ اہلبیت کا مذہب قرآن شریف کے خلاف ہرگز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل بیت کا جو مذہب تھا وہی مذہب اہلسنت

کاہے کہ قرآن شریف کے موافق ہے اور اگر اب بھی تمہارا کچھ وسوسہ باقی رہ جاوے تو معلوم کرنا چاہئیے کہ امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ـــــ صحیفۂ کاملہ میں کہ شیعہ کے نزدیک معتبر ہے اور اس پر اُن کا عمل ہے کیا فرماتے ہیں: ۔عَنْ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَمُصَدِّقُوْھُمْ مِّنْ اَھْلِ الْاَرْضِ بِالْغَیْبِ عِنْدَ مُعَارَضَتِہِ الْمُعَانِدِیْنَ لَھُمْ بِالتَّکْذِیْبِ وَالْاِشْتِیَاقِ اِلَی الْمُرْسَلِیْنَ کَمَا فَضَّلُوْا بِحَقَائِقِ الْاِیْمَانِ فَبِکُلِّ دَھْرٍ وَّزَمَانٍ اَرْسَلْتَ فِیْہِ رَسُوْلًا وَّاَقَمْتَ لِاَھْلِہٖ دَلِیْلًا مِّنْ لَّدُنْ اٰدَمَ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنْ اَئِمَّۃِ الْھُدٰی وَقَادَۃِ اَھْلِ التُّقٰی عَلٰی جَمِیْعِھِمُ السَّلَامُ فَاذْکُرْھُمْ مِنْکَ بِمَغْفِرَۃٍ وَّرِضْوَانٍ اس عبارت کا مضمون یہ ہے کہ اے خدا اصحاب سب پیغمبروں کے کہ کفار کی تکذیب کے وقت ان لوگوں نے انبیاء کی تصدیق کی اور انبیا پر ایمان لے آئے اُن لوگوں کو تو مغفرت اور رضامندی کے ساتھ یاد فرما اور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت باقی سب پیغمبروں کے اصحاب پر ہے اور جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سردار انبیا ہیں اُسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب اصحاب باقی سب پیغمبروں کے اصحاب کے سردار ہیں تو اس واسطے اُن کے حق میں جناب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے خاص طور پہ یہ دعا فرمائی ہے کہ

183 www.taemeernews.com

اَللّٰهُمَّ وَ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ خَاصَّۃً یعنی اے خدا علی الخصوص اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر نہایت نوازش فرما اور ان لوگوں کو مغفرت اور خوشی کے ساتھ یاد فرما۔ پھر اس کے بعد صحابہ کی مدح بیان فرمائی ہے وَالَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الصُّحْبَۃَ یعنی اور وہ صحابہ کہ ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اچھی صحبت رکھی اور حق صحبت بجا لائے پھر یہ ارشاد فرمایا وَالَّذِیْنَ اَبْلَوُا الْبَلَاءَ الْحَسَنَ فِیْ نَصْرِہٖ یعنی اور وہ لوگ کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد میں اپنا جان و مال بہتر طور پر صرف کیا قولہٗ وَکَنَفُوْہُ یعنی اور آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے درمیان میں لے لیا اور دشمنوں کے شر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محافظت کی قولہٗ اَسْرَعُوْا اِلٰی وِفَادَتِہٖ وَسَابَقُوْا اِلٰی دَعْوَتِہٖ ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں جلدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اسلام کو جلد قبول کیا قولہٗ وَاسْتَجَابُوْا لَہٗ حَیْثُ اَسْمَعَھُمْ حُجَّۃَ رِسَالَتِہٖ ترجمہ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے رسالت کی حجت فرمائی تو اُن لوگوں نے قبول کر لیا اور رسالت کی حجت سے مراد قرآن شریف ہے وَفَارَقُوا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ فِیْ اِظْھَارِ کَلِمَتِہٖ ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ اور دین ظاہر کرنے میں اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو

www.taemeernews.com

چھوڑ دیا یعنی خدا کے واسطے اظہار اسلام کے لئے ہجرت کی، کوئی دنیاوی غرض نہ تھی قَاتَلُوا الْآبَاءَ وَالْأَبْنَاءَ فِي تَثْبِيتِ نُبُوَّتِهِ وَانْتَصَرُوا بِهٖ اور اس غرض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت مستحکم ہو جاوے ان لوگوں نے اپنے باپ اور لڑکوں کے ساتھ جنگ و جدال کی یعنی اس وجہ سے کہ ان کے باپ اور لڑکوں کو اسلام سے انکار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور خدمت کے سبب سے وہ لوگ کفار پر غالب آئے تو جس کو دین وعقل سے واسطہ ہوگا اس پر مخفی نہ رہے گا کہ یہ سب اوصاف جمیع صحابہ کے ہیں کہ مہاجرین اور انصار سے ہوئے اس واسطے کہ ان سب حضرات نے حمایت اور مدد کی ہے اور اپنے باپ اور بھائیوں سے لڑائی کر کے اسلام کو مستحکم کیا ہے اور ہر معرکہ اور غزوہ میں حاضر تھے اور دشمنان دین پر فتح حاصل کی ہے اور ایسا نہیں کہ صرف چند صحابہؓ حضرت جابرؓ اور حضرت ابوذرؓ وغیرہ نے تمام لڑائی و فتح کی ہے اور تمام کفار کو قتل کر کے غلبہ حاصل کر لیا ہو چنانچہ غزوہ بدر میں تین سو تیرہ صحابی تھے اور جنگ احد میں ہزار صحابی تھے اور حنین میں بارہ ہزار صحابی تھے اور تبوک میں تیس صحابی تھے اور ایسا ہی اکثر غزوہ میں ہزاروں صحابی رہتے تھے اور سب صحابہ مدد اور حمایت میں معروف رہتے تھے اور سب کو غلبہ حاصل ہوتا تھا تو ثابت ہوا کہ حضرت امام زین العابدین کا مذہب یہ ہے کہ سب صحابہ کی مغفرت ہوئی اور وہ سب حضرات بہشتی ہیں اور لائق مدح وثنا

ہیں اور مخالفین کا مذہب یہ ہے کہ صرف چند حضرات صحابہ ہیں تو اُنکے
مذہب کی بنیاد جڑ سے کھودی گئی اور ظاہر ہوا کہ اہلبیت کا یہ قول نہیں
بلکہ وسوسۂ شیطانی ہے کہ اس سے حق تعالےٰ کی درگاہ میں پناہ مانگنا چاہیے
اور حضرت زین العابدینؓ کے یہ اقوال مندرجہ بھی ہیں وَمَنْ کَانُوْا مُنْطَوِیْنَ
عَلٰی مَحَبَّتِہٖ یعنی صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں
فدا تھے یعنی آنحضرت صلعم کے عاشق تھے قَوْلُہٗ یَرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ
تَبُوْرَ فِیْ مَوَدَّتِہٖ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں
اس تجارت کے امیدوار تھے کہ اس میں نقصان نہیں یعنی سب اصحاب
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آخرت کے لئے اختیار کی
تھی اور یہ بلاشک سودمند ہے اس میں خسارہ نہیں قولہٗ وَالَّذِیْنَ
ھَجَرَتْھُمُ الْعَشَائِرُ اِذْ تَعَلَّقُوْا بِعُرْوَتِہٖ اور اُن لوگوں کو اُن کے
قبیلہ کے لوگوں نے چھوڑ دیا جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کا حلقہ پکڑا قولہٗ وَانْتَفَتْ الْقَرَابَاتُ اِذْ
سَکَنُوْا فِیْ ظِلِّ قَرَابَتِہٖ ترجمہ اور ان کی قرابت قرابت نیست و نابود
ہوگئی جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایۂ قرابت میں
آئے یعنی جب صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کمر باندھی تو تمام کفارِ
عرب اُن حضرات کی عداوت کے لئے اُٹھے اور قرابت کا رشتہ منقطع کیا۔
قولہٗ فَلَا تَنْسَھُمُ اللّٰھُمَّ مَا تَرَکُوْا لَکَ وَفِیْکَ ترجمہ پس فراموش

مت فرما صحابہ کے حق میں اَے خدا جو کچھ تیرے لئے اور تیری راہ میں ان لوگوں نے چھوڑ دیا یعنی ان کی ہجرت اور مدد کرنے کی جزا ان لوگوں کو عطا فرما قولہٗ وَ اَرْضِهِمْ مِنْ رِضْوَانِكَ ترجمہ اور اپنی خوشی اور رضامندی سے اُن لوگوں کو خوش اور راضی فرما۔ قولہٗ وَبِمَا حَاشُوا الْخَلْقَ عَلَيْكَ ترجمہ اور ان لوگوں کو اس امر کی جزا عطا فرما کہ اُن لوگوں نے تیرے نزدیک خلق کو جمع کیا۔ قولہٗ وَكَانُوا مَعَ رَسُولِكَ دُعَاةً لَكَ وَ اِلَيْكَ ترجمہ اور وہ لوگ تیرے رسول کے ہمراہ تھے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم لوگوں کو تیری اطاعت کی طرف بلاتے تھے تیری رضامندی کیلئے یعنی وہ لوگ جس طرح خود آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں کامل الایمان ہوئے تھے اسی طرح خالصاً للہ تعالےٰ دوسروں کو بھی خدا کی طرف بلاتے تھے اور اکثر لوگوں کو دین اسلام پر جمع کیا یعنی ہزاروں مرد وعورت ان حضرات کی کوشش سے مشرف باسلام ہوئے تو جو راہِ قرآن اور اہل بیت کا طالب ہووے تو چاہیئے کہ اس بارے میں غور کرے اور فی الفور وسوسۂ شیطانی سے توبہ کرے تو انشاء اللہ تعالےٰ وہ قرآن شریف کی راہ پاوے گا اس واسطے کہ لوگوں کو دین اسلام پر سب صحابہ نے جمع کیا آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی۔ نہ یہ کہ صرف حضرت ابوذرؓ اور حضرت عمارؓ

اور چند دیگر صحابہ نے تمام ملک سے کفر مٹا دیا اور سب خلق کو ہدایت کی
کوئی احمق بھی ایسی بات نہ کہے گا نہ کہ وہ شخص کہ اس کو علم قرآن کا دعوی
ہو۔ قولہٗ وَاشْکُرْهُمْ عَلٰی هَجْرِ تِلْکَ فِیْکَ دِیَارَ قَوْمِهِمْ ترجمہ اور
ان لوگوں کو اس امر کی جزا عطا فرما کہ ان لوگوں نے تیری راہ میں اپنی
قوم کے شہروں سے ہجرت کی قولہ وَخُرُوْجِهِمْ مِنْ سَعَةِ الْمَعَاشِ
اِلٰی ضِیْقِهٖ ترجمہ اور اُن لوگوں کو اس کی جزا عطا فرما کہ اُن لوگوں
نے فراخی معاش سے تنگی معاش کی طرف ہجرت کی یعنی ہجرت کے
سبب سے اپنے مکانات اور اپنی معاش کی جگہ سے جدا ہوئے اور
اجنبی جگہ اختیار کی اور تنگی معاش میں مبتلا ہوئے قولہ وَمَنْ عَلٰی
مَنْ كَثَّرْتَ فِیْ اِعْزَازِ دِیْنِکَ مِنْ مَظْلُوْمِهِمْ ترجمہ اور
احسان فرما ان لوگوں پر کہ زیادہ کیا تو نے ان لوگوں سے اپنے فرماں
برداروں کو کہ ان لوگوں سے تیرا دین غالب ہوا اور وہ لوگ
مظلوم صحابہ تھے یعنی مہاجرین پہلے مظلوم تھے۔ تو جب ہجرت کی
اور فتح حاصل ہوئی تو دین ان لوگوں کے سبب سے غالب ہوا اور
بہت لوگ مسلمان ہوئے قولہٗ اَللّٰهُمَّ وَاَوْصِلْ اِلَی التَّابِعِیْنَ لَهُمْ
بِاِحْسَانٍ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ
سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ خَیْرَ جَزَائِکَ ترجمہ اے خدا اور عطا فرما بہتر
جزا اُن لوگوں کو کہ ان لوگوں نے صحابہ کی بخوبی تابعداری کی اور اُنکی
راہ اختیار کی اور وہ تابعین کہتے ہیں کہ اے خدا تو بخشدے ہم کو اور

ہمارے بھائیوں کو کہ اُن لوگوں نے ایمان لے آنے میں ہم پر سبقت کی یعنی صحابہ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ یہ کلام امام رضی اللہ عنہ کا ظاہر اس میں یہ اشارہ ہے کہ تیسری قسم کے مسلمان وہ لوگ ہیں کہ صحابہ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ قرآن شریف اور مذہب اہل بیت کے موافق ثابت ہے کہ اہل سنت و جماعت صحابہ کے فرماں بردار ہیں کہ اُن حضرات کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور ان حضرات میں سے کسی صاحب کے ساتھ کینہ نہیں رکھتے اور حضرت سجاد رضی اللہ عنہ کی دعا ان حضرات کی مغفرت کے لئے ہو تو اُن حضرات کی مغفرت ہوگئی اور یہ حضرات فرقہ باخیر ہیں اور اُن حضرات کے مخالفین فرقہ باخیر نہیں اب جاننا چاہیئے کہ امام رضی اللہ عنہ تابعین کی مدح میں کیا فرماتے ہیں، تو امام علیہ السلام کے اقوال مندرجہ پر لحاظ کرنا چاہیئے قولہٗ۔ اَلَّذِیْنَ قَصَدُوْا اَجَبْهُمْ تَحَرَّدُوْا وَجْهَتَهُمْ یعنی اور لوگوں نے صحابہ کی طرف قصد کیا اور اُنکی راہ اختیار کی۔ قولہٗ وَلَمْ یَثْنِهِمْ رَیْبٌ فِیْ بَصِیْرَتِهِمْ یعنی باز نہ رکھا ان تابعین کو شک نے یعنی اُن لوگوں نے اس میں کچھ شک نہ کیا کہ صحابہ ہدایت پر ہیں اور صاحب بصیرت ہیں، قولہٗ وَلَمْ یَخْتَلِجْهُمْ شَکٌّ فِیْ قَفْوِ اٰثَارِهِمْ ترجمہ اور صحابہ کی پیروی کرنے میں ان لوگوں کے دل میں کچھ خطرہ نہ گذرا یعنی اُن لوگوں نے صحابہ کو برحق جانا اور ان حضرات کی متابعت کی اور ان لوگونکو اس میں کچھ شک نہ ہوا کہ صحابہ برحق ہیں، قولہٗ وَالْاِیْتِمَامِ بِهِدَایَةِ مَنَارِهِمْ

ترجمہ یعنی اور ان لوگوں نے اس میں کچھ شک نہ کیا کہ صحابہ کی راہ اختیار کریں یعنی صحابہ کو برحق سمجھا اور ان کی اقتدا کی قولہ مُکَالِفِیْنَ دَ مُوَازِرِیْنَ لَهُمْ وہ تابعین صحابہ کی اعانت اور حمایت کرتے رہے یعنی اگر کوئی ملحد یا گمراہ صحابہ کی شان میں طعن کرتا تھا تو وہ تابعین اس طعن کو دفع کر دیتے تھے تو مخالفین جو صحابہ کی شان میں طعن کرتے ہیں وہ سب شیطانی وسوسہ ہے اس کلام سے باطل ہوجاتا ہے اور مسلمان کا کام نہیں کہ صحابہ کی شان میں طعن کرے بلکہ اہل اسلام کا شیوہ یہ ہے کہ اس طعن کا جواب دیوے اور اس کو رد کرے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ وصف صرف اہل سنت میں ہے اور کسی دوسرے فرقہ میں نہیں بلکہ روافض اپنے گمان فاسد کے موافق ہزاروں طعن صحابہ کی شان میں کرتے ہیں اور یہی حال خوارج کا بھی ہے خَذَلَهُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی تو معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت ہیں اہل سنت کے مخالفین فرقہ ناجیہ نہیں اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا قولہ یَدِیْنُوْنَ بِدِیْنِهِمْ ترجمہ وہ تابعین صحابہ کے دین پر اعتقاد رکھتے ہیں قولہ وَیَهْتَدُوْنَ بِهَدْیِهِمْ ترجمہ اور صحابہ کی راہ پر چلتے ہیں قولہ وَیَتَّفِقُوْنَ عَلَیْهِمْ اور صحابہ پر ان لوگوں کا اتفاق ہے یعنی صحابہ کی حمایت اور نصرت کرنے میں وہ لوگ متفق ہیں اور اور بے دین شیطان کی مانند صحابہ کی شان میں شبہ ڈالتا ہے اس کا جواب دیتے ہیں اور اسکو دفع کرتے ہیں قولہ وَلَا یَتَّهِمُوْنَهُمْ فِیْمَا اَدَّوْا اِلَیْهِمْ ترجمہ اور صحابہ

www.taemeernews.com

پر تہمت نہیں لگاتے اس میں کہ صحابہ نے دین کے احکام پہنچائے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کیں یعنی صحابہ کو سچا جانتے ہیں اُن سب روایات کو قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں تو ثابت ہوا کہ اہل سنت کی کتابوں کی سب احادیث معتبر ہیں اور قابل قبول ہیں اس واسطے کہ وہ سب احادیث اہلبیت اور صحابہ سے مروی ہیں اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے مذہب کے موافق ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ شیعہ اور خوارج کے روایات صحابہ سے مروی نہیں اور امام زین العابدینؓ کے نزدیک وہ سب کذب اور افترا ہے اور شیعہ جو اپنے بعضے روایات کی نسبت بعضے صحابہ یا بعضے اہلبیت کی طرف کرتے ہیں تو جب وہ روایات قرآن شریف اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے مذہب کے خلاف ہوں تو جاننا چاہیئے کہ نہ وہ اہل بیت کا قول ہے اور نہ صحابہ کا قول ہے بلکہ کسی مفتری اور کذاب نے آئمہ طاہرین پر افترا کیا ہے تو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ کی سب کتابیں اور روایات باطل ہیں اور افترا ہے۔ اہل اسلام اور محبان قرآن اور محبان اہلبیت پر فرض عین ہے کہ اس سے کنارہ اختیار کریں لے مومن طالب نجات جو کچھ کلام اللہ اور کلمات حضرت سجادؓ سے مذکور ہوا ہے تو اگر کوئی راہ نجات کا طالب ہووے تو ان کلمات سے صرف ایک کلمہ اُس کے لیئے کافی ہے اور اگر اس کے نصیب میں سعادت ازلی نہیں

ا

191 www.taemeernews.com

اور بفحواے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ اپنے کفر پہ ثابت رہے تو اُس نے قرآن شریف سے انکار کیا اور اس وجہ سے اُس کے حق میں ثابت ہوا کہ اُس نے اپنے لیے دوزخ خرید کیا تو طریقہ اہل اسلام میں بحث کرنیسے اس کو کیا فائدہ ہوگا:-

وَاللّٰہُ الْھَادِیْ وَعَلٰی کَرَمِہٖ اِعْتِمَادِیْ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

www.taemeernews.com

مکتوبات
شاہ عبدالعزیزؒ
و
شاہ رفیع الدین دہلویؒ

(اردو ترجمہ)

از مولوی محمد سلیمان بدایونیؒ
و
مولوی محمد جمیل الدین بدایونی

www.taemeernews.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

فضائل مراتب وگرامی قدر اخون زادہ عبدالرحمٰن اوران کے بھائیوں کو (اللہ برتر انھیں سلامت رکھے) فقیر عبدالعزیز کی طرف سے بعد سلام شوق معلوم ہو کہ بعافیت ہونے پر خدا کا شکر ہے اور اس کی درگاہ کرم میں درخواست ہے کہ ہمیں اور تمہیں معاف کرے۔ آپ کا گرامی نامہ ملا۔ اور خیریت معلوم ہوئی خدا کا شکر ادا کیا۔ رسالہ مذکور انشاء اللہ تعالیٰ محمد صالح کی دکان پر بھیجدیا جاوے گا۔ بڑی بھا مصاحب شاہ محمد صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ لکھنؤ شہر میں محمد افضل خاں کی چھاونی میں رہتے ہیں اور خیریت سے ہیں ان کے اکثر خطوط آتے ہیں اطمینان رکھئے اور ہر طرح سے خیریت ہے مگر کافروں کے غلبہ اور اُن کی کاروائیوں سے مسلمانوں کے ذرائع معاش خصوصاً علماء اور فقراء کے گروہ کے مسدود ہیں اور زندگی تلخ ہے خدائے تعالیٰ اسلام کو غلبہ اور ظاہری اور باطنی اطمینان عطا فرمائے۔ دعاء خیر کے سوا اور کیا لکھوں۔ والسلام۔

(۲) فضائل مآباں عزیز القدر اخون زادہ میاں عبدالرحمٰن و دیگر فرزندان حاجی صاحب مرحوم سلمہ اللہ تعالیٰ، کو فقیر عبدالعزیز کی طرف سے بعد سلام مسنون واضح ہو کہ آپ کا خط ملا۔ اس میں لکھا ہے کہ چند بار خط بھیجے گئے لیکن جواب نہ ملا۔ ادھر تو اس وقت تک کوئی خط نہ پہنچا ورنہ کیسے ممکن تھا کہ جواب میں قصور ہوتا یا کاہلی سے کام لیا جاتا۔ یہی خط ہرکارہ کے ذریعہ سے پہنچا بلکہ مجھے خود آپ برادرانِ دینی کی طرف سے فکر و تردد تھا کہ

194 www.taemeernews.com

کہاں ہیں اور کیسے ہیں۔ اور کوئی شخص ایسا نہ ملا جو آپ کے حالات سے واقف ہوتا۔ اور اس خط میں بھی اپنا حال تفصیل سے نہیں لکھا ہے لہٰذا انتظار ابھی باقی ہے اور فقیر کو اپنا دعاگو خیال کریں اور اس ملک کے نوابوں اور امیروں کی بداعتقادی کی بابت لکھا ہے ویسا ہی سننے میں آیا ہے۔ اللہ ہمیں کافی ہے اور سب سے اچھا کارساز ہے اور خدائے بزرگ و برتر کے سوا کسی کو قوت اور توانائی نہیں ہے۔ اس ملک میں جب سے جاٹ اور مرہٹوں کو غلبہ حاصل ہوا اسلام کی ظاہری صورت جو پہلی تھی اگرمردہ تھی حقیقت سے خالی تھی بگڑ گئی اور مسلمانوں کو عام طور پر اور علماء اور زاہدوں کو خاصکر طرح طرح کی تکلیف ایسی پہنچتی ہے لہٰذا یہاں سے ہجرت کا ارادہ ہے۔ اور ہندوستان میں اس ملک کے سوا کہیں مسلمانوں کا مجمع نہیں ہے۔ لیکن اس ملک کے لوگوں کی خرابی اعتقاد کو سن کر اس معاملے میں دیر کر رہا ہوں اور مجبوراً اس وقت تک وادئی مخرب میں قیام اختیار کیا ہے۔ اگر پریشانی کی نوبت ہوئی مجبوراً اُسی طرف پہنچیں گے اور وہاں کے امراء کے فاسد عقیدوں کو دور کریں گے۔ لیکن ہدایت اور گمراہی لامذہبی کے ہاتھ نہیں ہے فقیر نے گذشتہ زمانے میں اس تہمت کے رد میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالے اس کی نقل بعد میں بھیجی جاوے گی۔ اور بڑی بھائی صاحب شاہ محمد صاحب کے ہاں اب تک لکھنؤ میں ٹھہرے ہیں ان کے خطوط اکثر آتے ہیں۔ اور خیریت معلوم ہوتی رہتی ہے اس وقت چند ماہ نواب افضل خان برادر نجیب الدولہ مرحوم کے ساتھ رہتے ہیں اور نواب افضل خان

195 www.taemeernews.com

سلوک بھی کرتے ہیں۔ خیریت سے ہیں اطمینان رکھئے۔ حاجی محمد سعید جو کے سب لڑکوں کے نام تحریر فرمائیے تاکہ دعا کے وقت نام لے کر دعا کیجاوے اللہ برتر سب کو نیکی اور رضائے الٰہی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ظاہری و باطنی مکروہات سے محفوظ رکھے۔ اخون زادہ یہاں خود پہلے مل چکے ہیں اور اُن کے نام سے پوری واقفیت ہے اور دوسرے بھائیوں سے نہ ہی ملاقات ہوئی اور نہ نام معلوم ہوئے۔ ضرور اطلاع دیجئے۔ ظاہری اور باطنی دعائے خیر کے سوا کیا لکھوں میرے تینوں بھائی میاں رفیع الدین و میاں عبد القادر اور میاں عبد الغنی دعا کہتے ہیں۔ ۲۱ ربیع الثانی۔

(۳) فضیلت مآب گرامی قدر اللہ برتر آپ کو سلامت رکھے۔ فقیر عبد العزیز کی طرف سے بعد سلام محبت کے واضح ہو کہ آپ کا گرامی نامہ عرصہ بعد ملا۔ اور حالات مندرجہ معلوم ہوئے۔ خط وکتابت نہ کرنے کی جو شکایت آپ نے لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو میری حالت معلوم نہیں ہے۔ اور نہ یہ معلوم ہے کہ میں کس حال میں گرفتار ہوں۔ چار سال سے مجھے سخت مرض ہو گیا ہے اور سب کام چھوٹ گیا ہے۔ ڈیڑھ سال سے اتنی زیادتی ہے کہ حواس ہی نہ رہے خصوصاً آج کل کہ بات کرنے اور سُننے سے بھی مجبوری ہے۔ اس بیماری کے شروع ہی سے میں نے کسی کو خط نہیں لکھا ہے جب کسی کا خط آتا ہے تو جواب ضروری ہوتا ہے اور جواب لکھوا دیا جاتا ہے۔ وہ بھی اپنے ہاتھ سے نہیں لکھ سکتا۔ میرے اکثر خطوط جو دوستوں کو جاتے ہیں انہیں دیکھ لیجئے کہ میرے

دستخط نہیں ہوتے نہ اس سے پہلے میں عبارت لکھوا دیا کرتا تھا اور دوسرے لکھ دیتے تھے۔ اب کچھ دنوں سے میں لکھوا بھی نہیں سکتا ہوں بلکہ خطوط کا دیکھنا اور یہ دیکھنا کہ خطوں کا جواب جو میں نے لکھوایا وہ ٹھیک ہے مشکل ہوگیا ہے اور دن رات عجب حالت میں گزرتے ہیں جس کا لکھنا ممکن نہیں وہ تو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس زمانہ میں جس نے فقیر کو دیکھا ہو ان سے دریافت کیجئے کہ کیسی گذرتی ہے۔ الغرض ایسی حالت ہے کہ جسے نہ زندگی کہہ سکتے ہیں نہ موت۔ جس نے مجھے پہلے دیکھا تھا وہ اب دیکھے تو یہی جانے گا کہ یہ وہ شخص جو اس مجبوری کے عالم میں ہے۔ اور تحفۂ اثنا عشریہ میں یزید کے لئے پلید اور خبیث استعمال کیا گیا ہے یہ اس حدیث کی بنا پر ہے جس سے فردوس دیلمی اور دوسری کتابوں میں اور نیز صاحب صواعق محرقہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ بلکہ حاکم کی روایت سے یہی ثابت ہے کہ "سب سے پہلے جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک یزید نامی ہوگا" اور روایت اول کے مطابق کہ جو میری امت کے امر میں سوراخ کرے یعنی خلل ڈالے وہ ضرور پلید اور خبیث ہے اور اس کی پلیدی اور خباثت میں کوئی شک نہیں ہے اور میں نے کوئی بات اشارۃً یا کنایۃً معاویہ رضی اللہ عنہ کی بابت نہیں لکھی اگر تحفہ اثنا عشریہ میں ایسی کوئی بات ہے تو وہ الحاق ہے جو لوگوں نے فتنہ انگیزی کے لئے کیا ہے اور گروہ رفضہ کے مذہب کی بنیاد ابتدا ہی سے مکر و فریب پر ہے چنانچہ میرے کانوں تک یہ پہنچا ہے کہ الحاق کرنا شروع کر دیا ہے

اللہ ہی سب سے اچھا نگہبان ہے مگر یہ تعریفات معتبر نسخوں میں نہ ملیں گے۔
اور بوڑھے قندھاری نے جو شکایت کی ہے اس کا دفعیہ یہ ہے دنیاوی ذلت اور کمی کوئی امر معیوب نہیں۔ فتوح عراق میں مغیرہ بن شعبہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ "عرب والے ذلیل تھے اور اسلام سے اللہ نے انھیں عزت دی" آجکل اس ضلع میں دیکھو کہ سید جو اشراف الشرفاء ہیں وہ کافروں کے ہاتھوں میں کیسے پھنسے اور ذلیل ہیں اور کافروں کی رعیت ہونے کو غنیمت سمجھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے دل میں ان کی عزت نبی کریمؐ کی اولاد ہونے سے ہے وہ کافروں کی رعیت ہونے اور ذلیل ہونے سے نہ جائے گی۔ قندھار کے افغانوں کو بھی اسی قسم کی دنیا کی ذلت تھی۔ اور وہ بھی سلاطین صفویہ کے عہد میں تھی۔ اب وہ ذلت بھی نہ رہی لہٰذا کوئی شکایت کی بات نہیں گذشتہ زمانہ کا حال بیان کیا گیا اور ہرگز یہ عیب نہیں ہے بلکہ لوگ تو خود بیان کیا کرتے ہیں کہ ہم پہلے زمانہ میں ایسے تھے اب اللہ برتر نے ہمیں عزت دی ہے۔ بلکہ ایسا ذکر تو اللہ کی نعمت کا بیان کرنا ہے۔ بمصداق آیۃ کریمہ واما بنعمۃ ربك فحدث اس میں جیسا بیان کیا گیا اسے یاد کرنا چاہیئے کہ اللہ نے ہمیں ذلت کے بعد عزت عطا فرمائی۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے معنی میں بھی کوئی دقت اور شبہ نہیں ہے۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے پیرو شامی وغیرہ باغی ہوئے چنانچہ اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے اب تو کوئی بھی شبہ نہ رہا اور یدعوھم الی الجنۃ کے معنی ہیں وہ انھیں حق کی طرف بلاتے تھے۔

198 www.taemeernews.com

اور یدعونك الی النار کے معنی ہیں تجھے باطل کی طرف بلاتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عمار کے عقیدہ کے موافق اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ لوگ اس گروہ کو حق کی طرف بلاتے تھے اور وہ گروہ انھیں باطل کی طرف بلاتے تھے۔ میرے بھائی رفیع الدین کچھ دن سے دوآبہ میں سفر کر رہے ہیں۔ اگر وہ وہاں ہوتے تو سب باتوں کو تحقیق وتفصیل سے لکھتے اور سجع بھی کہہ کر بھیجتے جب وہ آئیں گے اور ان کا عربی سجع آگیا تو ضرور لکھ دیا جاویگا دلائل الخیرات کے اسناد اس وقت موجود نہیں ہیں انشاء اللہ تعالے کبھی فرصت میں تلاش کر کے بھیجدیا جاویگا۔ اور اسلحہ کے تعویذ ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کو لکھے جاتے ہیں۔ جب لکھے جاویں گے بھیجے جاویں گے اور آپ کے خوف اور ترس کا تعویذ بھیجا جاتا ہے۔ گلے میں ڈالنا چاہیئے۔ اخون زادہ میاں عبداللہ آپ کے بڑے بھائی کہاں ہیں۔ ان کا حال اور دوسرے بھائیوں کا حال مفصل لکھو۔ جب آپ خط لکھیں تو ان کے حالات تفصیل سے لکھیئے۔ اور سب کو سلام کہہ دیجیئے۔

(۴) فضائل مآب حاجی الحرمین اخون زادہ عبداللہ و عبدالرحمن سلمہ اللہ تعالے۔ فقیر عبدالعزیز کی طرف سے سلام مسنون الاسلام اور ترقی دارین کے لئے دعائیں پہونچیں۔ تمہارا خط مسرت نمط ملا۔ تمہاری اور تمہارے بھائیوں کی خیریت معلوم ہوئی خدا کا شکر ادا کیا گیا۔ اور طبیعت کو اطمینان ہوا فقیر ہمیشہ دوستوں کے لئے خاص طور پر تمہارے لئے کہ حاجی محمد سعید مرحوم کی یادگار ہو دعاگو اور خیرخواہ ہے۔ ملاقات کا اشتیاق جب کہ لکھا ہے۔

199 www.taemeernews.com

کیوں نہ ہو مثل مشہور ہے باپ دادا کی محبت دنیا کی قرابت داری ہے حاجی صاحب مرحوم کی محبت مجھے حد سے گزر گئی تھی۔ البتہ اصل کے حالات فروع میں سرایت کئے ہوئے ہیں اور ہمارا دل پھر تمہارے دیکھنے کو چاہتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ خیریت و اطمینان کے ساتھ عمل میں لائے۔ اس معنی (ملاقات) کے واقع ہونے تک تعلیم دو اس کے مشاغل سننے سے جو تم رکھتے ہو مجھے خوشی ہوتی ہے اور ہم اس بات کے خواہشمند ہیں کہ اللہ تعالےٰ تم کو ظاہر و باطن میں اپنے نیک بزرگوں کے پسندیدہ رویئے پر قائم رکھے۔ تم نے لکھا تھا کہ حافظ معین الدین کے ذریعہ سے ایک خط بھیجا ہے جس کا جواب اس طرف سے نہیں بھیجا گیا۔ تمہاری طرف سے حافظ معین الدین کے ذریعہ کوئی خط نہیں آیا تھا لیکن بہت دن ہوئے ایک دوسرے ذریعہ سے ایک خط پہنچا تھا اور ہم نے اس کا جواب بھی بھیجدیا تھا۔ اغلب ہے کہ پہنچا ہو گا اور اس کا بھی احتمال ہے کہ راستہ میں ضایع ہو گیا ہو۔ بہر حال ہم کو اپنے حق میں دعاگو سمجھو

200 www.taemeernews.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام منشی محمد نعیم خاں

منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص خلاصہ ارباب اختصاص اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے، دنیا اور آخرت میں برکتیں نازل ہوں۔ فقیر عبدالعزیز کی طرف سے سلام مسنون اور دعائے نزدیک کے بعد معلوم ہو کہ آپ کا محبت آمیز خط میر سید احمد صاحب (اللہ ان سے مسلمانوں کو نفع بخشے) کے مکتوب کے ساتھ ملا اور سوال بھی تفصیل سے معلوم ہوا میرے دوست اس قسم کا قصہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی ان کے دوستوں کو پیش آیا تھا کہ ان کے بلند مرتبے ان پر ظاہر ہو جاتے تھے۔ اور دور دراز کے وعدے غیب سے ان پر ظاہر ہو جاتے تھے۔

لوگوں نے یہی بات پوچھی سید الطائفہ نے فرمایا کہ تلک خیالات تربی بھا اطفال الطریقہ یعنی یہ خیالات بے اصل نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ان لوگوں کے لئے ہوتے ہیں کہ جو طریقت میں تربیت حاصل کرتے اور کسی شخص کے تابع ہوتے ہیں جو ان کو خدا کی طرف دعوت دیتا ہے۔ ان کی ایسی مثال ہے کہ جس بچے کو مکتب میں لے جاتے ہیں تو استاد یا ماں باپ اس سے اچھے اچھے وعدے کرتے ہیں کہ تیرے لئے ہم نے اچھا لباس بنایا ہے اور مٹھائی تیار کی ہے اور تمہیں ہم فلاں اچھی چیز دیں گے اور ہم تم سے بہت خوش ہیں۔ اور تمہارے لئے چاندی کی تختی بنوائی ہے۔

www.taemeernews.com

وعلی ہذا القیاس پرانے بزرگوں اور اولیائے کرام مثلاً غوث اعظم قدس سرہ اور دوسرے بزرگوں سے مغفرت کے وعدے، متبعین اور مریدوں کے لئے رحمت اور ان کے طفیل سے تمام مخلوق پر نظر رحمت کی روایات منقول ہیں۔ اور وہ سب وعدہ صحیح ہوئے مشہور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت میں چالیس ابدال ہیں کہ ان سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہوتا ہے بہم یمطرون اہل الارض وبہم ینصرون وبہم یرزقون، کہ دنیا والوں کے لئے ان کے طفیل سے بارش ہوتی ہے نصرت اور رزق حاصل ہوتا ہے پس کیا تعجب ہے کہ ان مراتب میں سے چند مرتبے میر سید احمد کو بھی حاصل ہو گئے ہوں اور ان میں سے ان کے معاصرین کو بھی کچھ اثر پہنچا ہو۔ غرض کہ اس کا انکار اچھا نہیں ہے بلکہ انتظار کرنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ ان وعدوں کے اثرات کو ظاہر فرمادے پس یہ سب باتیں سچ ہیں۔ ترقی دارین کے سوا اور کیا لکھوں۔

بنام مولوی نور محمد صاحب

مولوی صاحب مجمع کمالات و مناقب اور برپا دارندہ احکام شریعت مولوی نور محمد صاحب سلمہ۔ سلام مسنون کے بعد فقیر عبدالعزیز التماس کرتا ہے کہ آپ کا خط جس میں توحید وجودی اور توحید شہودی کا مسئلہ دریافت کیا ہے اور وحشتناک باتوں کا انکار کیا ہے ملا۔

مہربان من حقیقت امر یہ ہے کہ صوفیہ کرام قدیم سے اس مسئلہ کی طرف

www.taemeernews.com

اشارہ کرتے تھے اور اس کی دلیل میں جو بات سے جو حسین کی اور تعیین بطور پر
محمول کی جاتی تھی چنانچہ اپنے چند بزرگوں سے قول لکھتے ہیں۔ لیکن [illegible] کے
سال بعد یہ طبقہ ختم ہو گیا ان حضرات کے دو فرقے ہو گئے۔ اور بعض نے
نے ان اشارات کو تسلیم کر کے [illegible] قائل ہو گئے کہ وجود ایک ہے اور امکان و
قدیم و حادث وغیرہ اعتباری [illegible] اور [illegible] ظاہر [illegible]
وجوب وجود ذات ظاہر ہے [illegible] نتیجہ حکم ہے اور ظاہر ہے
احکام میں فرق ضروری ہے [illegible] کے [illegible] اور کافر کے [illegible] اور
قید کا۔ اور یہی حالت تمام متضاد چیزوں میں ہے۔ چنانچہ کہا ہے

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد   گر فرق مراتب نکنی زندیقی

اور شریعت کے ظاہر احکام بھی اسی فرق [illegible] میں [illegible]
عورت حلال اور غیر منکوحہ حرام ہے۔ باپ کی تعظیم ضروری ہے اور [illegible]
بیکار کا فر واجب القتل۔ احکام میں فرق نہ کرنا اور [illegible]
رکھنا خلاف شریعت اور الحاد اور زندقہ ہے اور [illegible] وجود [illegible]
خیال میں عین ذات حق ہے باوجودیکہ وہ مختلف ظاہر [illegible]
[illegible] میں ہر نقص سے پاک صاف اور کمالات [illegible]
[illegible] یقین کرتے کہ کثرت [illegible] کے نقائص اس پر [illegible]
مثلاً شعاع آفتاب باوجودیکہ نجاستوں پر پڑتی ہے مگر وہ [illegible]
اور مفہوم انسانی کی حقیقت اگرچہ مسلمانوں [illegible] فرد [illegible]
جاہل میں ظہور کرتی ہے لیکن خود نقصان قبول نہیں کرتی اور اکثر [illegible]

مشہور علمار نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے اور اس بارے میں رسالے اور کتابیں لکھی ہیں ان میں سے قابل اعتماد وہ ہیں جو سلسلہ قادریہ کے شیخ اکبر محی الدین بن العربی و شیخ صدرالدین قونوی و شیخ عبدالکریم جیلی و شیخ عبدالرزاق جھنجانوی و شیخ امان پانی پتی نے اور سلسلہ کبرویہ کے مولانا جلال الدین رومی اور شمس الدین تبریزی نے اور سلسلہ سہروردیہ کے فریدالدین عطار نے اور سلسلہ چشتیہ کے سید محمد گیسو دراز نے اور سید جعفر مکی نے ۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار و ملا نورالدین جامی اور ملا عبدالغفور لاری اور حضرت باقی باللہ کابلی نے لکھی ہیں ۔ اور اسی خیال کے شیخ عبدالرزاق کاشی اور شمس الدین فغازی و قیصری و سعیدالدین فرغانی ہوئے ہیں اور ان بزرگوں کی تصانیف موجود اور مشہور ہیں چنانچہ وہ آپ کے ملاحظہ سے گذری ہوں گی دوسری جماعت ان اشارات کو تصریف بیان اور مستی پر محمول کرتے ہیں اور وحدۃ وجود سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض وقت سالک کی نظر میں وحدۃ وجود آتی ہے مگر حقیقت میں نہیں ہوتی چنانچہ آفتاب کی روشنی میں ستارے بے نور ہو جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے حالانکہ موجود ہوتے ہیں اور نور بھی رکھتے ہیں لیکن دن کے وقت نور آفتاب کے غلبہ کی وجہ سے انکا نور ماند ہو جاتا ہے اور یہی حال چراغ کا مشعل کے سامنے ہے ۔۔

ہاں اگر کوئی ایک طریقہ کی تقلید میں غلو پیدا کرے اور فرق مراتب کو بھی نظر انداز کر دے اور اعتدال کو چھوڑ کر عابد کو معبود اور حادث کو قدیم اور ملوث کو منزہ اور حرام کو حلال اور نجس کو پاک سمجھے تو وہ ملحد اور

www.taemeernews.com

زندیق ہو جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جس گروہ نے خالص توحید کی راہ اختیار کی ہے اون کی توحید محض مشاہدہ اور نظر میں ہے نہ وجود میں۔ اور یہ مذہب شیخ علاء الدین سمنانی اور قدما کی دیگر جماعتوں کا اور امام احمد ربانی اور ان کے متبعین کا ہے اور ان حضرات کے اس عقیدہ کے ثبوت میں بہت سے رسالے اور کتابیں لکھی ہیں جیسا آپ کو معلوم ہوگا۔ پس ہم لوگوں کو جو اس اختلاف کے بعد پیدا ہوئے ہیں ان دونوں طریقوں میں سے کسی ایک سے علیحدگی اور دوسرے اعتقاد میں ہو سکتا۔ پس ہمارے لئے یہی راستہ ہے کہ جس طرح ہم اربعہ مذاہب میں حق کو دائرہ سمجھ کر کہتے ہیں کہ مذہب حنفی صحیح ہے جس میں خطا کا احتمال ہے اور دیگر مذاہب شافعی مالکی وغیرہ غلط اور اس میں صحت کا احتمال ہے اسی طرح ان دو مذہبوں توحید وجودی اور توحید شہودی میں ایک کی دلیل کو مرجع جان کر دوسری کو گمراہی اور بے راہی نہیں ماننا چاہیئے کیونکہ اس سے بہت سے بڑے علما اور مشائخ کی گمراہی اور تکفیر لازمی آتی ہے۔ یہ اختلاف سنی و رافضی یا سنی و خارجی کے اختلاف کے مانند نہیں ہے کہ تکفیر اور تذلیل دونوں میں سے کس طرف کی کیجاوے۔ ہاں یہ اختلاف مذہب اربعہ کے اختلاف کی مانند ہے۔ ہاں اگر توحید وجودی کے قائلوں میں سے کوئی اعتدال سے بڑھ جاوے اور الحاد اور زندقہ کے درجہ پہ پہنچے تو وہ بے راہ اور گمراہ ہے اور اسی طرح توحید شہودی کے قائلوں میں سے اعتدال کی راہ سے نکل کر علما اور صوفیہ کی جماعت کثیر کی تکفیر اور تذلیل کرے وہ بھی قابل طعن اور ملامت ہوگا۔ یہ ہے اس معاملہ کا

لب لباب معیار رمضان صاحب کے حال کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر وہ پابند شریعت ہیں اور لوگوں کو نماز و روزہ و تلاوت قرآن و ذکر و رجاء و خوف صلاح و تقویٰ کی طرف بلاتے ہیں تو وہ الحاد اور زندقہ سے بہت دور ہیں اور اگر معاذ اللہ احکام شریعت کی پابندی نہیں کرتے ہیں اور اگر آدمیوں کو اباحت اور بے دینی کی طرف بلاتے ہیں تو ضرور تکفیر اور تذلیل کے قابل ہیں۔ اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں چند اسباب ہیں جو موجب تکفیر ہیں اور ایک وجہ عدم تکفیر کی ہے تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ عدم کفر کی طرف مائل ہو سوائے اس صورت کے کہ قائل نے خود وجہ کفر کی تصریح کر دی ہو فتاوی عالمگیری میں یہی مرقوم ہے

بنام حافظ مصری صاحب

حافظ صاحب مہربان عالی مراتب مجمع حسنات و مناقب حافظ مصری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد تحیہ عبدالعزیز کی طرف سے بعد ابلاغ سلام مسنون معلوم ہو کہ آپ کا خط بابت مسئلہ وحدۃ الوجود اور اس کے انکار کرنے پر جو معاملہ میاں محمد رمضان صاحب اور مولوی نور محمد صاحب کے درمیان ہوا ملا۔ مہربان من توحید وجودی بہت سے اکابر اولیاء اللہ نے جو اہل سنت و جماعت کے خواص سے ہیں اور سر لائق ہیں چنانچہ ان میں سے بعض کے نام نور محمد صاحب کے خط میں لکھے گئے ہیں جو توحید وجودی کے قائل ہیں انہیں کافر کہنا اور ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے پرہیز کرنا اور ان سے شادی بیاہ نہ کرنا اور ان کا ذبیحہ نہ کھانا ہرگز جائز نہیں

206 www.taemeernews.com

بلکہ انھیں مسلمان اور اہلسنت جاننا چاہیئے۔ اور ان سے سلام اور چھینک کے جواب اور مریض کی مزاج پرسی اور نماز جنازہ اور دعائے مغفرت میں اہل سنت مسلمانوں کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ ہاں توحید وجودی کا اعتقاد اسلام کے ضروری اعتقادات میں داخل نہیں ہے۔ اگر کوئی اس پر اعتقاد نہ رکھے اور راستے بجانے تو اس کے اسلام میں کوئی نقصان نہیں ہے لیکن یوں اولیا اللہ کی جو توحید وجودی کے قائل ہیں ان کی تحقیر و توہین اور تکفیر و تذلیل نہیں کرنی چاہیئے اور عوام الناس کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ اس مسئلہ کے اثبات اور انکار میں خاموش رہیں اور اس مسئلہ میں بحث و تکرار نہ کریں۔ کیونکہ ہر شخص کی عقل اس مسئلہ کو نہیں سمجھ سکتی۔ اور کتاب "بلبل باغ نبی" کے ابیات میں وہی الفاظ ہیں جو مولانا جلال الدین رومی و شیخ فریدالدین عطار و فخر الدین نے استعمال کئے ہیں لیکن ان الفاظ کو عوام کی مجلس میں بیان نہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ کم فہمی سے فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ اور قدماء صوفیہ کے اصطلاحات میں حقیقۃ الحقائق آیا ہے جو شریعت میں نہیں آیا۔ اہل سنت کے ہر فرقے میں بعض اصطلاحیں ایسی ہیں جو شریعت میں مستعمل نہیں ہے۔ مثلاً متکلمین اہل سنت کے اصطلاح میں واجب الوجود۔ اور اہل سنت صوفیہ کی اصطلاح میں وجود مطلق قیصری و فرغانی اور مولانا جامی کے کلام میں بہت آیا ہے۔ اور شریعت میں نہیں آیا ہے پس ان الفاظ کا اطلاق اگرچہ بدعت ہے۔ لیکن بدعت سیئہ نہ ہوگا کیونکہ اس کا استعمال بہت سے مقدس اور متقی عالموں نے کیا ہے۔ شاہ محمد رمضان صاحب جو لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور لڑکیوں کے قتل اور بہن اعمام اقارب

207 www.taemeernews.com

کے نکاح کی حرمت اور ذبح بغیر اللہ اور کفر کی رسموں سے منع کرتے ہیں۔ بالکل خیر اور ٹھیک ہیں اس میں انھیں روکنا نہ چاہیئے بلکہ ان احکام کے رائج کرنے اور شہرت دینے میں کوشش کرنا چاہیئے کیونکہ سُنت کے قائم کرنے اور بدعت کے مٹانے میں بہت ثواب ہے۔ اور مولوی نور محمد نے مسلمانوں کی جماعتِ کثیر کے سامنے جس میں میں بھی تھا وحدۃ وجود کے قائلوں کی طعن تشنیع سے بالکل انکار کیا اور فرمایا کہ اگر دانستہ یا نادانستہ بھول وچوک سے کوئی بات اس قسم کی زبان سے نکلی ہو تو میں اس سے توبہ نصوح کرتا ہوں۔ میں نے زیادہ تر مخالفت اس امر کی کی کہ یہ مسئلہ عوام کی زبان پر رائج اور شائع نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ وہ اس مسئلہ کی حقیقت کو دریافت نہیں کرتے۔ اس حالت میں یہ ضروری ہے کہ اس نواح میں منادی کیجاوے اور اشتہار دیا جاوے کہ اس مسئلہ کے اقرار یا اثبات میں کوئی گفتگو نہ کیجاوے اور اس مسئلہ کو زبان پر نہ لاوے۔ جو اس پر عمل نہ کرے گا اسے سزا اور سرزنش کیجاوے گی اور مسلمان آپس میں شیر و شکر کی طرح مل جل کر رہیں اور دین کے ضروری کاموں میں جن کا تعلق عقیدہ اور عمل سے ہے اس میں مشغول رہیں

والسلام

بنام شاہ غلام علی مجددی

شاہ صاحب عرفان مراتب سلمکم اللہ تعالےٰ بعد سلام مسنون معلوم ہو کہ آپ کا خط ملا جس میں آپ نے اس مدرسہ میں چند روز سے فرنگی کی نوکری

www.taemeernews.com

عہدہ مفتی قبول کرنے کی خبر سن کر متفکر ہونے کا حال لکھا ہے۔ کچھ خبر تو صحیح ہے اور کچھ صحیح نہیں۔ اصلی بات یہ ہے کہ مولوی رعایت علی خاں فرنگی کے مختار کار بہت آمادہ ہیں اور بار بار مجھے لکھا کہ ایک عالم جو متدین ہو اور رشوت خور نہ ہو اور فقہی مسئلوں سے خوب واقف ہو میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ میں ہر واقعہ اور حادثہ میں فقہ کے بموجب فیصلہ کرسکوں۔ یہاں سے یہ لکھا گیا کہ آپ فرنگی کے نوکر اور دبے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خلاف شریعت احکام کی تعمیل کا حکم دیں اور ادھر ایسی حالت میں اس شخص کو فرنگیوں سے ملنے کی ضرورت پڑے اور امور اسلام میں سستی کا باعث ہو۔ وہاں سے بڑی تاکیدوں کے ساتھ تحریر آئی کہ اس شخص کو فرنگیوں سے ملنے کی قطعاً ضرورت نہ ہوگی اور نہ انھیں خلاف شرع حکم کی تکلیف دی جاوے گی، بلکہ شہر میں ایک علیحدہ مکان میں قیام کریں گے اور شرع محمدیؐ کے مطابق بے کھٹکے حکم کریں۔ ان تحریرات کے موصول ہونے پر اس پر غور و فکر کیا گیا کہ کافروں کے ساتھ ایسا تعاون عمل جس سے شرعی احکام کا رواج متصور ہو شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں اللہ تعالےٰ کی جانب سے یہ آیت دل میں آئی (سورہ یوسف) قال الملک استونی..... انی حفیظ علیم۔

بیضاوی نے کہا کہ اس آیت میں کافر سے ملازمت چاہنا اور اسکے متعلق مدد کرنا اور ملازمت کرنا جبکہ خلق پر اقامت حق اور سیاست کی کوئی راہ نہ ہو سوائے اس کے اس کے جواز کی دلیل ہے۔ یہ تو شریعت سے تعلق رکھتا ہے۔ رہا طریقت کی بابت تو ترک و تجرید اور فقیر کا اختیار کرنا۔ اور

کسب کو چھوڑنا ملہ طریقوں میں اس شخص کے لیئے ہے جو اپنے اختیار سے اس ترک کو اپنے اوپر لازم کرے اور کسی کے ہاتھ پر اس عہد کی بیعت کرے۔ جبتک کوئی شخص ایسے فقیر کا التزام اور اس پر عہد نہ کرے اور دنیاوی علایق سے تعلق اور ملازمت کرنے کے باوجود اس سے مشغولی باطن ذکر و فکر کرنے سے اور مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ بالجملہ کسب معاش اور تعلق کی اجازت ہے۔ یہ طریقت میں حرام نہیں ہیں ورنہ قاضیوں اور دیگر اہل پیشہ کو طریقت کی تعلیم دینا جائز نہ ہوتا۔ حالانکہ اس فرقہ کے بہت اشخاص اولیائے اکابر ہوئے ہیں اور تکمیل اور کمال کے درجہ پر پہنچے ہیں۔ پھر ایک مبتدی کا کیا ذکر ہے۔ اس طریقت میں ترک اور تجرید قصد اور ارادے سے ہوتی ہے اور وہ کئی چند شرطوں کے ساتھ۔ یعنی بال بچے نہ ہوں اور والدین نہ ہوں کیونکہ ان کی خدمت فرض ہے اور قرابت دار نہ ہوں جن پر شفقت واجب ہے۔ پس قابل غور یہ ہے کہ اس میں کافروں کی صحبت اور حدود اسلام میں سستی یا کفر کی رسوم میں ان کی موافقت یا ان کی خوشامد۔ یا کذب یا دیگر مفاسد کا کوئی خوف اور اندیشہ نہیں ہے جو مالدار مصاحبوں کو لاحق ہوتا ہے پس یہ شریعت اور حقیقت دونوں میں بلاشک وشبہ مباح ہے۔ مثلاً ہم نے سنا ہے اور دیکھا ہے کہ تجار اور بعض اصحاب اور اولیاء نے علم گری کرتے اور یہودی بچوں کو پڑھاتے تھے اور عمدہ بشارات حاصل کرتے تھے۔ پھر ایسے شخص کا کیا ذکر ہے جس نے ابھی اس وادی میں قدم نہ رکھا ہو اور ترک اور تجرید کو اختیار نہ کیا ہو۔ ان امور مرقومہ کی بنا پر یہ تجویز کیا گیا تھا کہ مولوی عبدالحئی صاحب یہاں سے جاویں اور ٹانگ وہ

بلا بیان نہ ہوں جن کا وہم و گمان بھی تو خیر ورنہ پیش آویں۔ جب اتنا معلوم ہوا تھا تو دل میں بڑا فرحتگی نہ ہونی چاہیے تھی اور انساؤں نشین جملہ ہو جانا چاہیے تھا کہ ہم نے بھی بعد ازاں مذکورات میں عرض کی ہے اور اپنے آباؤ اجداد کی وقت کو دیکھا اور شناسا ہے۔ دفعتہً کوئی ناپسندیدہ حرکت بلا توجہ شرعی اور حقیقت کی بات بلا سوچے سمجھے نہ ہوگی جو مکروہ اور بری ہوں نہ اپنے لئے اور نہ دوسروں کیلئے تجویز کی جا سکتی ہے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام۔ والاکرام۔

(۴) شاہ صاحب عرفان مراتب اللہ آپ کو سلامت رکھے سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ معارج القدس امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ نفس اور اس کی قوتوں کی شناخت اور اس کے اخلاق کے سنوارنے اور اسکے مفاسد کی درستی کے بارے میں نفس پہ حکمت کے طور پر بیان کئے گئے ہیں اور اسمیں تھوڑی آمیزش تصوف اور سلوک کے قواعد کی بھی ہے۔ اور کتاب الطاف القدس فی معرفۃ النفس ولی نعمت علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اس میں تصوف اور سلوک کے قواعد کے مطابق لطائف نفس کی شناخت کرنا ہے۔ بالفعل یہ دوسرا طریقہ زیادہ فائدہ مند اور سہل ہے۔ اگر مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو الطاف القدس کو پڑھیئے کتاب معارج القدس میں انتہائی دشواریاں ہیں۔ اور اس زمانہ میں اس کے مطالب پر غور کرنا مشکل ہے۔

دعائے مراتب عرفان و کمال کے سوا کیا لکھوں۔

والسلام

سید شاہ علی اللہ دہلوی

211 www.taemeernews.com

بنام مولوی امین اللہ صاحب

مولوی صدرالدین صاحب جو اس شہر (دہلی) کے نامور فاضل ہیں۔ اکثر علوم عقلی و نقلی عربی ادب، اصول، فقہ، کلام اللہ، فنون فارسی میں سب مہارت رکھتے ہیں۔ اور فقیر کے یہاں اکثر علوم نفیسہ انہوں نے حاصل کئے ہیں۔ اس طرح انکی ارادت اور تعلق فقیر کے ساتھ موروثی ہے۔ ان کے دادا معتبر فاضل اور میرے والد ماجد (شاہ ولی اللہ دہلوی) کے خاص دوست اور شاگرد تھے۔ اس وقت (مفتی صدرالدین) چند معاملات کی وجہ سے کلکتہ آرہے ہیں، انشاء اللہ تعالےٰ آپ سے ملاقات ہوگی ان کے معاملات کے متعلق۔ ملاقات اور اعزاز و کرام میں جس قدر ممکن ہوسکے رعایت کیجئے۔

بنام شاہ اہل اللہ دہلوی

اللہ تعالےٰ سکھ اور مرہٹوں کو ہماری طرف سے مزہ چکھائے بہت برا مزہ بہت جلد بلا تاخیر و مہلت کے ان شریروں نے اللہ کی بہت سی مخلوق کو شہید کر ڈالا اور غریب گڈریوں تک کو اپنے ظلم و ستم سے ستایا ہر سال یہ ہماری بستیوں اور شہروں پر چڑھائی کرتے ہیں اور ہم پر صبح و شام حملہ کرتے رہتے ہیں آیا کوئی پناہ گزینوں کے لئے پناہ گاہ ہے اور آیا فریادی کے لئے کوئی فریاد رس ہے۔ جس کے دل میں خوف خدا اور انصاف ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے اس ملک سے ان کو نابید فرمائے یہ بدترین دشمن

212 www.taemeernews.com

ہیں اور غول بیابانی ہیں۔ میں اپنا ان لوگوں کا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اس امید پر کہ وہ ہماری حفاظت کرے گا۔

(۳) پھر معلوم ہوا کہ ملک تباہ و برباد ہو رہا ہے ظالموں اور بدمعاشوں کے ہاتھ سے۔ آپ پر غالباً یہ مخفی نہ ہوگا۔ ———— جو کچھ قوم سکھ نے کیا ہے جو نشان نحوست ہیں۔

بنام مولوی عبدالرحمن صاحب

اخون زادہ مولوی عبدالرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ کا خط ملا .... فقیر چند سال سے طرح طرح کی بیماریوں کی کثرت سے فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کرنے سے محروم ہے اور بینائی نہ رہنے کی وجہ سے کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کر سکتا ہوں لہٰذا کتابوں کے جمع کرنے کو بیکار سمجھ کر بند کر دیا۔ لیکن جو دیکھا یا سنا وہ یاد ہے۔ آپ نے دریافت کیا ہے کہ گینڈے کی بابت کیا حکم ہے۔ شیخ الاسلام نے صیدیہ میں دو حکم نقل کئے ایک قول یہ ہے کہ گینڈا حرام ہے کیونکہ وہ انسان اور دوسرے جانوروں پر حملہ کرتا اور مار ڈالتا ہے اگرچہ گوشت نہیں کھاتا ہے۔ پس اس میں درندگی کی صفت پیدا ہوئی اور سب درندے حرام ہیں۔ اور کتاب حیات الحیوان میں لکھا ہے کہ گینڈا انسان کا سخت دشمن ہے۔ انسان کی آواز سن کر اس کا پیچھا کرتا اور مار ڈالتا ہے۔ اگرچہ اس میں سے کچھ نہیں کھاتا۔ یہی مستطرف میں ہے۔

213 www.taemeernews.com

دوسرا قول جو نقل کیا ہے یہ ہے کہ وہ حلال ہے کیونکہ وہ گھاس اور تنکے کھاتا ہے اس لئے وہ چرندہ داخل ہے درندہ نہیں ہے۔ اس وقت کتاب سامنے [illegible] موجود نہ تھی کہ اس کی عبارت نقل کی جاتی لیکن عبارت کا مضمون یقیناً یہی ہے اور کتاب حیات الحیوان میں کمال الدین محقق اور دمیری شافعی کے قول اس کے حرام ہونے کے بابت درج ہیں۔ یہ کتاب بھی سامنے نہ تھی جو عبارت نقل کی جاتی لیکن یہ یاد ہے کہ کرگدن کو تمار ہندی بھی کہتے ہیں۔ لیکن کرگدن مشترک ہے [illegible] جانور اور ایک دوسرے جانور میں جو [illegible] سے پیدا ہوتا ہے۔ اور حقیقت کی نفس کا پتہ ہے۔ اور آپ نے ذکر کیا [illegible] روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں حلال جانور ذبح کیا تھا۔ بعض پڑھے علماء کو اشتباہ پیدا ہوا اور انہوں نے اس کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور حقیقت حال اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اور آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ جانور تین جانوروں سے مشابہ ہے۔ اس کا بدن اور پیر فیل کی مانند ہیں اور اس کا وسط بھینسے کی مانند ہے اور اس کے منہ میں جو دانت ہیں اور سر پر جو سینگ ہے اس سے سور سے مشابہت پیدا ہوتی ہے۔ اور کتابوں میں صاف طور پر لکھا ہے کہ جب حلال اور حرام جانور کی مشابہت پیدا ہو تو اس جانور کی صورت پر حکم دیا جائے گا جس سے زیادہ مشابہ ہو۔ اگر حلال جانور سے زیادہ مشابہ ہے تو حلال ہے اور اگر حرام جانور سے زیادہ مشابہ ہے تو حرام ہے۔ چنانچہ بھیڑیئے اور بکری سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے یہی حکم لگایا جاتا ہے۔ چونکہ کرگدن میں فیل اور خوک سے مشابہت موجود ہے اس لئے اس کے حرام ہونے کا حکم بہتر اور مناسب تر ہے اور یہ مقرر

www.taemeernews.com

قاعدہ ہے کہ جب حرام اور حلال جمع ہوں تو حرمت کا حکم ہے۔ (اس کا قول ختم ہوا) فقیر توفیق اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے کہ فتاویٰ رحمانی میں مذکور ہے کہ فیل اور کرگدن امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہیں۔ اور امام محمد کے نزدیک حرام۔ یہ ذخیرہ سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں طرف کی دلیلیں بیان کی ہیں۔ لیکن یہ مخالف ہدایہ کے ہے کیونکہ بیع فاسد کے باب میں لکھا ہے کہ امام محمد فیل کو نجس العین کہتے ہیں اور اس کی خرید و فروخت کو جائز نہیں سمجھتے اور یہی رائے کرگدن کے لئے ہے۔ امام اعظم اور امام ابو یوسف کا کہنا ہے کہ باقی درندہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فیل اور کرگدن دونوں حرام ہیں۔ کھانا نہیں چاہیئے۔ اگرچہ اس کی خرید و فروخت دونوں اماموں کے نزدیک جائز ہے۔ پس کوئی اس کو کھائے کا حکم دے جائز نہیں ہے۔

ہمزاد

مہربان من اکثر اسلامی فرقوں میں اور اہل سنت کے نزدیک یہ مسلّم ہے کہ انسان کے بدن یعنی پریشان روح میں جن و شیاطین تصرف کرتے ہیں اور اس کے نام بھی ہے اس امر کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ عربی میں اسے مس الجن کہتے ہیں۔ اور عام طور سے آسیب اور نسبہ کہتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کے تحت میں یتخبطہ الشیطان من المس مذکور ہے اور اکثر مسلمان یہ مانتے ہیں کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت

شیطان کو مرگی وقتل و ایذا رسانی کی قدرت ہے اور مسئلہ میں فرقہ معتزلہ کے سوائے کسی کو مخالفت نہیں ہے۔ اور معتزلہ نے اس آیت کی رکیک توجیہات کی ہیں جو اپنی تفاسیر میں درج نہیں اور انہیں نقل کرنا فضول ہے۔ چاروں انجیلوں میں بھی پندرہ حصے آسیب و جن کے لکھے ہیں جو دم عیسٰی سے بدنوں سے نکلے۔ اور تھوڑا بہت اس بارے میں حدیث میں بھی ہے۔ اب ہم اصل مسئلہ کی طرف آتے ہیں۔ آیا انسان مرنے کے بعد تصرف کرتا ہے یا نہیں اس مسئلہ میں علمار اہلسنت مختلف الرائے ہیں۔ اکثر محققین نے مرنے کے بعد انسان کا تصرف تجویز کیا ہے اور بعض نے اس سے انکار کیا ہے۔ ان انکار کرنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ اگر انسان بھی یہ کام کرے تو اس کی حقیقت جن کی حقیقت میں منقلب ہو جائے گی اور حقائق کی تبدیلی محال ہے۔ اور اگر انسان صالح ہے تو وہ اس قسم کا ظلم اور ایذار سانی کیسے کر سکتا ہے کیونکہ یہ نیکی کے خلاف ہے اور اگر وہ فاسق یا کافر ہے تو وہ موکلان عذاب سے اس عمل کے لئے کیسے فرصت پاتا ہے۔ لہٰذا مجوزین اس بارے میں دو گروہ ہیں۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ انقلاب نہیں ہے بلکہ آخرت کا مسخ ہے۔ جسکی اصلیت آخرت اور مرنے کے بعد بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔

جامع صغیر سیوطی میں متعدد کتابوں سے اور معراج سناغی کے تتمہ میں آنحضرتؐ سے نقل کیا ہے کہ میں نے بہت سے پوشیدہ شیاطین کی کمائی کو دیکھا جنہوں نے اس مردہ کے کفن کو یکبارگی پکڑ لیا جو حالت ناپاکی میں مرا تھا پس میں نے اسے ان کے ہاتھوں سے چھڑا دیا۔ یا جیسا کہا گیا ہا اور اس حدیث سے اس قسم

216 www.taemeernews.com

کے معاملہ کی بو دماغ میں پہنچتی ہے۔ جب یہ بات آخرت کے مسخ کی قسم ہوگیا تو عذاب سے خلاصی کا کیا سوال بلکہ یہ بھی عذاب کی ایک قسم ہے جس میں وہ گرفتار ہے۔ علماء حنفیہ ماتریدیہ کا یہی مسلک ہے۔ ملا معین جو ماوراءالنہر کے معتمد علماء میں سے ہیں برزخ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ انسان عالم برزخ میں مسخ ہوکر جن ہو جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اور غضب ہے جس پر چاہتا ہے۔ اور یہ بھی اس طرح پر ہے جیسا کہ گزشتہ زمانے میں سابق امتوں میں مسخ ہوکر بندر اور سور ہو جاتے تھے۔ لیکن یہ عذاب اللہ تعالیٰ نے عالم شہود میں اس اُمت مرحومہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اٹھالیا باستثناء اس کے جو قیامت کے علامات سے ہوں گے۔ اور صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ قیامت کے قریب اس امت میں مسخ اور زمین میں دھنس جانا اور خسف ہوگا۔ یہ تو برزخ میں انسان کا مسخ ہے۔ اور غالباً یہ کافروں اور ظالم و موذی اور زانی اور مغتلم مسلمانوں کا مسخ ہوتا ہے جبکہ وہ حالت جنابت میں مرے یا قتل ہوئے۔ اور یہی حال مرتدوں کا جو بلا توبہ کئے مرے۔ اور ایسے سب لوگ مسخ نہ ہوں گے بلکہ صرف وہ جنہیں اللہ تعالیٰ مسخ کرنا چاہے اور عذاب کرے۔ لیکن صالحین اور ولیوں کا مسخ نہ ہوگا اگرچہ وہ حالت جنابت میں مریں۔ اور قیامت میں کثرت سے مسخ ہوگا۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ اصحاب کہف کا کتا بلعم ہو جائے گا۔ اور بلعم کتا ہو جائے گا۔ اور کتا جنت میں جائے گا اور بلعم دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اور یہی حال اس شخص کے سر کا ہو جو امام سے پہلے سر سجدے میں رکھے یا اُٹھائے اُس کا سر گدھے کا ہو جائیگا۔

217 www.taemeernews.com

اور اسی طرح رافضی، اور حدیث بنانے والے وغیرہ کا مسخ ہوگا۔ اور دوسری جماعت کا یہ کہنا ہے کہ یہ تو انقلاب ہے اور نہ مسخ بلکہ گوناگوں گروہوں کے آپس میں ملنے سے افعال و حرکات میں مشابہت کی ایک قسم ہے اور اس طرح کی کہ روہیلہ گردی میں بہت سے ہندیوں نے ٹیڑھی پگڑی باندھ کر اور دو زلفیں لٹکا کر چند پشتو کے الفاظ سیکھ کر روہیلہ کی وضع بنالی اور معاملات میں سختی اور بلا وجہ مارپیٹ کرتے تھے یہ بھی اسی طرح کی ہے اور بموجب اس کے کہ جس نے جس قوم کی مشابہت پیدا کی وہ اسی قوم سے نہ ہے۔ اور جو انسان جن کا کام کرنے میں انہیں عام طور پر خبیث کہتے ہیں اور ہندی ہیں بھوت کے نام سے پکارتے ہیں اور ان میں کوئی حقیقتاً تبدیلی نہیں ہوتی اکثر علمائے عراق و عرب نے اسی کو مسلک مختار کہا ہے اور وہ سب سے زیادہ قوی اور صحیح ہے بہ نظر دلائل کے۔ اور میرے والد صاحب کا بھی اسی طرف میلان تھا۔ جیسا کہ اس مسئلہ کے بحث کے دوران میں متعدد بار ظاہر ہوا۔ ۱۲۰۱ھ۔

بنام امام شاہ صاحب

گرامی منش امام شاہ جیو سلمہ سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ آپ کا خط جس میں چند مطالب تحریر تھے ملا۔ ان کے جواب لکھے جاتے ہیں۔

سوالِ اوّل: حنفی فقیہوں کے نزدیک چہارم داڑھی کا مسح فرض ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھوڑی کے نیچے تر کرتے تھے۔ جب چہارم ریش کا مسح فرض ہے تو ٹھوڑی کے نیچے تر کرنیکی

218 www.taemeernews.com

کیا ضرورت تھی۔ جواب ۔ ربع ریش کا مسح فرض ہے اور ٹھوڑی کے نیچے تر کرنا سنت ہے ۔ اور اس کا درجہ محض فرض پر اکتفا کرنا بڑھ کر ہے ۔ زیر زنخ چہرہ سے علیحدہ ہے لہٰذا اس کا دھونا بھی فرض سے باہر ہے ۔ اسی طرح گھنی داڑھی کی ڈھکی ہوئی جلد کا دھونا سنت ہے ۔ لہٰذا چہارم ریش کے مسح کے فرض ہونے سے زبر زنخ دھونے کی ممانعت نہیں ہوتی ۔

سوال دوم:۔ اللہ جل شانہٗ کا دیدار قیامت میں کس طرح ہوگا ۔ ذات کی تجلی ہوگی یا صفات کی ۔ جواب ۔ اس بات کو متوفی نے ایک بڑے رسالہ میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے یہاں اسے بیان کرنا باعث طول ہوگا مختصراً یہ ہے کہ علمائے اہل سنت وجماعت اس پر متفق ہیں دیدارِ الٰہی جنت میں بے کیف ہوگا ۔ یعنی بغیر کسی رنگ شکل ومسافت وسمت کے ہوگا عقلمند اور صاحبِ کشف محققوں نے اس کی تصویر چند طریقوں پر بیان کی ہے ۔ حکیم ابونصر فارابی نے اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے کہ بعض وقت کلی طور پر ایک شخص کے فہم میں آتی ہے یا بہت سے آدمیوں کی سمجھ میں آتی ہے ہوتی ہے ۔ اول کو رویت دوسری کو معرفت اور تیسری قسم کو علم کہتے ہیں ۔ مختصر یہ کہ بدن سے تعلق رہنے کے وقت خدائے تعالیٰ سے انکشاف قسم ثانی سے ہے ۔ اور بدن کے نکل جانے کے بعد یہ معرفت ترقی کر کے اول درجہ میں پہنچ جائے گی اور اسے رویت سے تعبیر کرتے ہیں اور اللہ جل شانہٗ کی قدرت سے ناظر ونظریں ویسا ہے ۔ جرم اور لذات پیدا ہوں گے جو اس ذات مقدسہ کے سزاوار ہے ۔ اور اس کی تعبیر کے صرف ابصار اور روایت سے ہو سکتی ہے کیونکہ

219 www.taemeernews.com

کوئی دوسری عبارت کمال ایک چیند کی خبر نہیں دیتی۔ اور اس نقل کرنے میں کچھ تبدیلی اور اصلاح کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے باصرہ میں جرم اور لذات کا پایا جانا نہیں لکھا ہے۔ اور علماء متفق ہیں کہ رویت اسی ادراک کو کہتے ہیں کہ جو حواس کے ذریعہ سے حاصل ہو محض ادراک قلبی کو نہیں کہتے ہیں۔ چونکہ یہ قول معتزلہ کی تاویل کے مطابق ہوتا تھا لہٰذا یہ دو تین لفظ اضافہ کر دیئے گئے۔ اور بعض دوسروں کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ رویت مشاہدہ میں متحقق ہوتی ہے۔ جبکہ اس چیز کا عکس جسے ہم دیکھ رہے ہیں جائیدیہ یہ ہوتا ہے اور وہاں سے مجمع النور میں اور وہاں سے حس مشترک میں اور وہاں سے نفس ناطقہ خیالی اور وہمی اور عقلی صورتوں کی تجرید کرتا ہے اور اسی سلسلہ سے نزول کرتا ہے جیساکہ وہم و خیال کے ذریعہ سے معقولات حس مشترک میں اُترتے ہیں۔ اور نظر و نکی حالت کی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے ! لیکن جب تک جلیدیہ (تری جسم) تک نزول نہیں ہوتا حقیقی نظر آنا نہیں کہہ سکتے ہیں اور اس عالم میں کہ نفوس پاکی اور طمانیت حاصل کر کے اپنے پروردگار سے کمال اتصال پیدا کرتے ہیں اس ذات مقدس کی نورانی شعائیں عقلی اور وہمی قوتوں پر سایہ ڈالتی ہیں اور وہاں سے خیال اور حس مشترک میں نزول کرتے ہیں۔ اور فضل الٰہی کے ظاہر ہونے سے انسانی قوت ادراک کی رکاوٹیں مثلاً نیند اور بے حواسی دور ہو جائیں گے اور مجمع النور اور جلیدیہ میں ہی ریزش ہوگی۔ جیساکہ اس دنیا میں خیالات بے جہت و بے مکاں ہیں وہ معائنہ حقیقت بھی جہت و بے مکاں ہوگا۔

ایک اور کا یہ کہنا ہے کہ رویت کے بارے میں جو کچھ مدینہ میں وارد ہوا ہے انہیں جہت کی نفی اور لوازم جسمانی کی سلب کا کوئی اشارہ نہیں ہے۔ اتنا ہے کہ اس بیان کردہ تجلی کی صورت تمام مظاہر سے دوسبب سے امتیازی صورت رکھتی ہے۔ مگر تمام مخلوقات الٰہی سے کہ وہ بھی صفات الٰہی کے مظہر ہیں اسیطرح امتیاز ہے کہ وہاں تو ظہور ذات بعنوان الوہیت ہے اور تمام مظاہر ہیں بعنوان آفرینش اور اقسام کائنات ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے آگ سے یہ آواز "بے شک میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں" سنی۔ اور اس جہاں کی کل صوری وخیالی وحسی تجلیات سے امتیاز اس وجہ سے ہے کہ ذات پاک کا ظہور وہاں کائنات معاینہ صورتوں میں کسی صورت ہوگا اور وہ اسمائی عظمت وکبریائی نور وچمک وجمال وصفات سے پیوستہ ہوگا اور اس میں ذاتی اور اسمائی کمالات اس درجہ کے شامل ہوں گے کہ اکمل اور اشرف ناظر کے وہم اور عقل میں اس کے سمانے کا حوصلہ نہ ہوگا۔ اور اس میں سے زیادہ تر کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔ اور جو کچھ اہل سنت نے لکھا ہے کہ آخرت میں رویت بے کیف ہوگی اس سے صرف یہ مراد ہے کہ منزلہ کے لوازم جسمیت کے ثبوت سے جو دشواری پیدا ہوتی ہے اس کو رد کیا جاوے۔ جب تجلی کی حقیقت معلوم ہوجائے تمام اشکالات پاش پاش ہوجاتے ہیں اور اسی وجہ سے بعض اکابر فرماتے ہیں کہ نفس کو شہود میں زبردست استغراق ہونے کی وجہ سے کسی غیر چیز کا یعنی زمان ومکان وجہت اور اپنے وجود اور غیر کے وجود کا احساس نہوگا۔ اسی کو معائنہ بے جہت و بے شکل و بے لوازم جسمیت کہہ سکتے ہیں۔ فی الجملہ

زید اور عمر کے بعض عرضوں ہی کو دیکھ کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ہم نے زید اور عمر کو صریحاً دیکھا۔ جب رویت کے موضوع لغوی شاہد یعنی حاضرین کی سہولت جاری ہے تو اسے غائب کی بابت دور کرنے کی کیوں کوشش کی جاوے اور کیوں لازمی کر دیا جاوے کہ ذات محض کی حقیقت معرا ہے کہ فہم اور ادراک کے تعلق کے احساس اور نظر کی قید میں آسکے۔ لیکن یہ خواص و عوام کے حق میں تین وجہ سے مختلف ہوتی ہے۔ اولاً نزدیکی اور دوری کے موافق دوسری حجابوں کی کمی اور کثرت کے موافق اور تیسرے اس دنیا میں جو کچھ حاصل کیا اس سے معرفت اور صفات میں جو زیادتی یا کمی ہو۔ اور اس کی تائید میں یہ ہے کہ ذات مقدسہ کے لئے دلی وجدان میں بلاشبہ بدن ارضی کو روح حیوانی کے مقابل میں زیادہ حجاب ہے اور اسی طرح روح حیوانی کے عالم مثال سفلی کے مقابل میں جو جن و شیاطین کا مقام ہے زیادہ حجاب ہے اور یہی حالت عالم مثال سفلی کی بمقابلہ عالم مثال علوی کے ہے جو ملائکہ مقربین کا مقام ہے۔ اور جب عالم مثال میں ترقی کریگا تو اسی عالم کی صورت حاصل ہو جائے گی اور اسکا بدن ارواح علویہ کا حکم پیدا کرے گا اور جو چیز غیب میں ہے وہاں پیش نظر ہو گی اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو گی۔ اور اعمال کی حقیقتیں اور فرشتوں کی صورتیں اور جنت و دوزخ کا حال نظر آئے گا۔ اعظم تجلیات الہی کے لئے ناگزیر ہے کہ نفس کے اتصال کے مراتب کے موافق ظاہر اور روشن ہو کیونکہ اسی سے تدابیر کا کارخانہ اور قضا و قدر کا فیض اور نبیوں پر شریعت کا نزول اور فرشتوں پر ان ہی کا صدور ہوتا ہے اور قوای روح کی اس پیروی سے اعضاً

اس واردات کے لیے آزاد ہو جائیں گے۔ اور یقین ہے کہ چشم دید حالت حاصل ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال سوم:- کہا جاتا ہے کہ ذات حق اس وقت بھی ویسی ہی ہے جیسی تھی اور اکثر دعاؤں میں آیا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جو مخلوقات کے پیدا ہونے اور مٹنے سے نہیں بدلتی۔ اتنی مخلوقات کے ظاہر ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کوئی تبدیلی نہ ہو سمجھ سے باہر ہے۔

جواب:- حق سبحانہ تعالیٰ سے کائنات کے ظہور کی مثال (اور ہمارے فہم و قیاس سے برتر اس کے لئے مثل ہے) ایسی ہے جیسے آئینہ میں صورتوں کو ظہور۔ آئینہ کا جسم معین ہے۔ اور صفات میں کچھ لازمی و خارجی ہیں (Inseparable Accidents) اور عارضی خارجی ہیں۔ . . . (separable Accident) لہٰذا آئینہ کے صفات میں دو قسم کی تبدیلی موجود ہے مگر جو صورت آئینہ میں منعکس ہوتی ہے اسے کوئی دخل ان تبدیلیوں میں نہیں ہوتا اور ان کے ظاہر اور پوشیدہ ہونے سے آئینہ کے ذات اور صفات میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔

سوال چہارم:- کافروں نے اپنی زبردستی سے ملک پر قبضہ کر لیا عرصہ دراز تک وہ ملک ان کے قبضہ میں رہا بس وہ ملک کسی وقت اور کتنی مدت میں ان کی ملکیت ہو جاتا ہے۔ اور کن شرائط پر جو کچھ اس ملک سے دیں یا ہبہ کریں وہ حلال ہو۔ اور اگر مسلمان اسی طرح قابض ہوں اور کسی کو دیں تو اس کا لینا جائز ہے۔

223 www.taemeernews.com

سوالِ پنجم: - اگر کافر مالِ منقولہ پر قابض ہو جائیں اور کسی کو دیں تو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: - اگر کافر مالِ منقولہ پر قابض ہو کر اپنے شہر اور گھر کو لے جاویں مالک ہو جاتے ہیں اور اگر ملک ہی پر قبضہ کرتے ہیں تو اس میں اختلاف کہ یہ ملک کب دارالحرب ہو جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دارالاسلام ابھی دارالحرب نہیں ہوتا با ستثنار اس کے کہ وہ دارالحرب میں سے ملجاوے۔ بعض کہتے ہیں کہ جب تک شعائرِ اسلام میں ایک شعار بھی علانیہ ظاہر ہو دارالحرب نہیں ہوتا اور جب کل شعائرِ اسلام موقوف ہو جائیں تو دارالحرب نہیں ہوتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ صحیح اور قابلِ ترجیح یہ ہے کہ جب تک لڑائی قائم ہے اور مسلمان اس ملک کے چھڑوانے سے عاجز ہو گئے ہیں لیکن مطیع نہیں ہوئے ہیں اور کفار کا غلبہ اس درجہ کا نہیں ہے کہ وہ شعائرِ اسلامی میں سے جس چیز کو چاہیں موقوف کر دیں مسلمان کھلا اُن سے اس طلب کئے ہوئے رہتے ہوں اور اپنی جائداد پر بلا اُن کی اجازت کے تصرف رکھتے ہوں وہ ملک دارالاسلام ہے اور دارالحرب نہیں ہوا اور ان کے تصرفات قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔ اور اسلام کے تسلط کے بعد ان تصرفات کا کوئی اعتبار نہ رہے گا۔ اور جب مسلمان لڑائی میں ہار جائیں اور ان کے مطیع ہو جائیں گو کہ دل میں سامان جمع کرنے کی فکر ہو۔ لیکن مقابلہ سے عاجز ہیں۔ اور مسلمان ان کی امان دینے سے قیام پذیر ہیں اور اپنی املاک پر بھی اُن کی امانت سے تصرف رکھیں اور ان کی عدم تعصب کی وجہ سے شعائرِ اسلام جاری ہوں، نہ کہ مسلمانوں کی طاقت کی وجہ سے وہ ملک دارالحرب بھی ہو سکتا

224 www.taemeernews.com

ہے۔ اس لئے ان کا تصرف جائز اور ان کا ہبہ جاری ہے لیکن مسلمان کافروں کے شہروں پر غالب آئیں اور قبضہ کریں تو اس ملک ... ان کے تصرفات جائز ہیں۔ ان باتوں میں جو شریعت کے موافق ہیں اور مسلمانوں کا مال غصب کرنے کا حق نہیں ہے۔ اور صحیح بات جاننے والا اللہ ہے۔

سوال ششم : صلوٰۃ الوسطیٰ کون سی نماز ہے اور اگر ایک وسطی مان لیا جائے تو باقی چار نمازوں سے کامل پابندی اٹھ جاتی ہے۔

جواب : صلوٰۃ الوسطیٰ میں سات قول ہیں۔ پانچوں نمازوں میں سے ہر ایک کا تعین اور پانچوں نمازیں ایک ساتھ مجموعی طور پر قول ششم یہ ہے کہ یہ بھی ساعت جمعہ اور لیلۃ القدر اور اسم اعظم کی طرح مبہم ہے۔ اور قول ہفتم اور یہی اصح اور ارجح ہے کہ نماز عصر ہے۔ اور باقی چار نمازوں سے کمال تقلید اس لئے نہیں دور ہوتی کیونکہ صلوٰۃ وسطی کی تقلید اس کے نفس میں نہیں ہے بلکہ زیادہ آداب کی محافظت میں ہے۔ جیسے وقت مستحب و جماعت و مسجد اور وضو و مسواک کو کامل طور پر کرنا اذان و اقامت اور زیادہ اطمینان رکھنا اور کثرت اذکار کرنا۔ اور ان امور میں تاکید کی زیادتی اس قسم کی ہے جیسے افضل کو فاضل پر برتری ہے نہ ایسے جو فاضل کو ناقص پر ہے۔ اور اس قدر فرق ثابت کرنے میں نسبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

سوال ہفتم : شریعت کی بابت معلوم ہے کہ احکام ظاہری کو کہتے ہیں اور اسی کیلئے ہم مامور ہیں اور مسائل میں جو طریقت و حقیقت اور معرفت کا ذکر آتا ہے۔ یہ خود ہمیں نہیں آتا کیا چیز ہیں۔

www.taemeernews.com

جواب:- لفظ شریعت کے دو معنی ہیں ایک عام اور ایک خاص۔ معنی اول یعنی عام تو یہ ہیں کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امورِ دین میں متعلق اعتقاد و عمل وخلق و حال و نیت اور عزیمت اور امر و نہی کے فرمایا۔ معنی دوم وہ ہیں جس کا تعلق جوارح سے از قسم عبادت مالی اور جسمانی کے ہے اور اس کا بیان کرنا فقہ کا منصب ہے۔ اور فقہ کی کتابوں میں اس کا بیان ہوتا ہے۔ اور اسی کو طریقت وغیرہ کے مقابل کرتے ہیں۔ پس جس چیز کا تعلق اخلاق اور نیتوں اور عبادتوں کے آداب سے بالارادہ رکھتے ہیں وہ طریقت ہے۔ اور جس چیز کا تعلق اخلاص اور عین الیقین اور تحصیل مشاہدہ اور استغراق سے ہے وہ حقیقت ہے اور جس چیز کا تعلق اعتقادات کے رموز کے مکاشفہ سے اور توحید کی کیفیت ومعیت و قربیت سے اور محبت اور ولا کے اسرار اور ولایت اور اولیار کے درجات سے ہے اُسے معرفت کہتے ہیں۔ اور یہ سب شریعت کے اوّل معنی میں داخل ہیں۔ ہاں ہر فن میں اس فن کے کاملین نے غیر منصوص کو اخذ کر کے منصوص سے ملا کر سب کچھ شرح اور وسعت دے کر ایک جداگانہ علم نکال لیا ہے۔ اور انہیں ناموں سے اس علم کو موسوم کرتے ہیں۔

سوال ہشتم:- ہر چیز کے کمال کی شناخت کس طرح ہوتی ہے کیونکہ کامل کی شناخت۔ دیکھنے سننے اور کھانے سے نہیں ہوتی۔

جواب:- اشیار کی حقیقتیں اللہ تعالےٰ کے صفات کا پرتو ہیں۔ اور عالم ظاہر میں ان کا رونما ہونا چار علتوں یعنی فاعلی و غائی و مادی اور صوری سے وابستہ ہے۔ اور ان حقائق کے کمال کا ظہور ان کے مختصر

226 www.taemeernews.com

نشانیوں کے ترتیب ابدان میں خاص خاصیتوں کی پیدا ہونے میں ہے۔
بس ہر چیز کے کمال کی شناخت اجمالاً ذات حق کی تجلی ہے جو سالک پر اس چیز کے ضمن ظاہر ہوتی ہے اور یہ تجلی کثرت در وحدت کو سیر بالید فی الاشیاء کے مقام میں مشاہدہ کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے اور مفصلاً یہ کہ حکمت کے قوانین کی رو سے اُس کے مبادیات اور خواص کا احاطہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی قوانین کشفیہ کے رو سے اس کے مبداء کا تعین اور تنزل کے مراتب تشخیص کی جاویں۔ اور اگر وہ چیز محسوسات میں سے ہے تو حواس سے دریافت کرنا بھی اس کی حقیقت کی معرفت کے اتمام میں داخل ہے۔ واللہ اعلم

نواں سوال۔ ابلیس کا قصہ کلام اللہ میں آیا ہے لیکن یہ نہیں معلوم ہے کہ سوال و جواب کس طرح ہوئے۔ الہام کے طریقہ پر یا دوسرے طریقہ پر۔

جواب۔ اس بات چیت کے طریقہ کی بابت معقولات میں کچھ نہیں آیا ہے لیکن عقل سلیم یہ بتاتی ہے کہ ہاتف کے ذریعہ سے تھا یعنی یہ شقی ایک آواز سنتا تھا اور سمجھتا تھا کہ یہ خدا کی آواز ہے۔ لیکن اصل مظاہر قہر کے فرشتوں میں سے ایک کلام الٰہی کو ادا کرتا تھا اور وہ اسے نظر نہیں آتا تھا اور نہ پہچانتا تھا۔ لیکن یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کا کفر نادانی یا حجاب کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ انکار اور دشمنی کا کفر ہے ملعون ہونے سے اس نے ملکوتی قوت پیدا کر لی تھی اور غیب سے

www.taemeernews.com

اس پر القاء ہوتا تھا۔ اس کی یہ قوت نہ زائل ہوئی اور نہ سلب کی گئی تاکہ وہ انقباض کے رنج اور تشنگی کی فراوانی سے بیقرار نہ ہو اور توبہ کا اقدام نہ کرے۔ بلکہ اسی راہ سے اس کا غصہ اور عتاب نکلتا رہے اور راندۂ درگاہ ایزدی ہونے کو حقیر سمجھتا رہے۔ لیکن اس کے جوہر روح میں رقیق سیاہی ڈالی گئی جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو کبھی سزاوار قید اور کبھی اپنے آپ کو مستغنی اور مایوس خیال کر کے اپنی عبادتوں اور اسمار مکتبہ کی قوت سے شیاطین اور آدمیوں میں تصرف کرتا ہے اور اس تاریک رفیعہ کو اس کی مناسبت سے ملمع کر کے مخلوق کو خوشنما دکھا کر گمراہی وجہالت و دہشت و بن گھڑت غلط کاریوں کی طرف لے جاتا ہے

سوال دہم۔ روحوں کا سجدہ مشہور ہے اور کلام اللہ سے الست بربکم۔ قالو بلیٰ ہی معلوم ہوا اس کی تفصیل معلوم نہیں کہ کس وجہ سے ہوا اور کن لوگوں نے دو سجدے کئے اور کس نے ایک سجدہ اور کون تارک اور کون فرمانبردار مندرجہ بالا امور کے ہوئے۔

جواب۔ اس مقام پر سجدہ کا ذکر نہیں ہے۔ وہ ایمان والے جن کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے انہوں نے فوراً جواب دیا۔ کافروں نے توقف سے۔ بعض فقیہوں کا کہنا ہے کہ انبیاءؑ نے دو سجدے کئے عام مومنوں نے ایک اور کافروں نے نہیں کیا۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ اس کی کیا سند ہے۔ لیکن کلام اللہ کی آیتوں اور حدیثوں سے چار عہد وپیمان

 www.taemeernews.com

لیئے معلوم ہوتا ہے۔ اوّل پانچ اولوالعزم انبیاءؑ سے دوم کل انبیاءؑ سے سوم علماء اور چہارم عوام سے۔

سوال پانزدہم۔ ننگے ہونے کی حالت میں کلام حرام ہے اور جب میاں اور بیوی جمع ہوں تو اللہ کا ذکر ضروری ہے۔ یہ احکام آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔

جواب۔ برہنہ ہونے کی حالت میں کلام حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے اور یہ کراہیت ایک دوسرے سے بات کرنے کے متعلق ہے۔ تنہا زبان سے تلفظ کرنے سے متعلق اور اللہ کا ذکر نجاست وغیرہ کی جگہ پر منع ہے اور جماع کی حالت میں منع نہیں ہے اور علماؤں نے اسی وجہ سے لکھا ہے کہ اللہ کا ذکر بیت الخلاء اور جماع کے وقت داخل ہونے اور ننگا ہونے سے پہلے مسنون ہے۔ کوئی اختلاف اور فرق نہیں ہے۔

بارہواں سوال سنی اور شیعہ دونوں فرقوں کے لوگ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھتے ہیں۔ اور ان کی موافقت میں احکام نقل کرتے ہیں اور آنحضرت کی مہربانیوں کا بیان کرتے ہیں۔ اور آنجناب کے بارہ میں دونوں فرقے کے لوگوں کو اچھا معلوم نہیں ہوتا اور خطرات شیطانی کا یہاں دخل نہیں۔ اس سے کیا خیال کرنا چاہئے

جواب۔ حدیث من رآنی .... (جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے دیکھا) کے مضمون کے بارہ میں اکثر علماء نے روضہ مبارک میں مدفونہ صورت کی ہے۔ اور بعض نے ان تمام صورتوں کی تعمیم کی

229 www.taemeernews.com

بعثت سے اور وفات تک خواہ جوانی کی یا پیرانہ سالی کی خواہ حضر
میں ہو یا سفر میں، سنی اور شیعہ کا تواتر احتمال سے زیادہ نہیں اور چونکہ
اس کے وقوع کا ثابت نہیں اور مفروضہ باتوں کی کوئی تعیین نہیں ہے لیکن
تحقیق بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں چار قسم کا
ہو سکتا ہے۔ اولاً رویاء الٰہی جس میں آنجناب سے اتصال مخصوص ہے
دوسرے رویائے ملکی جس میں آنجناب متعلقات دربارہ دین اور سنت
اور ان کے وارثوں اور نسب مطہر کے بارے میں اور سالک کو اپنی
پیروی اور محبت میں جو درجہ ہے وغیرہ آنجناب مقدس کی صورت
میں ان مناسبتوں سے نظر آتے ہیں۔ تیسرے رویا نفسانی یعنی جس
صورت کو اپنے خیال میں مقرر کر رکھا اس اعتقادی صورت کا اظہار
یہ تینوں قسم کا خواب آنجناب کے بارے میں جائز ہے۔ اور چوتھی قسم
کہ شیطانی ہے یعنی شیطان آپ کی صورت سے تمثل پیدا کرے
بالکل منتفی اور ممتنع ہے لیکن تیسری قسم میں شیطان اپنی آواز اور کلام سے
فریب دیتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے۔ بعض روایتوں کی شہادت سے
معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت جب سورۂ نجم پڑھ رہے تھے تو جب
آپ خاموش ہوتے تو شیطان وسوسہ کے حرف کہتا جس سے مشرکین
سامعین کو اشتباہ ہوا۔ جب یہ بات آپکی زندگی میں ممکن تھی تو خواب
میں کیوں ممکن نہیں۔ لہٰذا شریعت میں خواب کے احکام کو صحیح شمار نہیں
کرتے اور مشہور حدیثوں میں نہیں مانتے۔ اگر اہل بدعت میں سے کوئی کبھی

آنحضرت کا دیکھنا صحیح سمجھے تو وہ اسی طرح کا ہوگا واللہ اعلم ہمیشہ خط بھیجتے رہا کیجئے والسلام ۔

بنام شخصے

خط ملا وہ تین مطالب پر مشتمل تھا!

اوّل۔ مجدد الف ثانی کا سلسلہ سہروردیہ کا یہ ہے کہ مجدد صاحب اپنے باپ شیخ عبدالاحد اُن کو شیخ رکن الدین گنگوہی سے اُن کو اپنے باپ شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے اُن کو شیخ قاسم درویش سے اُن کو شیخ بڈھن بہرائچی سے اُن کو سید اجل سے ان کو سید جلال المعروف بہ مخدوم جہانیان انہیں دو سندوں سے اولاً اپنے باپ سید احمد کبیر ان کو اپنے باپ سید جلال بخاری سے ان کو شیخ بہاؤ الدین کریا سے دوسری سند شیخ رکن الدین ابوالفتح ان کو اپنے دادا شیخ بہاؤ الدین ذکریا ان کو صاحب طریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے۔ علاوہ ازیں شیخ رفیع الدین جو مجدد صاحب کے اجداد میں ہیں شیخ بہاؤ الدین ذکریا کے پیش امام اور ملغاد سے تھے۔ خیال ہے کہ اس طریقہ کی اجازت اپنے اجداد سے پہنچی ہو گی بلکہ خاندانی طریقہ یہی تھا اور طریقہ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ ان کے اور ان کے والد کے کسب کردہ طریقہ ہونگے ۔

مطلب دوم۔ ہمہ اوست کے شغل سے عذر خواہی۔ اور اس میں تحقیق یہ ہے کہ اس سے اس حالت کا حاصل کرنا ہے جو قلب کے اضطرار کے لئے

ضروری ہے اور اسے دور کرنے کا اختیار نہ رہے۔ اگر کسی کو وحدت وجود کی حقانیت کا اعتقاد پکا ہے تو اس شغل کی ملازمت سے یہ حالت پیدا ہوتی ہے اور اگر اعتقاد نہیں ہے تو یہ حالت پیدا نہ ہوگی۔ بلکہ اس کا باطن حکم کرے گا کہ یہ میرا خیال واقعہ کے خلاف ہے اور شاغل کو کوئی نفع نہ ہوگا۔ اور بلاشبہ تصفیہ قلب کے ذریعہ سے اس معنی کا خود بخود پیدا ہونا ادلے اور قوی تر ہے اور تصنع اور تکلف کے دخل سے زیادہ بعید ہے۔ خواجہ خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب تک کسی کو وحدت وجود کا اعتقاد نہ ہوا سے فنا فی اللہ کا درجہ ملنا ممکن نہیں ہے۔ اس کے منکر کے حق میں تمام دنیا میں نورانی حجابوں میں ہیں جو ماسوائے حق ہے اور اس کی تجلیات الذار لطائف وغیرہ میں نہ کہ حق تعالے کا ظہور۔ توحید وجودی کی تحقیق طویل ہے۔ مجملاً یہ ہے کہ کلام اللہ کی آیتوں اور احادیث نبوی سے معیت اور قرب ذاتی صاف ثابت ہوتا ہے اور جب تک ان کا انکار نہ کیا جاوے یہ جواب کہ یہ ظاہر کے خلاف میں ہر گز صحیح نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ سب ہماری عقل کے خلاف ہیں نہ کہ کتاب اور سنت یہ کیا انصاف ہے کہ منصوصات شرعی کو خلاف شرع اور اپنی ناقص عقل کے خیالات کو شرعی کہیں۔ جامع ترمذی میں اس حدیث میں اگر تم رسی کے ذریعہ سے زمین کے ساتویں طبقے میں لوٹ جاؤ تو ہبوط علی اللہ نہ ہوگا اور اس حدیث کہ اللہ تعالے پاک چیزوں کا صدقہ قبول کرتا ہے صاف لکھا ہے کہ سلف کا مذہب کہ اس کا ظاہر پر اجرا بلا کیف ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ نفی غیریت محضہ اور اتحاد وحدت فی الجملہ منصوص ہے اور آگ سے اتنی مالقد

کی آواز اور کثرت سمعہ و لبصرہ روشن دلیل ہے اور بشرط انصاف حضرت مجدد کے کلام سے وحدت وجود کی نفی مطلق ثابت نہیں ہوتی بلکہ انہوں نے اس کی چند قسموں سے انکار کیا ہے لیکن جو کچھ ذہن میں بیٹھ جاتا ہے اس کا جلد ازالہ ہونا دشوار ہے اور ہمیشہ تکرار کرنا مشکل ہے۔

مطلب سوم۔ ذکر جہر کے بارے میں حق یہ ہے کہ اس کا انکار کھلی کم عقلی ہے۔ تلاوت قرآن میں جہر صاف ہے ما اذن اللہ لشئی ما اذن یعنی قرآن کو جہر سے پڑھنا اور لبیک کہنا۔

اور تلبیہ حج میں آیا ہے کہ سب سے اچھا حج وہ ہے جس میں عج اور ثج ہو یعنی لبیک کہنے میں آواز بلند اور اراقۃ الدم ہو اور قرآن کی فضیلت مشہور ہے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ختم کرنے کو ذکر سے پہچانتے تھے اور اس ذکر کی فضیلت جسے پرہیزگار سنے ستر گنا زیادہ اس ذکر پر جسے پرہیزگار نہ سنیں اور طریقہ چشتیہ اور اویسیہ اور قادریہ کی بنا ذکر جہر پر ہے اور یہ سب ہمارے پیر ہیں اس پر یہ حکم لگانا کہ فعل حرام ہے قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا غلط ہے بلکہ ذکر جہر سے ایسا اطمینان ملتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اطمینان نہیں ہے۔ خواجہ نقشبند کے حج پر جانے کے بعد خواجہ علاؤالدین غجدوانی نے ذکر جہر سنا اور جب واپس آئے تو عذر کیا کہ آپ کو اپنی قوت باطنی کی وجہ سے اس کی ضرورت نہ تھی مجھے اس سے بہت فائدہ ہوا خواجہ نقشبند نے اس سے انکار نہیں کیا اور خود چونکہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی ذکر خفی اور عمل بر عزیمت سیکھا تھا خود نہ کرتے تھے اور آپ چونکہ

کے لئے کہ مسائل فقہی میں اجتہادیات پر حدیث کو مقدم سمجھتے ہو اس معنی میں تمدد بیجا ہے۔ اگر آپ حنفی ہوں تو اس میں ایک مشہور روایت ہے جس کو لفظ بہ لفظ لکھنا بلا تلاش کے مشکل ہے۔ ایک دفعہ خواجہ سرائے فقہیات کے عالم سلطان روم کی طرف سے امیر حج ہو کر آئے اور مدینہ میں شیخ ابراہیم کردی سے ملے اور بولے کہ اس سفر میں ان آدمیوں سے بڑی بدعت دور کردی۔ فرمایا کہ وہ کونسی بدعت تھی۔ کہا کہ میں نے مسجد اور شہر بیت المقدس سے ذکر جہر موقوف کرا دیا۔ شیخ نے یہ آیت پڑھی من اظلم ..... خرابہا چند روایتیں فتاویٰ میں سے لکھی تھیں۔ دکھائیں اور فرمایا کہ اگر تمہیں تقلید سے غرض ہے تو تم دوسری طرح کے مقلد ہو اور میں دوسری طرح کا مقلد ہوں روایات میرے لئے حجت نہیں ہیں اور اگر تحقیق سے غرض ہے تو تیار ہوں اس کے بعد ذکر جہر کے اثبات میں چند رسالے لکھے تھے۔ ان میں سے چند فقیر کے پاس موجود ہیں۔ الحمد للہ الحق احق بالاتباع والسلام

234 www.taemeernews.com

مکتوبات شاہ رفیع الدین دہلوی

(۱)

بنام عبدالرحمن صاحب

فضیلت اکتساب و مودت انتساب اخون زادہ عبدالرحمن بن اخون حاجی محمد سعید بریلوی سلمہم اللہ تعالے ۔ فقیر رفیع الدین کی طرف سے سلام تحیۃ الاسلام کے بعد معلوم ہو کہ آپ کا گرامی نامہ پہنچا میں خیریت سے ہوں اور حاضر و غائب دوستوں کی خیریت کی دعا کرتا ہوں آپ نے مولوی مدن سے ملاقات اور علمی تذکرہ کی بابت دریافت کیا ہے ۔ ان سے پہلی ملاقات مراد آباد میں ہوئی ۔ مولوی نورالاسلام صاحب خلف مولوی سلام اللہ موجود تھے کسی نے سوال کیا کہ مثنوی مولوی روم کی اس بیت کے کیا معنی ہیں ۔

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

میں نے کہا کہ اس کے دو معنی ہیں ایک عام فہم دوسرے خاص ۔ دوسرے یعنی خاص فہم معنی تصوف کے ذائقوں کو بتائے جا سکتے ہیں لہذا اس کو چھوڑ کر اول معنی بیان کرتا ہوں ۔ کتاب اور سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے بنی آدم کی روحوں کو اصلاب پشت آدم علیہ السلام سے نکال کر عہد کرایا ۔ پھر انہیں پشت آدم میں چھپا دیا ۔ اس کے بعد ہر شخص کے صلب سے جس قدر روحیں مقدر کی تھیں اس کی پشت میں چھپا دیں

235 www.taemeernews.com

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حج کی منادی کی تو کچھ جواب نہیں دیا اور انہیں لوگوں کو دنیا میں حج نصیب ہوتا ہے اور لبیک۔ تلبیہ اسی ندا کا جواب ہے یہ بات عام لوگ بھول گئے اور کمال معرفت کی بنا پر آدمیوں کو یاد دلایا ہے اور روح کا صلب پدر سے رحم اور پھر رحم مادر سے صلب پدر میں منتقل ہونے کی طرف اشارہ کیا اور سات سو ستر کا عدد کی بابت احتمال ہے کہ صرف کثرت اظہار کے لئے ہے یا واقعہ بیان کیا ہے مولوی مدن نے کہا کہ یہ معنی نہیں ہیں بلکہ دوسرے معنی ہیں میں نے پوچھا کہ دوسرے معنی کیا ہیں اور اس معنی میں کیا غلطی ہے انہیں نے اس معنی کی غلطی بیان کر کے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں سات قسم کے انقلاب ہیں یعنی پہلے خاک ہونا دوسرے غذا بننا تیسرے خون ہونا چوتھے نطفہ ہونا پانچویں علقہ بننا چھٹے گوشت و ہڈیوں اور رگوں کا بننا اور پھر زندہ ہونا اور یہی قالب مراد ہیں میں نے کہا ان سات میں سات سو ستر تعبیر بہت بعید ہے دوسرے دیدہ ام یا ردیدہ ام کا متکلم یا روح ہے یا بدن یہ بات ظاہر ہے کہ اگر روح متکلم ہے تو یہ ہفت انقلاب روح کے ہوئے اور اگر بدن متکلم ہے تو بدن سے تنہا ہیولیٰ مراد ہے یا ہیولیٰ مع صورت کے یہ بات بدیہی ہے کہ جسمانی اور نوعی صورتیں باقی نہیں رہتی ہیں جس سے یہ مانا جائے کہ سب قالبوں میں شخصیت جداگانہ باقی رہتی ہے اور اگر تنہا ہیولے مانا جائے تو محقق حکیموں کا قول ہے کہ ہیولے وحدت پوشیدہ۔ اور جسموں کا عام ہیولے ہر فرد کی شخصیت میں نہ کل ہے نہ جزو بلکہ جیسی صورت پیدا

ہوتی ہے اس کے اجزا کا امتیاز ہوتا ہے اور صورتوں کے جدا ہونے پر سب ایک ہو جاتا ہے اور جزو میں امتیاز شدہ شخصیت باقی رہتی ہے۔ کہا کہ شاید ہیولی مراد ہو اور اجزا کا امتیاز نہ ہونا جو کہا جاتا ہے غلط ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بات تو صدرا کے پڑھنے والوں کے علم اور مشاہدہ میں ہے اس سے انکار کیا۔ میں نے کہا کہ صدرا ہو تو ملاحظہ کر لیجیے۔ اس انکار پر مولوی نورالاسلام کو بہت تعجب ہوا۔ صدرا موجود نہ تھا۔ ایک ملاقات تو یہ ہے۔ دوسری ملاقات بریلی میں جب میں ان کے یہاں دعوت کھانے گیا ہوئی۔ اس وقت میرزاہد کے حاشیوں کا ذکر آیا۔ میں نے کہا فی الحقیقت ان کی نظر بہت دور رس ہے اور اکثر لوگوں نے بے سمجھے اور بے سوچے اعتراض کر دیئے ہیں ہم خود ان کے شاگرد نہیں ہیں مگر اکثر اعتراضوں کو دور کیا ہے لیکن بعض جگہ خلاف حق ہے۔ میں پوچھا ایسا کون مقام ہے۔ میں نے کہا مرزا فرماتے ہیں کہ کتابوں کے نام اعلام جنسیہ ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ علم جنسی پر الف لام کا داخل ہونا مولدین کے کلام میں پایا جاتا ہے مثلاً الکافیہ والشافیہ پس اگر ان کے اصلی معنی کو دیکھو تو اصل میں یہ وصف ہیں۔ اس کلام میں دو بحثیں ہیں اولاً یہ کہ صرف مولدین کے کلام میں کتابوں کے نام پر الف لام نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں بھی ہے مثلاً انزل التوراۃ والانجیل اور انزل الفرقان اور لقد کتبنا فی الزبور۔ بحث دوم یہ کہ الف لام اس علم کے جزو ہیں جیسے النجم والصعق دوسرے وہ علم جن پر الف لام لانا ممنوع مثلاً محمدؐ و علیؓ تیسرے وہ کہ ان پر الف لام کا داخل ہونا جائز ہے اور متنازعہ مثلاً الحسن والعباس پس اعلام پر الف لام کا داخل

ہونا جائز ہے اور کسی توجیہہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بولے کہ اس کا یہی جواب ہے
میں نے پوچھا کہ جواب کیا ہے بولے کہ تہا کافیہ و شافیہ وغیرہ یہی جواب ہے
چونکہ اس جواب سے کوئی نتیجہ سمجھ میں نہیں آیا میں نے قائل کی کم فہمی پر محمول
کیا اور جواب نہ دیا۔ ان دو باتوں کے سوائے کوئی بحث نہیں ہوئی۔

(۲)

فضیلت محبت دستگاہ مولوی عبدالرحمٰن بن حاجی محمد سعید سلمہ اللہ تعالیٰ

فقیر رفیع الدین کی جانب سے بعد سلام مسنون الاسلام واضح ہو گرامی نامہ
پہنچا۔ آپ کی بیروزگاری سے دلی صدمہ ہوا۔ حسب خواہش آپ کی
مولوی جمال الدین صاحب سید قاسم علی شاہ صاحب کو رقعے بھیجے ہیں
پہنچے ہونگے امید خدائے بزرگ و برتر ان عزیزوں کی کوشش سے مقصد
برآری کرے آئندہ اپنے حالات لکھتے رہنا والسلام

(۳)

فضیلت و محبت دستگاہ مولوی حافظ عبدالرحمٰن بن حاجی محمد سعید
سلمہم اللہ تعالیٰ۔ فقیر رفیع الدین کی طرف سے بعد سلام مسنون کے معلوم
ہو۔ اس سے پہلے دو رقعے تمہارے ملے ایک میں ایک شعر کے معنی دریافت
کئے ہیں جس کے نہ الفاظ نہ وزن۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی غلط کتاب سے
نقل کیا ہوگا۔ دوسرے رقعہ میں ایک مسئلہ کی بابت استفسار تھا جس کو شاہ
صفی القدر نے فقیر کا لکھا ہوا بتا کر وہاں کے فضلاء کے سامنے پیش کیا اور
وہ اس کو ضبط تحریر میں نہ آئے۔ فقیر کو قطعی یاد نہیں تھا کہ کونسا مسئلہ ہے

اور کس بات نے ہے۔

اور اب جو خط آیا ہے اس میں دو خط حکیم غلام حسین اور حکیم عطاء اللہ خان کے واسطے بھیجنے کو لکھا تھا۔ خط ہذا میں دو خط ملفوف کرکے مرزدہ صاحبان کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ خدا کرے کہ کام بن جاوے اور جو کچھ استفتا کی بابت لکھا تھا معلوم ہوا اور اس کی حقیقت اشارتاً معلوم ہوئی تصریح کا دیکھنے پر پتہ چلے گا۔ لیکن استفتار وہاں سے ابھی تک نہیں آیا ہے مگر لکھنؤ سے وحدت وجود اور وحدت شہود کے متعلق استفتار آیا تھا۔ صاحبان رامپور کو اس سے کوئی مطلب نہیں۔ اس کے جواب کی فقیر کو اتنک فرصت نہیں ملی ہے لیکن اس کے ساتھ دو رسالے تھے ایک میاں عبدالرحمٰن سندھی کا دوسرا رسالہ مولوی عبدالحکیم کا ہے جن کو میرے بھتیجے محمد اسمٰعیل پسر میاں عبدالغنی اور مولوی رشیدالدین میرے شاگرد نے مجھ کو پیش کئے ہیں مسائل شرعی فقہی کی بابت رام پور سے کوئی خط نہیں آیا ہے حاجی عبداللہ صاحب و میاں عبدالرحیم بھائیوں کو سلام پہنچے اور مسماۃ محمدی بیگم دختر حاجی محمد شاہ کو سلام پہنچانا اور ان کی خیریت لکھنا۔